e-paper www.avadhnama.com

Postal Registration No. GPOLW/MP-50/2012-14 • RNI No. UPURD/2001/6110

LUCKNOW روزنامہ

اودھ نامہ

avadhnama

Rs.3/- Vol- 25 , Issue, 351 Thursday , September 24 2026 Pages -8

قیمت ۳/روپیہ جلد نمبر(۲۵)شمارہ نمبر(۳۵۱) لکھنؤ، بروز جمعرات ۲۴-ستمبر ۲۰۲۶ء،مطابق ۱۱/ربیع الآخر-۱۴۴۸ھ صفحات-۸

بھوپال کے 21 سالہ ماسٹر پلان کا راستہ ہموار

نئی دہلی۔سپریم کورٹ نے مدھیہ پردیش حکومت کو بھوپال شہر کا نیا ڈرافٹ ماسٹر پلان پیش کرنے کی اجازت دے دی، لیکن شرط عائد کی کہ اسے عدالت کی اجازت کے بعد ہی نافذ کیا جا سکے گا۔عدالت نے واضح کیا کہ رہائشی علاقوں میں چل رہے تجارتی اداروں کو بند کرنے کی بی ایم سی (بھوپال میونسپل کارپوریشن) کی مہم جاری رہے گی۔اس فیصلہ سے ان تاجروں کو دھچکا لگا ہے جو اپنی روزی روٹی کی فکر کا حوالہ دیتے ہوئے احتجاج کر رہے تھے۔سماعت کے دوران ریاستی حکومت نے بتایا کہ بی ایم سی کی مہم شروع ہونے کے 2 دن بعد تشکیل دی گئی اعلیٰ سطحی کمیٹی کو تحلیل کردیا گیا ہے۔اس سے قبل سپریم کورٹ نے تمام ریاستوں اور مرکز کے زیرانتظام خطوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی راجدھانیوں کے رہائشی علاقوں میں تجارتی سرگرمیاں بند کریں۔مدھیہ پردیش حکومت کے وکیل نے عدالت کو بتایا کہ بھوپال میں 1995 سے کوئی ماسٹر پلان نہیں ہے۔

عطیات چوری: 8 ملزمان کے خلاف چارج شیٹ داخل

اجودھیا۔رام مندر عطیات چوری معاملے میں پولیس نے بدھ کی صبح تمام 8 ملزمان کے خلاف عدالت میں چارج شیٹ داخل کردی ہے۔پولیس کی جانب سے چارج شیٹ داخل کیے جانے کے بعد اب ملزمان کے 'ڈیفالٹ بیل' (ضمانت) حاصل کرنے کا امکان ختم ہوگیا ہے۔دراصل اسپیشل کورٹ نے انوکلپ مشرا، کرونیش پانڈے اور لوکش مشرا کی ضمانت عرضی خارج کردی تھی۔عدالت نے پیرکو اوینا ش شکلا، رما شنکر مشرا اور منیش یادو کی بھی ضمانت عرضی خارج کردی تھی۔اس کے بعد باقی بچے 2 دیگر ملزمان رام شنکر یادو عرف ٹنو اور سبھاش چندر شریواستو کی ضمانت عرضی پر آج اسی عدالت میں سماعت ہونی ہے۔واضح رہے کہ حالیہ دنوں میں رام مندر عطیات چوری کا معاملہ موضوع بحث رہا ہے۔اس معاملے میں ملزمان بھیڑ کا فائدہ اٹھا کر بینک ملازمین اور مندر کے کچھ اسٹاف کی ملی بھگت سے عطیات کے صندوقوں سے پیسے چوری کرتے تھے۔

الیکشن کمشنر کی تقرری معاملہ

بڑی بینچ کو بھیجنے پر سپریم کورٹ منقسم

وزیراعظم کا نامزد کردہ رکن کبھی وزیراعظم کی مخالفت نہیں کرسکتا: جسٹس دتہ

نئی دہلی: سپریم کورٹ نے بدھ کے روز چیف الیکشن کمشنر اور دیگر الیکشن کمشنرز (تقرری، ملازمت کی شرائط اور مدتِ ملازمت) ایکٹ، 2023 کو چیلنج کرنے والی درخواست کو ایک بڑے بینچ کے سپرد کرنے کی مرکزی حکومت کی استدعا پر منقسم فیصلہ سنایا۔یہ فیصلہ جسٹس دیپانکر دتہ اور جسٹس ستیش چندر شرما نے سنایا۔بینچ نے اس معاملے پر اپنا فیصلہ محفوظ کرلیا تھا کہ آیا چیف الیکشن کمشنر اور الیکشن کمشنرز کی تقرری کے عمل کو ریگولیٹ کرنے والے قانون کو چیلنج کرنے والی درخواستوں کو پانچ ججوں پر مشتمل بڑے بینچ کے پاس بھیجنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔چیف الیکشن کمشنر اور دیگر الیکشن کمشنرز کی تقرری کی ذمہ دار موجودہ کمیٹی وزیراعظم، لوک سبھا میں اپوزیشن لیڈر اور مرکزی کابینہ کے ایک وزیر پر مشتمل ہے۔جسٹس دتہ نے معاملے کو بڑے بینچ کے سپرد کرنے کی حکومتی درخواست کو مسترد کردیا اور 2023 کے ایکٹ کو چیلنج کیے جانے کے معاملے پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔اپنی رائے سناتے ہوئے جسٹس دتہ نے درخواست گزار کے اس استدلال کا ذکر کیا کہ وزیراعظم کے نامزد کردہ رکن سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ وزیراعظم کی مخالفت کرے گا یا اپوزیشن لیڈر کا ساتھ دے گا، نتیجتاً، اگر یہ سلیکشن کمیٹی کام کرتی ہے تو فیصلے ہمیشہ کاغذ پر ایگزیکٹو (انتظامیہ) کے حق میں 1-2 ووٹ کی صورت میں نظر آئیں گے اور حقیقت میں، حکمران جماعت کے حق میں ہوں گے۔جسٹس دتہ نے مشاہدہ کیا، "کمیٹی میں ایگزیکٹو کے دو ارکان کی موجودگی کے باعث ایگزیکٹو کے پاس مؤثر ویٹو (اختیارِ استرداد) کا حق ہوتا ہے، ایک ایسی چیز جس کی ڈاکٹر امبیڈکر نے مخالفت کی تھی اور اسے مسترد کردیا تھا۔"جسٹس دتہ نے ذکر کیا کہ جب بینچ نے یہ سوال کیا کہ آیا وزیراعظم اور لوک سبھا میں اپوزیشن لیڈر کے درمیان اختلافِ رائے کی صورت میں وزیراعظم کا نامزد کردہ رکن وزیراعظم کے خلاف موقف اختیار کرے گا، تو اٹارنی جنرل کا جواب تھا شاید نہیں۔"جسٹس دتہ نے ریمارکس دیے، "منفی نتیجے کا امکان اتنا زیادہ ہے کہ یہ سلیکشن کمیٹی کی ذہنیت پر اثرانداز ہوتا ہے۔۔۔اگر تقرریاں اچھی بھی ہوں، تب بھی یہ عمل عوامی تاثر کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔۔۔یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اگر کرکٹ میچ میں ٹیم کا کپتان امپائر کا انتخاب کرے اور اس کی ٹیم جیت جائے، تو ایسے امپائر کا فیصلہ، خواہ وہ درست ہی کیوں نہ ہو، شک و شبہ کے گھیرے میں رہتا ہے۔آخرکار، امپائر کا انتخاب تو جیتنے والے کپتان نے ہی کیا تھا۔"انہوں نے ان تجاویز کو وزنی قرار دیا اور کہا، اگر آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کروانے ہیں تو یہ ناگزیر ہے کہ الیکشن کمیشن آف انڈیا نہ صرف ایک خودمختار ادارہ ہو بلکہ آزادانہ طور پر کام کرتا ہوا بھی دکھائی دے۔"ایسی صورتحال میں، سلیکشن کمیٹی میں مرکزی وزیر کو شامل کرنے سے وہ آزادانہ توازن قائم نہیں ہو پاتا جو ایک غیر جانبدار سلیکٹر فراہم کرسکتا ہے، مرکزی وزیر تو محض اپنے لیڈر کی آواز کی بازگشت ہی ثابت ہوں گے۔"جسٹس دتہ نے مزید کہا، لہٰذا، سلیکشن کمیٹی میں لوک سبھا میں اپوزیشن لیڈر کی موجودگی بڑی حد تک محض علامتی بن کررہ جاتی ہے اور ان کی شمولیت کا اصل مقصد پورا نہیں ہو پاتا۔"انہوں نے مشاہدہ کیا کہ درخواست گزار کا یہ استدلال کہ 2023 کا ایکٹ تقرری کے حوالے سے ایگزیکٹو کو ضرورت سے زیادہ اختیارات دیتا ہے اور اس طرح خودمختاری کے تاثر کو مجروح کرتا ہے، بظاہر وزنی معلوم ہوتا ہے۔تاہم، جسٹس شرما نے کہا کہ اس معاملے پر آئین کے آرٹیکل 145(3) کے تحت ایک آئینی بنچ کی جانب سے باضابطہ فیصلہ کیا جانا چاہیے۔بنچ نے حکم دیا کہ مزید تاخیر سے بچنے کے لیے اس معاملے کو چیف جسٹس آف انڈیا کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ ایک مناسب آئینی بنچ تشکیل دیا جاسکے۔عدالت نے نوٹ کیا کہ محض یہ طے کرنے کے لیے کہ آیا معاملے کو آئینی بنچ کے سپرد کیا جائے یا نہیں، اسے تین ججوں پر مشتمل بنچ کے پاس بھیجنے کے نتیجے میں کارروائی میں غیر ضروری تاخیر ہوگی۔

کینسر کی دوائیوں کی بہت زیادہ قیمتیں دن دہاڑے ڈکیتی: سپریم کورٹ

نئی دہلی: سپریم کورٹ نے منگل کو کینسر کی دواؤں کی بہت زیادہ قیمتوں کو 'دن دہاڑے ڈکیتی' قرار دیا۔عدالت کو بتایا گیا کہ کینسر کی ضروری دواؤں کی زیادہ سے زیادہ خوردہ قیمت (ایم آر پی) 27,000 روپے ہے، جب کہ ریٹیلر کی قیمت (پی ٹی آر) صرف 2,700 روپے ہے۔سپریم کورٹ نے اس قیمت کو مریضوں کے خلاف زبردستی وصولی، 'سراسر فساد' اور 'نسل کشی' قرار دیا اور حیرت کا اظہار کیا کہ حکام اس پر خاموش کیوں ہیں۔بہت زیادہ قیمت پر سخت تبصرہ کرتے ہوئے سپریم کورٹ نے پوچھا کہ دوا کی اصل قیمت سے 10 گنا زیادہ ایم آر پی چھاپنے کی اجازت کیوں ہے؟ ایم آر پی زیادہ سے زیادہ 10 فیصد یا 16 فیصد کیوں نہیں ہوسکتی؟ یہ لامحدود کیوں ہونی چاہیے؟ اس معاملے کی سماعت جسٹس وکرم ناتھ اور جسٹس سندیپ مہتا کے بنچ نے کی۔بنچ دو درخواستوں پر سماعت کر رہا تھا، جن میں ادویات سے جڑے مسائل اٹھائے گئے تھے۔ان میں ادویات پر سخت پرائس کنٹرول کو یقینی بنانا بھی شامل تھا۔بنچ نے کہا کہ یہ بہت حیران کن بات ہے کہ جن حکام کو اس پر ایکشن لینا چاہیے تھا، وہ خاموش ہیں۔جسٹس مہتا نے کہا کہ کئی مریضوں کا علاج پی ایم جے اے وائی یا آیوشمان بھارت کے تحت ہورہا ہے، اس لیے ٹیکس دہندگان کا پیسہ اس سب میں جاتا ہے اور جو دوا 200 روپے میں بکتی ہے، وہ 2000 روپے میں دی جاتی ہے اور ہسپتال کو ری ایمبرسمنٹ (رقم کی واپسی) ملتی ہے۔جسٹس مہتا نے کہا، 'یہ براہ راست دھوکہ دہی کا معاملہ ہے'، اور کہا کہ مینوفیکچر رہی ایم آر پی طے کرتا ہے۔جسٹس مہتا نے مزید کہا کہ ایک مینوفیکچرر کینسر کی دوا پر ایم آر پی کے طور پر 27,000 روپے لکھتا ہے، جب کہ پی ٹی آر (ریٹیلر کے لیے قیمت) 2700 روپے ہے۔یہ بہت زیادہ فرق ہے! چونکا دینے والا ہے! بنچ کو بتایا گیا کہ زیادہ تر ریٹیلر زہی زیادہ پیسے وصول کرتے ہیں۔بنچ نے استفسار کیا کہ دوا کی اصل قیمت سے 10 گنا زیادہ ایم آر پی چھاپنے کی اجازت کیوں ہے؟ جس سے ریٹیلر کو اپنی مرضی سے کچھ بھی چارج کرنے کا موقع ملتا ہے۔بنچ نے کہا کہ لوگ علاج کے لیے اپنے گھر اور زیورات بیچ دیتے ہیں اور سوال کیا کہ مریضوں کو اس طرح کیسے ٹھگا جاسکتا ہے۔بنچ نے یہ بھی کہا کہ اگر تمام ادویات کو قیمت کے تعین کے دائرے میں لایا جائے، تو ہمیں جینرک ادویات کے نظام کی بھی ضرورت نہیں پڑسکتی۔سب کچھ برابر ہوجائے گا۔'

چیف الیکشن کمشنر کے خلاف اپوزیشن کے حملے تیز

ایس آئی آر عمل میں مبینہ دھاندلی کو لے کر گیانیش کمار کی معطلی، گرفتاری اور تحقیقات کا مطالبہ

نئی دہلی: بدھ کے روز اس وقت ایک بڑا سیاسی ہنگامہ برپا ہوگیا جب الیکشن کمیشن کے دو الیکشن کمشنروں نے ووٹر لسٹ کی خصوصی تفصیلی نظرثانی (ایس آئی آر) کے حوالے سے شدید تحفظات کا اظہار کیا۔اپوزیشن نے چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار پر "انفرادی من مانی" کا الزام عائد کیا اور انہیں عہدے سے ہٹانے کا مطالبہ کیا۔حکام نے بتایا کہ الیکشن کمشنرز سکھبیر سنگھ سندھو اور وویک جوشی نے ووٹر فہرستوں کی درستی کے عمل کے دوران مختلف ریاستوں میں ناموں کے اخراج سمیت متعدد مسائل کی نشاندہی کی تھی، تاہم ووٹر فہرستوں کی ملک گیر ایس آئی آر سے متعلق فیصلوں پر انتخابی ادارے کے تمام ارکان متفق تھے۔یہ ردعمل دی انڈین ایکسپریس کی ایک رپورٹ کے بعد سامنے آیا جس میں انکشاف کیا گیا تھا کہ تین رکنی الیکشن کمیشن میں شامل تین میں سے دو الیکشن کمشنروں نے بار بار ایس آئی آر سے متعلقہ امور پر سوالات اٹھائے تھے۔ایس آئی آر کا ملک گیر نفاذ تینوں کمشنروں کی نگرانی میں کیا جارہا ہے۔تاہم، انگریزی اخبار کی رپورٹ کے مطابق، سندھو اور جوشی نے گزشتہ 10 مہینوں میں کم از کم 14 بار (بشمول ایک ہی دن میں چار چار بار) ان فیصلوں اور احکامات پر باضابطہ اعتراض کیا جو مبینہ طور پر ان کی معلومات کے بغیر کیے گئے یا جاری کیے گئے۔

کانگریس رہنما راہل گاندھی نے بدھ کے روز کہا کہ "ووٹ چوری" آئین پر براہِ راست حملہ ہے اور بی جے پی، آر ایس ایس اور الیکشن کمیشن جو اس کے ذمہ دار ادارے ہیں نے غداری کا ارتکاب کیا ہے۔لوک سبھا میں اپوزیشن لیڈر نے اس بات پر زور دیا کہ انصاف ضرور ہوگا۔گاندھی نے کہا، "ووٹ چوری بھارت کے عوام کے خلاف جرم اور ہمارے آئین پر براہِ راست حملہ ہے۔" ایکس پر پوسٹ کرتے ہوئے انہوں نے مزید کہا، "بی جے پی، آر ایس ایس اور الیکشن کمیشن، جنہوں نے یہ حرکت کی ہے، انہوں نے غداری کی ہے۔انصاف ہو کر رہے گا۔"گاندھی نے اپنے ایک پرانے بیان کی ویڈیو بھی شیئر کی جس میں انہوں نے الیکشن کمیشن کے حکام کو خبردار کیا تھا کہ ان کے اقدامات غداری کے زمرے میں آتے ہیں اور انہیں بخشا نہیں جائے گا۔وہیں، کانگریس پارٹی کے شعبہ مواصلات کے انچارج جنرل سکریٹری جے رام رمیش نے ایکس پر اس میڈیا رپورٹ کا اسکرین شاٹ شیئر کیا۔کانگریس کے سینئر لیڈر ابھیشیک منو سنگھوی نے اس ضمن میں ایک پریس کانفرنس کی۔انہوں نے انگریزی اخبار کی رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے مرکزی حکومت اور الیکشن کمیشن پر ملی بھگت سے انتخابات پر قبضہ کرنے کا الزام لگایا۔انڈین ایکسپریس رپورٹ پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے، سماج وادی پارٹی کے سربراہ اکھلیش یادو نے الیکشن کمیشن کی ساکھ پر سوال اٹھایا۔انہوں نے الزام لگایا کہ ان کی پارٹی کی حمایت کرنے والے ووٹروں کے نام ایک "سوچی سمجھی سازش" کے تحت ووٹر لسٹ سے ہٹا دیے گئے۔لکھنؤ میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے یادو نے کہا، "الیکشن کمیشن کا دعویٰ ہے کہ وہ جمہوریت کو مضبوط کرے گا۔جب خود کمیشن کے اندر ہی ایسے واقعات ہوں تو کس پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے؟ 10 ماہ کے عرصے میں مختلف عہدیداروں نے 14 بار خطوط لکھے۔ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت سماج وادی پارٹی کے ووٹروں کے نام الیکشن کمیشن کی ووٹر لسٹ سے ہٹا دیے گئے۔ہم نے یہ معاملہ کمیشن کے نوٹس میں لایا، اس کے باوجود کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ضمنی انتخابات میں بڑے پیمانے پر دھاندلی ہوئی۔"اتر پردیش میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت پر اپنے حملے کو تیز کرتے ہوئے، سابق وزیراعلیٰ نے حکمران جماعت پر من مانی حکمرانی اور بلڈوزر راج چلانے کا الزام لگایا جو آئینی اقدار کو کمزور کرتا ہے۔

الیکشن کمیشن کی 14 اعتراضات پر وضاحت

اختلافِ رائے کو معمول قرار دیا، فارم 6 اور دیگر اہم سوالات پر خاموشی

ELECTION COMMISSION OF INDIA

PRESS NOTE

نئی دہلی۔الیکشن کمیشن آف انڈیا نے اپنے دو ارکان کی جانب سے گزشتہ 10 ماہ کے دوران درج کیے گئے 14 اعتراضات سے متعلق رپورٹ پر وضاحت جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ ادارے میں مختلف آرا، تبصرے اور تکنیکی تجاویز معمول کی فیصلہ سازی کا حصہ ہیں۔کمیشن نے تمام حتمی فیصلے اتفاقِ رائے سے ہونے کا دعویٰ کیا، تاہم ان اعتراضات میں اٹھائے گئے کئی مخصوص سوالات کا براہِ راست جواب نہیں دیا۔یہ وضاحت 'دی انڈین ایکسپریس' کی ایک تحقیق کے بعد سامنے آئی ہے، جس میں بتایا گیا تھا کہ الیکشن کمشنر ایس ایس سندھو اور وویک جوشی نے کمیشن کے مختلف اقدامات پر کم از کم 14 مرتبہ تحریری اعتراضات درج کیے۔رپورٹ کے مطابق یہ اعتراضات ووٹر فہرستوں، نئے ووٹروں کے اندراج، ووٹروں کے نام حذف یا بحال کرنے، انتخابی ڈیٹا تک رسائی اور مغربی بنگال میں اپیلوں سمیت اہم معاملات سے متعلق تھے۔کمیشن نے اپنے بیان میں کہا کہ کسی بھی ادارے میں غور و خوض کے دوران مختلف آرا سامنے آنا فطری ہے اور حتمی فیصلہ ہونے سے پہلے تحریری نوٹس، تبصرے، تکنیکی تجاویز اور داخلی نگرانی کا نظام معمول کی کارروائی کا حصہ ہیں۔کمیشن کے مطابق ارکان کی جانب سے دی گئی تجاویز کا مقصد انتخابی عمل کو مزید بہتر بنانا اور ووٹروں کے حقوق کا تحفظ تھا۔الیکشن کمیشن نے کہا کہ گزشتہ ایک سال کے دوران ایس آئی آر سمیت انتخابی فہرستوں کی نظرثانی، تقریباً 40 نئی پہل اور دیگر انتخابی اصلاحات سے متعلق فیصلے مکمل کمیشن کی رضامندی سے کیے گئے۔کمیشن کا کہنا ہے کہ صرف چند داخلی نوٹس اور تبصروں کو سامنے رکھ کر ادارے کے کام کا جائزہ لینا 'تصویر کا صرف ایک پہلو' پیش کرتا ہے۔تاہم، رپورٹ میں جن مخصوص معاملات پر سوال اٹھائے گئے تھے، کمیشن کے بیان میں ان کی تفصیلی وضاحت نہیں ملتی۔ان میں فارم 6 میں تبدیلی، انتخابی فہرست کے ڈیجیٹل ڈیٹا تک افسران کی رسائی اور مغربی بنگال میں ووٹروں کے خلاف دائر اپیلوں کی منظوری جیسے معاملات شامل ہیں۔رپورٹ کے مطابق مئی میں وویک جوشی نے فارم 6 میں مجوزہ تبدیلی پر اعتراض کرتے ہوئے کہا تھا کہ انتخابی قواعد میں ترمیم کے بغیر فارم میں اس نوعیت کی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔ایس ایس سندھو نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا تھا۔بعد میں اگست میں سندھو نے اس تبدیلی کو 'غیر مجاز اور غیر قانونی' قرار دیتے ہوئے اسے فوری طور پر ہٹانے کی بات کہی تھی۔انتخابی ڈیٹا کے معاملے میں بھی دونوں کمشنروں نے خدشات ظاہر کیے تھے۔سندھو نے اگست میں کہا تھا کہ بعض ریاستی انتخابی افسران کو ای آر او نیٹ تک مکمل رسائی حاصل نہیں ہورہی، جبکہ جوشی نے انتخابی ڈیٹا بیس کے ممکنہ مرکزی کنٹرول اور اس کے آڈٹ کی ضرورت پر سوال اٹھایا تھا۔

خواتین کے لیے سرکاری پناہ گاہ سہارا بنے گی: یوگی آدتیہ ناتھ

حکومت خواتین کو تحفظ، عزت اور خود کفالت دے رہی

اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے کہا کہ گھریلو تشدد کی شکار خواتین، گھر سے بچھڑی بیٹی، بہن یا ماں، یا کسی بے سہارا خاتون کے لیے سرکاری خواتین پناہ گاہ سہارا بنے گی۔حکومت ایسے لوگوں کا سہارا بنتی ہے اور انہیں ان کے قانونی سرپرستوں سے ملانے کی کوشش کرتی ہے۔ضروری قانونی تعاون فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ حکومت انہیں سماج کے مرکزی دھارے سے جوڑ کر آگے بڑھانے کے لیے بھی کام کرتی ہے۔وزیر اعلیٰ آج ضلع گورکھپور میں خواتین اور پناہ گزین خواتین کو محفوظ اور باوقار ماحول فراہم کرنے کے لیے جدید سہولیات سے آراستہ سرکاری خواتین پناہ گاہ کے افتتاح کے موقع پر خطاب کر رہے تھے۔اس موقع پر انہوں نے 'اتر پردیش وزیر اعلیٰ بال سیوا یوجنا' کے مستحق بچوں میں لیپ ٹاپ بھی تقسیم کیے۔وزیر اعلیٰ نے کہا کہ گورکھپور میں 100 بستروں پر مشتمل خواتین پناہ گاہ تیار ہونے کے بعد کسی وجہ سے گھر چھوڑنے والی بیٹی، گھریلو تشدد کی شکار خاتون یا کسی دیگر بے سہارا خاتون کو اب دربدر نہیں ہونا پڑے گا۔گورکھپور ڈویژن کی یہ خواتین پناہ گاہ ایسی خواتین کے لیے منظم طریقے سے چلائی جائے گی۔نصف آبادی کو عزت اور تحفظ حاصل ہو اور وہ خود کفالت کی راہ پر آگے بڑھتے ہوئے ترقی یافتہ ہندوستان کے تصور کو حقیقت میں بدلنے میں شریک بنے، اس کے لیے وزیر اعظم نریندر مودی کی قیادت میں ڈبل انجن حکومت بغیر رکے، بغیر ڈگمگائے اور بغیر جھکے مسلسل کام کررہی ہے۔وزیر اعلیٰ نے کہا کہ خواتین کی فلاح وبہبود کے شعبے میں حکومت نے بیٹی کی پیدائش سے لے کر اس کی تعلیم، شادی، روزگار، سماجی تحفظ اور زندگی کے مختلف مراحل تک امداد کا انتظام کیا ہے۔بیٹی کی پیدائش پر 'پردھان منتری ماتری وندنا یوجنا' کے ذریعے خاندان کو امداد فراہم کی جاتی ہے۔'مکھیہ منتری کنیا سمنگلا یوجنا' کے تحت بیٹی کی پیدائش سے لے کر گریجویشن تک کی تعلیم کے لیے 25 ہزار روپے کی رقم پر مشتمل پیکیج فراہم کیا جارہا ہے۔بیٹی کے شادی کے قابل ہونے پر 'مکھیہ منتری سموہک ویواہ یوجنا' کے تحت ایک لاکھ روپے کی امداد دی جارہی ہے۔اگر کسی خاتون کے سامنے بے سہارا ہونے کا بحران ہو، کسی کو سہارے کی ضرورت ہو یا بڑھاپے میں کسی کو مالی پریشانی کا سامنا ہو تو اسے بڑھاپا پنشن سمیت دیگر سماجی تحفظ کی اسکیموں سے جوڑا جارہا ہے۔کام کرنے والی خواتین کے لیے ہاسٹل کا انتظام کیا جارہا ہے۔بنیادی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک ہر بیٹی، بہن اور خاتون کے لیے سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔بیسک ایجوکیشن کونسل کے اسکولوں میں داخلہ لینے والے بچوں کو دو یونیفارم، بیگ، کتابیں، جوتے، موزے اور سویٹر فراہم کیے جارہے ہیں۔بیٹیوں اور بیٹوں، دونوں کو اس کا فائدہ مل رہا ہے۔ریاست کے ایک کروڑ 60 لاکھ بچوں کو یہ سہولت فراہم کی جارہی ہے۔ایک کروڑ 10 لاکھ خاندانوں کو سالانہ 12 ہزار روپے پنشن کی سہولت کا فائدہ مل رہا ہے۔80 کروڑ لوگوں کو مفت راشن فراہم کیا جارہا ہے۔'پردھان منتری آواس یوجنا' اور 'مکھیہ منتری آواس یوجنا' کے تحت 65 لاکھ لوگوں کو مکانات فراہم کیے گئے ہیں۔ماضی میں کئی مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ جب گرام پنچایت کی زمین پر کوئی غریب اپنا مکان بناتا تھا تو دبنگ لوگ اس پر قبضہ کرلیتے تھے۔مکان تباہ ہونے کی صورت میں اسے دوبارہ تعمیر بھی نہیں کرنے دیتے تھے۔آج حکومت نے یہ یقینی بنایا ہے کہ جہاں غریب کا مکان ہے، وہاں اسے 'گھرونی' ملے اور گھر کی خاتون رکن کے نام پر زمین کا حق درج ہو۔اس سے غریب خاندانوں اور خواتین کو ملکیت اور تحفظ کی بنیاد حاصل ہوئی ہے۔وزیر اعلیٰ نے کہا کہ آج غریب خاندانوں کے پاس رسوئی گیس سلنڈر، بجلی کا کنکشن اور آیوشمان کارڈ جیسی سہولیات دستیاب ہیں۔انہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ڈبل انجن حکومت ان کے ساتھ کھڑی ہے۔خواتین پناہ گاہ بھی اسی سماجی تحفظ کے نظام کو مضبوط کرنے کی ایک کوشش ہے۔سال 2017 سے قبل ریاست میں خوف کا ماحول تھا۔شریف اور معزز افراد بھی خود کو غیر محفوظ محسوس کرتے تھے۔والدین اپنی بیٹیوں کی سلامتی کو لے کر فکرمند رہتے تھے۔

'یہ غداری ہے، وقت آئے گا، ہم آپ کو پکڑیں گے، بچیں گے نہیں آپ'، الیکشن کمیشن سے متعلق انکشاف پر راہل گاندھی کی تنبیہ

نئی دہلی۔کانگریس کے سابق صدر اور لوک سبھا میں حزب اختلاف کے قائد راہل گاندھی نے انتخابی کمیشن سے متعلق 'انڈین ایکسپریس' کے انکشاف پر اپنا سخت ردعمل ظاہر کیا ہے۔سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' پر انھوں نے ایک پوسٹ جاری کیا ہے جس میں 'ووٹ چوری' کو ہندوستانی عوام کے خلاف جرم اور آئین پر براہ راست حملہ قرار دیا۔انہوں نے الزام عائد کیا کہ بی جے پی، آر ایس ایس اور انتخابی کمیشن نے مل کر اسے انجام دیا ہے۔تینوں نے ملک سے غداری کا کام کیا ہے۔راہل گاندھی نے اپنی اس سوشل میڈیا پوسٹ میں لکھا ہے کہ "ووٹ چوری ہندوستانی عوام کے خلاف ایک جرم ہے اور ہمارے آئین پر براہ راست حملہ......بی جے پی، آر ایس ایس اور الیکشن کمیشن، جنہوں نے اسے انجام دیا، نے ملک سے غداری کا کام کیا ہے......انصاف ہوگا۔" اس پوسٹ کے ساتھ راہل گاندھی نے ایک ویڈیو بھی شیئر کی ہے، جس میں انہوں نے کہا ہے کہ "میں انتخابی کمیشن اور اس کے افسران سے صاف کہہ رہا ہوں، آپ جو کررہے ہیں وہ غلط کررہے ہیں، یہ غداری ہے...... وقت آئے گا......ہم آپ کو پکڑیں گے......آپ بچ نہیں پائیں گے۔" دوسری طرف کانگریس نے بھی سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' پر راہل گاندھی کی ایک ویڈیو شیئر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "بی جے پی اور انتخابی کمیشن مل کر ہماری جمہوریت کو تباہ کرنے اور لوگوں کی آواز چھیننے کی سازش کر رہے ہیں۔سب سے بڑا غداری کا کام ووٹ چوری ہے۔" کانگریس نے الزام عائد کیا ہے کہ مودی کے چہیتے گیانیش کمار انتخابی کمیشن میں اپنی منمانی چلارہے ہیں۔

الیکشن کمیشن کے اندرونی اختلافات پر کھڑگے کے سوالات، چیف الیکشن کمشنر پر لگایا نشانہ

نئی دہلی: کانگریس صدر ملکارجن کھڑگے نے الیکشن کمیشن کے کام کاج اور چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے کردار پر سوالات اٹھاتے ہوئے راجیہ سبھا کے چیئرمین سے مطالبہ کیا ہے کہ چیف الیکشن کمشنر کو عہدے سے ہٹانے سے متعلق اپوزیشن کی زیرالتوا تحریک پر فیصلہ کیا جائے۔کھڑگے نے یہ بات بدھ کو سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر جاری ایک پوسٹ میں کہی۔کھڑگے نے کہا کہ کانگریس اور کئی اپوزیشن جماعتیں گزشتہ کئی برسوں سے ملک میں ہونے والے انتخابات کی غیر جانب داری پر سوال اٹھاتی رہی ہیں۔ان کے مطابق اپوزیشن کی جانب سے انتخابی کمیشن کے کردار پر سوالات اٹھائے گئے تو انہیں نظرانداز کیا گیا اور کمیشن تک رسائی بھی محدود رہی۔کانگریس صدر نے ایک میڈیا رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ الیکشن کمیشن کے تین ارکان میں سے دو، الیکشن کمشنر سکھبیر سنگھ سندھو اور وویک جوشی، نے گزشتہ 10 ماہ کے دوران کم از کم 14 مرتبہ کمیشن کے بعض فیصلوں اور اقدامات پر تحریری اعتراضات درج کیے۔رپورٹ کے مطابق ان اعتراضات میں ووٹر رجسٹریشن، ناموں کے اخراج، فارم 6 میں تبدیلی، انتخابی ڈیٹا بیس کی مرکزیت اور ووٹر فہرستوں سے متعلق دیگر امور شامل تھے۔کھڑگے نے دعویٰ کیا کہ ان اعتراضات میں فارم 6 کے مبینہ غلط استعمال، سافٹ ویئر اور انتخابی ڈیٹا کے انتظام سے متعلق خدشات بھی شامل تھے۔انہوں نے سوال اٹھایا کہ چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار نے ان اعتراضات پر کیا کارروائی کی۔تاہم الیکشن کمیشن نے اندرونی اختلافات کی خبروں کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ کمیشن کے ارکان کی جانب سے ابتدائی مراحل میں سوالات، تجاویز یا مختلف آرا پیش کرنا معمول کے انتظامی عمل کا حصہ ہے۔کمیشن کے مطابق ایس آئی آر سمیت تمام حتمی فیصلے تینوں کمشنروں کی منظوری سے متفقہ طور پر کیے

مایاوتی نے ایشان آنند کو نیشنل کوآرڈی نیٹر مقرر کیا

قومی کنوینر کی ذمہ داری پوری لگن سے نبھاوں گا: ایشان آنند

لکھنؤ، 23 ستمبر (یو این آئی) بہوجن سماج پارٹی (بی ایس پی) کے اندر تنظیمی تبدیلیوں کے درمیان پارٹی سربراہ مایاوتی نے اپنے چھوٹے بھتیجے ایشان آنند کو اہم کردار سونپنے کا فیصلہ کیا ہے۔ذرائع کے مطابق ایشان آنند کو بی ایس پی کا نیشنل کوآرڈی نیٹر مقرر کیا گیا ہے۔مایاوتی نے بی ایس پی کی میٹنگ میں ایشان آنند کو آشیرواد دیا۔آکاش آنند کے بعد ایشان آنند کو بلند کرنے کے اس اقدام کو پارٹی کے اندر قیادت اور تنظیمی ذمہ داریوں میں تبدیلی کے طور پر دیکھا جارہا ہے۔بی ایس پی کے اندر یہ ترقی ایسے وقت میں ہوئی ہے جب پارٹی آنے والے سیاسی چیلنجوں کے لیے تیاری کررہی ہے اور اپنی تنظیم کو مضبوط کررہی ہے۔ایشان آنند کی قومی سطح پر تقرری کی خبر نے پارٹی کے تنظیمی ڈھانچے میں ان کے کردار کے بارے میں بحث چھیڑ دی ہے۔

☆قومی کنوینر بنائے جانے کے بعد ایشان آنند نے بہوجن سماج پارٹی (بی ایس پی) کی سربراہ مایاوتی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔انہوں نے کہا کہ بہن جی (مایاوتی) نے انہیں پارٹی میں ایک اہم ذمہ داری سونپی ہے، جسے وہ پوری ایمانداری اور لگن کے ساتھ نبھانے کی کوشش کریں گے۔انہوں نے یقین دلایا کہ وہ محترمہ مایاوتی کی رہنمائی میں پارٹی اور بہوجن تحریک کو آگے بڑھانے کے لیے کام کریں گے۔

حوثیوں کا موخا کے قریب سعودی عرب کا ونگ لونگ ٹو ڈرون مار گرانے کا دعویٰ

صنعا، 23 ستمبر (یو این آئی) یمن کے حوثی باغیوں نے بدھ کو دعویٰ کیا کہ ان کی فورسز نے تعز گورنری کے موخا کے علاقے میں سعودی عرب کی جانب سے مبینہ طور پر چلائے جانے والے چینی ساختہ 'ونگ لونگ ٹو' مسلح جاسوسی ڈرون کو مار گرایا ہے۔ حوثی فوجی ترجمان یحییٰ سریع نے کہا کہ بغیر پائلٹ طیارے کو "موزوں ہتھیار" استعمال کرتے ہوئے نشانہ بنایا گیا۔ یہ دعویٰ ایسے وقت سامنے آیا ہے جب حوثیوں اور سعودی عرب کے درمیان بار بار ہونے والی فوجی جھڑپوں کے باعث کشیدگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سریع نے ٹیلی گرام پر جاری ایک بیان میں کہا، "یمنی مسلح افواج نے سعودی دشمن سے تعلق رکھنے والے ونگ لونگ ٹو مسلح جاسوسی ڈرون کو اس وقت مار گرایا جب وہ تعز گورنری کے موخا کے اوپر دشمنانہ کارروائیاں انجام دے رہا تھا۔ اسے موزوں ہتھیار سے نشانہ بنایا گیا۔" اس دعوے کی آزادانہ طور پر تصدیق نہیں ہوسکی۔ یہ واقعہ یمن میں سعودی فضائی کارروائیوں کے تسلسل کے پس منظر میں پیش آیا ہے۔ 'المسیرہ' کے مطابق سریع نے اس سے قبل کہا تھا کہ سعودی عرب کی جانب سے یمن اور اس کے عوام کے خلاف "دشمنانہ کارروائیوں" میں اضافے کے بعد کیے گئے فضائی حملوں کی تعداد 760 تک پہنچ گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سعودی جنگی طیاروں، جن میں ایف-15 اور ٹائفون شامل ہیں اور جو خمیس مشیط اور طائف کے فضائی اڈوں سے کارروائیاں کر رہے ہیں، نے 28 فضائی حملے کیے ہیں۔ ڈرون مار گرائے جانے کا تازہ دعویٰ ایسے وقت بھی سامنے آیا ہے جب جاری تنازع اور اس کے علاقائی سلامتی، بحری آمد و رفت اور عالمی تجارت پر وسیع تر اثرات کے حوالے سے بین الاقوامی تشویش بڑھ رہی ہے۔ پیر کو جی سیون کے وزرائے خارجہ نے یمن اور سعودی عرب کے خلاف حوثیوں کے مسلسل حملوں کی شدید مذمت کی، جن میں شہریوں اور شہری بنیادی ڈھانچے کو متاثر کرنے والے حملے بھی شامل ہیں۔ انہوں نے ایران سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ حوثی گروپ کو مبینہ طور پر اسلحہ اور دیگر مدد فراہم کرنا بند کرے۔ جی سیون نے کہا کہ یمن کی صورتحال علاقائی استحکام و سلامتی، عالمی توانائی سلامتی اور بحیرہ احمر اور باب المندب میں جہاز رانی کے حقوق اور بحری سلامتی کے لیے "ناقابل قبول خطرہ" بن گئی ہے۔ گروپ نے حوثیوں سے مطالبہ کیا کہ وہ فوری طور پر فوجی کارروائیاں، دھمکیاں اور شہری بحری جہازوں کے خلاف حملے بند کریں اور سیاسی عمل کی طرف واپس آئیں۔ جی سیون نے یمن کی جائز حکومت اور سعودی عرب کے ساتھ یکجہتی کا بھی اظہار کیا۔ یہ بیان 19 ستمبر کو حوثیوں کے ان حملوں کے بعد سامنے آیا جن کے بارے میں گروپ نے دعویٰ کیا تھا کہ اس نے سعودی عرب کی جانب بیلسٹک اور کروز میزائل اور ڈرون داغے، جن میں ریاض کے حساس مقامات اور ینبع میں آرامکو کی تنصیبات بھی شامل تھیں۔ 'ونگ لونگ ٹو' چین کا تیار کردہ درمیانی بلندی پر طویل دورانیے تک پرواز کرنے والا بغیر پائلٹ فضائی طیارہ ہے، جسے ایوی ایشن انڈسٹری کارپوریشن آف چائنا (اے وی آئی سی) نے تیار کیا ہے۔ اسے بنیادی طور پر نگرانی اور جاسوسی کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے، تاہم اسے مسلح کارروائیوں کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس ڈرون کے پروں کا پھیلاؤ 5.20 میٹر اور لمبائی 11 میٹر ہے۔ یہ تقریباً 370 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کرسکتا ہے اور اس کی عملیاتی حد تقریباً 500,1 کلومیٹر ہے۔ اس کی پرواز کا دورانیہ 32 گھنٹے تک بتایا جاتا ہے۔ یہ ڈرون مختلف اقسام کے بم، راکٹ اور فضا سے زمین پر مار کرنے والے میزائل لے جاسکتا ہے۔ اس میں نگرانی اور اہداف کو نشانہ بنانے کے لیے دن اور رات میں کام کرنے والے انفراریڈ کیمروں پر مشتمل الیکٹرو آپٹیکل نظام بھی نصب ہے۔ ونگ لونگ ٹو ایم اے ایل ای کی زیادہ سے زیادہ پے لوڈ صلاحیت 400 کلوگرام ہے۔ یہ مجموعی طور پر 480 کلوگرام وزن کے 12 لیزر گائیڈڈ بم یا میزائل لے جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ونگ لونگ ون صرف دو بم یا میزائل لے جا سکتا ہے جن کا مجموعی وزن 100 کلوگرام تک ہوتا ہے۔ 2016 میں ژوہائی ایئر شو کے دوران ونگ لونگ ٹو کو مختلف اقسام کے بموں اور میزائلوں کے ساتھ پیش کیا گیا تھا، جن میں ایف ٹی-9/50، 50 کلوگرام بم، جی بی-3، 250 کلوگرام لیزر گائیڈڈ بم اور ٹی ایل-10 بم شامل تھے۔

اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے موقع پر یوکرین کا امریکہ کے ساتھ اہم دفاعی معاہدے پر دستخط کا امکان۔ دو۔ آخری

مارچ میں جب ایران نے امریکہ اور اسرائیل کے مشترکہ حملوں کے جواب میں کارروائی شروع کی تو اس وقت کے امریکی وزیر فوج ڈین ڈرسکول نے گوگل کے سابق چیف ایگزیکٹو ایرک شمٹ سے رابطہ کیا۔ شمٹ نے بعد میں 'پرینیل آٹونومی' نامی امریکی ڈرون کمپنی قائم کی تھی، جو یوکرین میں بھی سرگرم ہے۔ پرینیل آٹونومی 'میروپس' نامی ڈرون شکن ڈرون تیار کرتی ہے، جسے یوکرین کے خلاف روس کے استعمال کردہ ایرانی ساختہ شاہد ڈرونز کے مقابلے میں مؤثر ترین ذرائع میں شمار کیا جاتا ہے۔ ڈرسکول نے شمٹ سے مغربی ایشیا کے لیے 000,13 میروپس انٹرسیپٹر ڈرونز اور 000,10 'بمبل بی' نگرانی اور حملہ آور ڈرونز فراہم کرنے کو کہا۔ متعدد ذرائع کے مطابق شمٹ نے اس پر رضامندی ظاہر کی اور چند ہی دنوں میں ڈرون امریکی فوج کو پہنچا دیے گئے، تاہم یوکرینی ساختہ بعض پرزے تاخیر سے پہنچنے کے باعث انہیں آپریشنل ہونے میں کئی ہفتے لگ گئے۔ پرینیل آٹونومی کے میروپس ڈرونز میں یوکرین کی ٹیکنالوجی کمپنی 'سائن انجینئرنگ' کے تیار کردہ مصنوعی ذہانت پر مبنی بیکنز اور یوکرینی ساختہ وارہیڈز استعمال ہوتے ہیں، جن میں دھماکہ خیز مواد موجود ہوتا ہے۔ ان ڈرونز کو جنگی کارروائیوں میں استعمال کرنے سے پہلے امریکی فضائی دفاعی ریڈارز کے ساتھ مربوط کرنے کے لیے بھی یوکرینی ماہرین کی مدد درکار تھی۔ سی بی ایس نیوز نے مغربی ایشیا میں امریکی فوجی اڈوں کے دفاع کے لیے یوکرینی ٹیکنالوجی کے استعمال اور یوکرین کے ساتھ ڈرون معاہدے کی موجودہ صورتحال پر تبصرے کے لیے وائٹ ہاؤس اور پینٹاگون سے رابطہ کیا ہے۔ حالیہ مہینوں میں یوکرین کی ڈرون جنگ سے حاصل ہونے والے تجربات کو امریکی دفاعی نظام میں شامل کرنے کی واشنگٹن کی کوششیں یکساں نہیں رہیں۔ اگست میں امریکی فوج نے یوکرین میں ڈرون جنگ کے تجربات کا مطالعہ کرنے والے ایک ڈرون بٹالین کو ختم کر دیا۔ اس یونٹ کے دو اہم حامی، سابق آرمی چیف آف اسٹاف جنرل رینڈی جارج اور امریکی فوج یورپ و افریقہ کے سابق کمانڈر جنرل کرسٹوفر ڈوناہو، دونوں کو رواں سال عہدوں سے ہٹا دیا گیا یا قبل از وقت ریٹائرمنٹ پر مجبور کیا گیا۔ تاہم پینٹاگون نے امریکی ڈرون صلاحیت بڑھانے کے لیے بھی اقدامات کیے ہیں۔ 'یو ایس ڈرون ڈومیننس پروگرام' کے تحت امریکی اور بعض منتخب غیر ملکی کمپنیوں، بالخصوص یوکرینی اداروں، کو امریکی فوج کے لیے ڈرون کے معاہدوں میں حصہ لینے کی دعوت دی گئی ہے۔ پروگرام کا ہدف 2027 تک دو لاکھ سے زیادہ ڈرون خریدنا ہے۔ یوکرین کے بڑے ڈرون ساز اداروں میں شامل 'اسکائی فال' نے رواں سال کے اوائل میں پروگرام کا پہلا 'گیٹ لیٹ' مرحلہ جیتا تھا۔ پرینیل آٹونومی اور 'نیروس'، جو یوکرین میں بھی سرگرم ایک اور امریکی کمپنی ہے، نے دوسرا مرحلہ جیتا۔ معاہدے سے براہ راست واقف ذرائع کے مطابق یہ سمجھوتا صرف چند یوکرینی کمپنیوں کو ٹھیکے دینے تک محدود نہیں ہوگا، بلکہ اس کے تحت یوکرین کی سرکردہ دفاعی کمپنیاں امریکی کمپنیوں اور امریکی فوج کے ساتھ براہ راست کام کرسکیں گی۔

ایران جنگ کے باوجود او ای سی ڈی نے عالمی شرح نمو کا اندازہ بڑھا کر 2.9 فیصد کر دیا

پیرس، 23 ستمبر (یو این آئی) اقتصادی تعاون و ترقی کی تنظیم (او ای سی ڈی) نے رواں سال عالمی اقتصادی شرح نمو کا اندازہ بڑھا کر 9.2 فیصد کر دیا ہے۔ تنظیم نے کہا ہے کہ ایران جنگ کے باعث پیدا ہونے والے توانائی کے بحران کے جھٹکے کو عالمی معیشت نے توقع سے بہتر طور پر برداشت کیا ہے، تاہم مسلسل مہنگائی، بانڈز کی بڑھتی ہوئی پیداوار اور طویل جنگ کا خطرہ اس بہتری کو متاثر کرسکتا ہے۔ او ای سی ڈی نے بدھ کو جاری اپنی عبوری اقتصادی رپورٹ میں 2026 کے لیے عالمی اقتصادی شرح نمو کے اپنے جون کے اندازے میں 1.0 فیصد پوائنٹ کا اضافہ کرتے ہوئے اسے 9.2 فیصد کر دیا۔ تنظیم نے کہا کہ عالمی معیشت نے "مشرق وسطیٰ میں تنازع سے پیدا ہونے والے توانائی کی فراہمی کے جھٹکے کا توقع سے بہتر انداز میں سامنا کیا ہے"۔ تاہم یہ اندازہ گزشتہ سال کی 3.4 فیصد شرح نمو کے مقابلے میں اب بھی کمی کی نشاندہی کرتا ہے۔ او ای سی ڈی نے 2027 کی عالمی شرح نمو کے اپنے اندازے میں بھی 1.0 فیصد پوائنٹ کی کمی کرتے ہوئے اسے 3 فیصد کر دیا ہے۔ کئی بڑی معیشتوں کے لیے شرح نمو کے اندازے میں اضافہ کیا گیا ہے۔ امریکہ کی معیشت رواں سال 2.2 فیصد اور یوروزون کی 1 فیصد کی شرح سے بڑھنے کی توقع ہے، دونوں کے اندازے میں 0.2 فیصد پوائنٹ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جاپان کی شرح نمو کا اندازہ بھی 0.2 فیصد پوائنٹ بڑھا کر 0.8 فیصد کر دیا گیا ہے، جبکہ چین کی شرح نمو کا اندازہ 4.5 فیصد پر برقرار رکھا گیا ہے۔ جی 20 کی مجموعی معیشت میں 1.3 فیصد اضافے کی توقع ہے۔ یوروزون کے اندر اسپین کی معیشت میں 2026 میں 6.2 فیصد اور 2027 میں 8.1 فیصد اضافے کی پیش گوئی کی گئی ہے، جو او ای سی ڈی کی ستمبر کی تازہ رپورٹ میں شامل دیگر معیشتوں سے زیادہ ہے۔ جرمنی کی معیشت دونوں برسوں میں 1.1 فیصد کی شرح سے بڑھنے کی توقع ہے۔ اٹلی کی شرح نمو 2026 میں 0.9 فیصد اور 2027 میں 0.6 فیصد رہنے کا اندازہ ہے، جبکہ فرانس کی معیشت رواں سال 0.4 فیصد اور اگلے سال 0.7 فیصد بڑھنے کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ مجموعی یوروزون کی شرح نمو دونوں برسوں میں 1 فیصد رہنے کی توقع ہے۔ امریکہ اور اسرائیل کی جانب سے فروری میں ایران پر حملے شروع کیے جانے کے بعد سے توانائی کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، تاہم متعدد عوامل کے باعث اس کا اقتصادی اثر محدود رہا ہے۔ او ای سی ڈی نے تیل کے بڑے ذخائر، خلیج کے باہر تیل پیدا کرنے والے ممالک سے اضافی سپلائی اور حکومتوں کی جانب سے کیے گئے امدادی اقدامات کو اہم عوامل قرار دیا۔ مالیاتی حالات بھی سازگار رہے ہیں، حصص کی منڈیوں میں اضافہ ہوا ہے اور قرض تک رسائی برقرار رہی ہے۔ مصنوعی ذہانت (اے آئی) میں بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری نے بھی پیداوار اور تجارت کو سہارا دیا ہے۔ او ای سی ڈی نے کہا کہ اے آئی میں سرمایہ کاری سے توقع سے زیادہ بہتر منافع عالمی اقتصادی شرح نمو کو مزید تقویت دے سکتا ہے۔ تاہم اقتصادی منظرنامے کو کئی اہم خطرات بھی لاحق ہیں۔ مرکزی بینکوں نے تیل اور گیس کی بلند قیمتوں سے وابستہ مہنگائی پر قابو پانے کے لیے شرح سود میں اضافہ شروع کر دیا ہے، جس کے نتیجے میں ڈیزل اور دیگر ایندھن کی قیمتیں کئی برس کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی ہیں۔ جی 20 ممالک میں مجموعی مہنگائی کی شرح رواں سال 4.1 فیصد رہنے کا اندازہ ہے، جبکہ یوروزون میں مہنگائی 3 فیصد تک پہنچنے کی توقع ہے۔ جرمنی اور فرانس سمیت یورپی ممالک میں سرکاری بانڈز کی پیداوار بھی کئی برس کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی ہے، جس سے پہلے ہی بلند قرضوں اور بجٹ خسارے کا سامنا کرنے والے ممالک کے لیے قرض لینے کی لاگت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یورپ میں قرض لینے کی یہ بلند لاگت، توانائی کے شعبے میں ہدفی اور عارضی امدادی اقدامات کے ساتھ مل کر سرکاری مالیات پر مزید دباؤ ڈال رہی ہے۔ او ای سی ڈی نے کہا کہ مرکزی بینکوں نے تیل اور گیس کی بلند قیمتوں سے وابستہ مہنگائی کے ردعمل میں شرح سود میں اضافہ شروع کیا ہے، جس کے باعث ڈیزل اور دیگر ایندھن کی قیمتیں کئی برس کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی ہیں۔

تاکائیچی کا سلامتی کونسل میں اصلاحات کو 'فوری ضرورت' قرار

نیویارک، 22 ستمبر (یو این آئی) جاپان کی وزیر اعظم سانے تاکائیچی نے اقوام متحدہ جنرل اسمبلی سے اپنے پہلے خطاب میں سلامتی کونسل میں اصلاحات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اس کے موجودہ ڈھانچے میں اب بھی 1945 کی دنیا کی عکاسی ہوتی ہے، جبکہ آج کی جغرافیائی سیاسی حقیقتیں اس سے کہیں مختلف ہیں۔ جاپان کی اقوام متحدہ کی رکنیت کے 70 سال مکمل ہونے کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے تاکائیچی نے کہا کہ اب رکن ممالک کی اکثریت سلامتی کونسل میں مستقل اور غیر مستقل دونوں نشستوں میں اضافے کی حمایت کرتی ہے۔ انہوں نے سلامتی کونسل کو "زیادہ مضبوط اور مؤثر اقوام متحدہ" بنانے کی ضرورت پر زور دیا۔ تاکائیچی نے اپنے خطاب کا آغاز یہ کہتے ہوئے کیا کہ عالمی نظام بحران کا شکار ہے۔ انہوں نے بڑھتی ہوئی جغرافیائی سیاسی مسابقت، دنیا بھر کے تنازعات میں شہریوں کی ہلاکتوں، زندگی گزارنے کی لاگت کے دباؤ اور ترقیاتی اہداف پر پیش رفت رک جانے کا حوالہ دیا۔ انہوں نے خاص طور پر آبنائے ہرمز کے راستے جہاز رانی کو درپیش بڑھتے خطرات کی نشاندہی کی اور خبردار کیا کہ کھاد کی سپلائی چین میں خلل افریقہ اور ایشیا میں غذائی بحران کے خطرات بڑھا رہا ہے۔ جاپانی وزیر اعظم نے روس کے یوکرین پر حملے کو سلامتی کونسل کی اپنی بنیادی ذمہ داری پوری کرنے میں ناکامی کی مثال قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ عالمی امن کے لیے خصوصی ذمہ داری رکھنے والے ایک مستقل رکن نے جارحیت کی جنگ شروع کی اور ساتھ ہی اپنے ہی طرز عمل سے متعلق قراردادوں کو روک دیا۔ مشرق وسطیٰ کے حوالے سے تاکائیچی نے کہا کہ آبنائے ہرمز کے ذریعے آزادانہ جہاز رانی کو بڑھتے ہوئے خطرات لاحق ہیں اور خبردار کیا کہ اس میں خلل کے اثرات صرف علاقائی سلامتی تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ عالمی معیشت بھی متاثر ہوگی۔ انہوں نے علاقائی شراکت داروں اور بین الاقوامی میری ٹائم آرگنائزیشن کے ساتھ سفارتی رابطے جاری رکھنے کا عزم ظاہر کیا۔ جاپان کے جنگ کے بعد کے "جوہری ہتھیاروں سے پاک دنیا" کے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے تاکائیچی نے جوہری عدم پھیلاؤ کے معاہدے (این پی ٹی) کے نظام کو مزید مضبوط بنانے پر زور دیا۔ انہوں نے شمالی کوریا کے جوہری اور میزائل پروگراموں کے ساتھ ساتھ ہتھیاروں کی تیاری کے لیے سائبر حملوں، جن میں کرپٹو کرنسی کی چوری بھی شامل ہے، کے ذریعے مالی وسائل حاصل کرنے کی مذمت کی اور انہیں سلامتی کونسل کی قراردادوں کی واضح خلاف ورزی قرار دیا۔ انہوں نے کئی دہائیاں قبل اغوا کیے گئے جاپانی شہریوں کی واپسی کے ٹوکیو کے مطالبے کو بھی دہرایا اور کہا کہ متاثرین کے اہل خانہ عمر رسیدہ ہو رہے ہیں۔ تاہم انہوں نے کہا کہ وہ 2002 کے جاپان-ڈی پی آر کے پیانگ یانگ اعلامیے کی شرائط کے تحت شمالی کوریا کے ساتھ مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ اقتصادی سلامتی کے حوالے سے وزیر اعظم نے جاپان کی 'اپ ڈیٹڈ ایف او آئی پی' یعنی آزاد اور کھلے ہند-بحرالکاہل کی حکمت عملی کا خاکہ پیش کیا، جسے مئی میں شروع کیا گیا تھا۔ اس حکمت عملی کے تین بنیادی ستون ہیں: توانائی اور اہم معدنیات کی سپلائی چین کا تحفظ، امن و استحکام کے لیے کوششوں کو مضبوط بنانا اور قواعد پر مبنی عالمی نظام کا دفاع۔ انہوں نے اس سلسلے میں 'پاور ایشیا' توانائی شراکت داری، خلیجی ممالک کے ساتھ تعاون کے منصوبے اور اہم معدنیات کے لیے 'رائز پارٹنرشپ' کا ذکر کیا۔ اس میں عالمی بینک کے بنیادی ڈھانچے کے فنڈ کے لیے جون میں اعلان کردہ 20 ملین ڈالر کی جاپانی امداد بھی شامل ہے۔ تاکائچی نے جاپان کے ترقیاتی ریکارڈ کو بھی اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ 1956 میں اقوام متحدہ میں شمولیت کے بعد سے جاپان 670 ارب ڈالر سے زیادہ کی سرکاری ترقیاتی امداد فراہم کرچکا ہے۔ انہوں نے تصدیق کی کہ جاپان آئندہ سال یوکوہاما میں بحرالکاہل کے جزائر کے رہنماؤں کی سربراہ کانفرنس کی میزبانی کرے گا۔ اس کے علاوہ سینڈائی میں اقوام متحدہ کی آفات سے نمٹنے اور خطرات میں کمی سے متعلق کانفرنس اور 2027 کی عالمی باغبانی نمائش بھی منعقد ہوگی۔ انہوں نے موسمیاتی تبدیلی اور سبز تبدیلی سے متعلق کوششوں کے ساتھ ساتھ جاپان کے "ہیروشیما اے آئی پراسیس" کا بھی ذکر کیا، جو جنریٹو مصنوعی ذہانت (اے آئی) کی حکمرانی سے متعلق ہے۔ انہوں نے کہا کہ جاپان اے آئی سے متعلق ایک سربراہ اجلاس کی میزبانی کا بھی منصوبہ رکھتا ہے۔ اپنے خطاب کے اختتام پر تاکائچی نے اقوام متحدہ کے چارٹر میں موجود فرسودہ "دشمن ریاستوں" سے متعلق شقوں کو ختم کرنے پر زور دیا، جن میں جاپان اور جرمنی کا حوالہ دیا گیا ہے۔

پاکستان میں پٹرول کی قیمت 1000 پاکستانی روپے فی لیٹر تک پہنچنے کا اندیشہ

اسلام آباد، 23 ستمبر (یو این آئی) پاکستان میں پٹرول کی قیمت سنگین ایندھن قلت کی صورت میں 1000 پاکستانی روپے (61.3 امریکی ڈالر) فی لیٹر تک پہنچ سکتی ہے۔ پٹرولیم کے وزیر علی پرویز ملک نے اتوار کو یہ بات کہی۔ عالمی سطح پر خام تیل کی بڑھتی قیمتوں کے باعث ملکی مارکیٹ پر دباؤ برقرار ہے۔ ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قیمت حالیہ درمیانی مارکیٹ شرح تقریباً 2.277 پاکستانی روپے فی ایک ڈالر کی بنیاد پر یہ حساب کیا گیا ہے۔ وزیر کی جانب سے پیش کیے گئے اعداد و شمار کے مطابق، پاکستان میں اس وقت پٹرول تقریباً 14.389 پاکستانی روپے (40.1 ڈالر) فی لیٹر جبکہ ڈیزل تقریباً 424 پاکستانی روپے (53.1 ڈالر) فی لیٹر فروخت ہو رہا ہے۔ ملک نے کہا کہ پٹرول کی قیمت پہلے ہی تقریباً 50 فیصد بڑھ چکی ہے اور خبردار کیا کہ اگر سپلائی مزید محدود ہوئی تو قیمتوں میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔ یہ اضافہ مغربی ایشیا میں جاری تنازع کے درمیان ہوا ہے، جس کے باعث عالمی سطح پر خام تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ 28 فروری کو تنازع شروع ہونے کے وقت پاکستان میں پٹرول کی قیمت تقریباً 17.258 پاکستانی روپے (93.0 ڈالر) فی لیٹر تھی۔ اس کے بعد قیمت میں تقریباً 131 پاکستانی روپے، یعنی تقریباً 51 فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ ایندھن کی بڑھتی قیمتوں کے پیش نظر حکومت نے موٹر سائیکل، رکشہ اور 800 سی سی تک کے انجن والی کاریں استعمال کرنے والوں کے لیے سبسڈی اسکیم شروع کی ہے۔ اس پروگرام کے تحت اہل صارفین کو فی لیٹر 100 پاکستانی روپے (36.0 ڈالر) تک کی سبسڈی دی جاسکتی ہے۔ ہر رجسٹرڈ مستحق کو ماہانہ چار ٹوکن دیے جاتے ہیں اور ہر ٹوکن کے ساتھ 500 پاکستانی روپے (80.1 ڈالر) کی سبسڈی منسلک ہے۔ حکومت کے مطابق، اس اسکیم کے لیے 5.17 لاکھ سے زیادہ افراد رجسٹریشن کرا چکے ہیں۔ تقریباً 15 لاکھ ٹوکن جاری کیے جا چکے ہیں، جن میں سے 80.6 لاکھ سے زیادہ استعمال بھی کیے جا چکے ہیں۔ حکومت مقامی سطح پر تیل کی پیداوار بڑھانے کی بھی کوشش کر رہی ہے۔ ملک نے کہا کہ تیل کے کنوؤں پر کام شروع ہو چکا ہے اور مقامی طور پر پیدا ہونے والا خام تیل ممکنہ طور پر اکتوبر تک دستیاب ہوسکتا ہے۔ تنازع شروع ہونے کے فوراً بعد پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ شروع ہو گیا تھا۔ یکم مارچ کو پٹرول کی قیمت 17.266 پاکستانی روپے (96.0 ڈالر) فی لیٹر تھی، جو 7 مارچ تک بڑھ کر 17.321 پاکستانی روپے (16.1 ڈالر) ہوگئی۔ سب سے بڑا اضافہ اپریل کے اوائل میں ہوا۔ حکومت کی جانب سے قیمت میں 4 فیصد سے زیادہ اضافہ کیے جانے کے بعد 3 اپریل کو پٹرول کی قیمت 41.458 پاکستانی روپے (65.1 ڈالر) فی لیٹر تک پہنچ گئی۔ بعد میں عالمی خام تیل کی قیمتوں میں کمی کے باعث پٹرول کی قیمت بھی کم ہوئی اور 20 جون کو یہ 50.299 پاکستانی روپے (08.1 ڈالر) فی لیٹر تک آ گئی۔ 19 ستمبر تک پٹرول کی موجودہ قیمت 14.389 پاکستانی روپے (40.1 ڈالر) فی لیٹر ہے۔ آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (اوگرا) نے کہا کہ قیمتوں میں تازہ ترین ردوبدل عالمی مارکیٹ کی قیمتوں، پریمیم اور قیمتوں کے تعین کے دیگر عوامل کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ پاکستان عالمی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ سے خاص طور پر متاثر ہوتا ہے کیونکہ وہ درآمد شدہ ریفائنڈ ایندھن پر انحصار کرتا ہے۔ مالی سال 26-2025 میں، جو جولائی 2025 سے جون 2026 تک جاری رہا، پاکستان نے موٹر اسپرٹ یعنی پٹرول کی 5.53 لاکھ ٹن مقدار درآمد کی۔ اسی مدت کے دوران ملکی ریفائنریوں نے تقریباً 3.26 لاکھ ٹن پٹرول فراہم کیا، جبکہ آئل مارکیٹنگ کمپنیوں نے تقریباً 8.76 لاکھ ٹن پٹرول فروخت کیا۔ درآمدات آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کی پٹرول فروخت کا تقریباً 7.69 فیصد تھیں۔ تاہم، یہ اعداد و شمار سپلائی چین کے مختلف مراحل پر ناپے گئے ہیں اور انہیں مجموعی سپلائی کی 100 فیصد تقسیم تصور نہیں کیا جانا چاہیے۔

اینڈی برنہم نے عالمی سلامتی، اے آئی اور یوکرین میں برطانیہ کے مضبوط کردار کا عزم ظاہر کیا

نیویارک، 23 ستمبر (یو این آئی) برطانوی وزیر اعظم اینڈی برنہم نے سلامتی کے خطرات، غلط اطلاعات، موسمیاتی تبدیلی اور مصنوعی ذہانت (اے آئی) کی تیز رفتار ترقی کے خلاف مضبوط بین الاقوامی ردعمل کی اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ برطانیہ عالمی چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے ممالک کو ایک ساتھ لانے میں زیادہ اہم کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہے۔ منگل کو اقوام متحدہ جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے برنہم نے کہا کہ برطانیہ نے گزشتہ ایک دہائی کے ہنگامہ خیز دور، بشمول بریگزٹ کے بعد کے عرصے، سے اہم سبق سیکھے ہیں اور اب وہ ایک زیادہ مستحکم، متحرک اور دنیا کی جانب زیادہ توجہ رکھنے والا ملک بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ برنہم نے کہا، "برطانیہ واپس آ گیا ہے۔" انہوں نے آئندہ دہائی کے لیے اپنے وژن کا خاکہ پیش کرتے ہوئے استحکام بحال کرنے، معیشت کو مضبوط بنانے اور مشترکہ مسائل سے نمٹنے کے لیے دیگر ممالک کے ساتھ مل کر کام کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ قومی سلامتی ہمیشہ ترجیح رہے گی، برطانیہ دفاع میں سرمایہ کاری جاری رکھے گا، نیٹو سے متعلق اپنی ذمہ داریاں پوری کرے گا اور یورپی دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط بنائے گا۔ برنہم نے کہا، "ہم اپنی عسکری طاقت اور بازدار صلاحیت کو مضبوط بنانے کے لیے مسلسل کام کریں گے۔" تاہم انہوں نے واضح کیا کہ روس کے مقابلے میں برطانیہ کشیدگی بڑھانے والی بیان بازی کا راستہ اختیار نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا، "روس کے برعکس، ہم محاذ آرائی نہیں چاہتے۔" ان کا کہنا تھا کہ اپنے عوام اور اتحادیوں کے دفاع کے لیے برطانیہ "تیار رہے گا، لیکن گھبرائے گا نہیں" اور "حقائق سے باخبر لیکن پرسکون مزاج" کے ساتھ کام کرے گا۔ برنہم نے خبردار کیا کہ قومی سلامتی کا انحصار معاشرے کی مضبوطی اور لچک پر بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مخالف ریاستیں غلط اطلاعات اور معلوماتی ماحول میں جوڑ توڑ کے ذریعے بڑھتی ہوئی تقسیم سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ انہوں نے روسی ایجنسیوں پر "بوٹس، جعلی ویب سائٹس، جعلی اخباری مضامین اور برطانوی اداروں، بشمول یونیورسٹیوں اور بی بی سی، کی جعلی برانڈنگ" استعمال کرکے غلط اطلاعات پھیلانے اور انتہائی دائیں بازو کے بیانیوں کو تقویت دینے کا الزام عائد کیا۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ کے پاس 2019 کے عام انتخابات میں مداخلت کی کوششوں کے شواہد موجود ہیں اور الزام لگایا کہ مخالف عناصر نے "ہولناک واقعات کے بعد کشیدگی اور بدامنی کو ہوا دینے" کی کوشش کی۔ برنہم نے کہا، "کریملن ہر سال تقریباً 3.1 ارب پاؤنڈ معلومات میں جوڑ توڑ پر خرچ کرتا ہے۔" انہوں نے اس مہم کو ایسا عمل قرار دیا جو "لوگوں کے گھروں تک پہنچتا ہے اور اپنے ملک اور اپنی برادری کے بارے میں ان کے احساسات کو مسخ کرتا ہے۔" انہوں نے اعلان کیا کہ برطانیہ ایک نیا نیشنل سینٹر فار انفارمیشن ڈیفنس قائم کرے گا اور سکیورٹی حکام کو اس ادارے کے قیام پر کام شروع کرنے کی ہدایت دے گا، جس کا مقصد مخالف ریاستوں کے معلوماتی حملوں کا پتا لگانا، ان کی ذمہ داری کا تعین کرنا، انہیں روکنا اور جمہوریت کا تحفظ ہوگا۔ انہوں نے کہا، "ہم نئی دہائی کا سامنا ایک مختلف انداز میں کریں گے بی اپنی آنکھیں پوری طرح کھلی رکھ کر۔" برنہم نے کہا کہ برطانیہ انتخابات میں مداخلت کا سامنا کرنے والے دیگر ممالک کے ساتھ بھی اپنا تجربہ شیئر کرے گا۔ انہوں نے روسی مداخلت سے اپنے انتخابات کے تحفظ کے لیے مالدووا کو برطانیہ کی حمایت کا حوالہ دیا۔ اقوام متحدہ کے حوالے سے برنہم نے عالمی صحت، مستقبل کی وباؤں، موسمیاتی تبدیلی اور سوڈان کی جنگ سمیت تنازعات پر بین الاقوامی تعاون کی تجدید کی اپیل کی۔ انہوں نے موسمیاتی تبدیلی کو قومی سلامتی کا مسئلہ قرار دیتے ہوئے شدید گرمی، جنگلات کی آگ اور سیلاب کا حوالہ دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ برطانیہ صاف توانائی کی جانب منتقلی کو تیز کرنے کے لیے بین الاقوامی سطح پر کام جاری رکھے گا اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والے اقتصادی اور روزگار کے فوائد سے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گا۔ برنہم نے کہا کہ برطانیہ خود کو ایک "غیر جانب دار ثالث" کے طور پر کردار ادا کرنے کے لیے موزوں سمجھتا ہے۔ انہوں نے امریکہ کے ساتھ قریبی اتحاد، یورپی یونین کے ساتھ تعلقات اور چین، ہندوستان اور برازیل کے ساتھ روابط کے علاوہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل، دولت مشترکہ اور جامع و ترقی پسند معاہدہ برائے ٹرانس پیسیفک شراکت داری (سی پی ٹی پی پی) کی رکنیت کا حوالہ دیا۔

عمران خان کی رہائی کے مطالبے پر مظاہرے سے قبل اسلام آباد کی سڑکیں سیل

اسلام آباد، 23 ستمبر (یو این آئی) پاکستان میں انتظامیہ نے جیل میں بند سابق وزیر اعظم عمران خان کی رہائی کے مطالبے پر مجوزہ مظاہرے سے قبل دارالحکومت اسلام آباد میں داخل ہونے والی اہم سڑکوں کو بند کرنا شروع کر دیا ہے۔ اسلام آباد پولیس نے بدھ کو بتایا کہ اسلام آباد-پشاور موٹروے، اسلام آباد-ڈیرہ اسماعیل خان موٹروے اور گرینڈ ٹرنک روڈ کو بدھ کی شام سے متعدد مقامات پر بند کیا جائے گا۔ پولیس نے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اسی کے مطابق اپنے سفر کا منصوبہ بنائیں۔ پاکستانی مقامی میڈیا کے مطابق، سڑکوں کی بندش غیر معینہ مدت کے لیے ہے اور اس کا مقصد عمران خان کی پارٹی پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) کے حامیوں کو 27 ستمبر کو دارالحکومت کی جانب مارچ کرنے سے روکنا ہے۔ عمران خان اگست 2023 سے جیل میں ہیں۔ انہیں متعدد مقدمات میں قصوروار قرار دیا گیا تھا، تاہم ان کی پارٹی نے ان مقدمات کو سیاسی بنیادوں پر قائم قرار دیا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر مقدمات میں بعد میں اپیل کے دوران سزائیں معطل یا فیصلے منسوخ کیے جا چکے ہیں۔ عمران خان کی صحت، بالخصوص ان کی دائیں آنکھ کی حالت پر بھی تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ان کی آنکھ کے علاج کے لیے کئی ماہ سے ماہر طبی نگہداشت کی ضرورت ہے۔ پی ٹی آئی نے ان کی رہائی کے لیے اپنی مہم تیز کر دی ہے۔ مجوزہ مارچ میں شرکا کی پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی سے تقریباً 150,1 کلومیٹر اور لاہور سے تقریباً 270 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے اسلام آباد پہنچنے کی منصوبہ بندی تھی۔ مقامی میڈیا کے مطابق، حکام نے دارالحکومت اور شمال مغربی صوبہ خیبر پختونخوا سے آنے والے اہم راستے اٹک پل پر تقریباً 000,2 مال بردار کنٹینر تعینات کیے ہیں۔ خیبر پختونخوا اور پنجاب کے درمیان ایک اور اہم راستے ہارون پل پر بھی کنٹینر اور ریت کی بوریاں رکھی گئی ہیں۔ ضلع اٹک میں تقریباً 000,30 سکیورٹی اہلکار تعینات کیے گئے ہیں۔ وزیر داخلہ محسن نقوی نے پیر کو پی ٹی آئی کو مظاہرے کے خلاف خبردار کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ایسے اقدامات سے کوئی مقصد حاصل نہیں کیا جاسکتا اور پارٹی کو مظاہرے سے قبل اپنی حکمت عملی پر نظرثانی کرنی چاہیے۔ دریں اثنا، ایک اور اپوزیشن جماعت جماعت اسلامی نے ایندھن کی بلند قیمتوں کے خلاف اتوار کو کراچی سے اسلام آباد کے لیے اپنا مارچ شروع کیا تھا۔ پارٹی کے سربراہ حافظ نعیم الرحمن نے روانگی سے قبل کہا تھا کہ اگر حکومت پٹرولیم مصنوعات پر فی لیٹر 100 پاکستانی روپے سے زائد کا لیوی واپس نہیں لیتی تو یہ تحریک حکومت ہٹانے کی مہم میں تبدیل ہوسکتی ہے۔ پنجاب کے شہر ملتان پہنچنے کے بعد نعیم الرحمن نے منگل کو کہا کہ وزیر اعظم شہباز شریف کی درخواست پر مارچ ملتوی کیا جائے گا۔

ٹرمپ کی 'مکمل تباہی' کی دھمکی بین الاقوامی جرائم کا اعتراف: ایران

نیویارک، 23 ستمبر (یو این آئی) ایران نے بدھ کو امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی جانب سے "اسلامی جمہوریہ ایران کو مکمل طور پر تباہ" کرنے کی دھمکی پر سخت ردعمل ظاہر کرتے ہوئے اسے "مکمل طور پر غیر قانونی" قرار دیا اور کہا کہ اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کو فوجی کارروائی کی دھمکی دینے کے لیے استعمال کرنا واشنگٹن کی جانب سے بین الاقوامی جرائم کے ارتکاب کا اعتراف ہے۔ ایرانی وزارت خارجہ کے ترجمان اسماعیل بقائی نے 81ویں اقوام متحدہ جنرل اسمبلی سے ٹرمپ کے خطاب کو بھی "بار بار دہرائے گئے دعووں اور الزامات" کا مجموعہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان کے بیانات اختیار کے بجائے "مایوسی" کی عکاسی کرتے ہیں۔ بقائی نے اعلیٰ سطحی سفارتی ہفتے کے پہلے روز کے بعد ایرانی خبر رساں ادارے ارنا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا، "ان میں سے ایک نکتہ امریکی صدر کی تقریر تھی۔ یہ بات اس لیے قابل ذکر ہے کہ اسلامی جمہوریہ ایران کے بارے میں امریکی صدر کے بیانات دہرائے گئے دعوے اور الزامات تھے، اور یہاں بھی بہت سے ممالک کے سفارت کاروں اور وفود کا حقیقی تاثر یہی تھا کہ یہ بیانات اختیار کے نہیں بلکہ مایوسی کے اظہار تھے۔" ان کا یہ بیان ٹرمپ کی جانب سے اقوام متحدہ جنرل اسمبلی سے خطاب کے چند گھنٹے بعد سامنے آیا، جس میں امریکی صدر نے تہران کو ایک سخت انتباہ دیتے ہوئے کہا کہ ایران کے سامنے یا تو ایسا معاہدہ کرنے کا راستہ ہے جس سے وہ دوبارہ تعمیر نو کرسکے، یا پھر اسے تباہی کا سامنا کرنا ہوگا۔ ٹرمپ نے کہا، "کیا ایران کے ساتھ ایسا معاہدہ ہوگا جو اسے دوبارہ تعمیر ہونے اور اس سے کہیں زیادہ بڑا ملک بننے کی اجازت دے گا؟ یا میں اسلامی جمہوریہ کو مکمل طور پر تباہ کردوں اور یہ کام تیزی سے کروں؟" بقائی نے اس دھمکی کی مذمت کرتے ہوئے ٹرمپ پر بین الاقوامی اصولوں کی خلاف ورزی کا الزام عائد کیا اور کہا کہ اقوام متحدہ کے سب سے بڑے سفارتی فورم کو کسی دوسرے ملک کے خلاف فوجی کارروائی کی دھمکی دینے کے لیے استعمال کیا گیا۔ انہوں نے کہا، "اقوام متحدہ جنرل اسمبلی، جو سب سے بڑی بین الاقوامی اسمبلی ہے، کو ایسے بیانات دینے کا اسٹیج بنانا جو مکمل طور پر غیر قانونی اور بین الاقوامی قانون اور سفارتی روایات کے خلاف ہوں، اختیار کی علامت نہیں ہے۔" انہوں نے مزید کہا، "کسی ملک کو فوجی حملے کی دھمکی دینا، یہ سب موجودہ امریکی حکمران ادارے کی نوعیت کا اعتراف اور بین الاقوامی جرائم کے ارتکاب کا اعتراف ہے۔" دوسری جانب ٹرمپ نے اس بات کا اعادہ کیا کہ ایران کو جوہری ہتھیار حاصل کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور دیگر ممالک سے تہران پر اقتصادی دباؤ ڈالنے میں واشنگٹن کا ساتھ دینے کی اپیل کی۔ ٹرمپ نے کہا، "میں تمام ممالک سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایران کی مکمل اقتصادی تنہائی نافذ کرنے میں ہمارا ساتھ دیں، جب تک وہ تجارتی بحری جہازوں پر اپنے حملے بند نہیں کرتا، اپنی جوہری عزائم سے دستبردار نہیں ہوتا اور دہشت گردی کی حمایت ختم نہیں کرتا۔" انہوں نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ گزشتہ امریکی فوجی کارروائیوں نے ایران کے جوہری پروگرام اور فوجی صلاحیتوں کو شدید نقصان پہنچایا ہے، جن میں بحریہ، فضائیہ، رڈار نظام، فضائی دفاعی آلات اور میزائل و ڈرون تیار کرنے کی صلاحیت شامل ہیں۔ بقائی نے اس سوال کا بھی جواب دیا کہ ٹرمپ کی تقریر کے دوران ایرانی وفد نے جنرل اسمبلی کا اجلاس مکمل طور پر چھوڑ کیوں نہیں دیا۔ انہوں نے کہا کہ وزیر خارجہ عباس عراقچی نے سفارتی سطح پر ایران کی نمائندگی کی، جبکہ ایران کے اقوام متحدہ مشن کا ایک سفارت کار کارروائی کی پیروی کے لیے اجلاس ہال میں موجود رہا۔ بقائی نے کہا، "اس بارے میں بات ہوئی ہے کہ ایرانی وفد مکمل طور پر اجلاس سے باہر کیوں نہیں گیا۔"

یوگی حکومت آئی ٹی آئی کو صنعتی ضروریات کے مطابق تبدیل کرے گی

کانپور، مظفر نگر، میرٹھ، لکھنؤ، گورکھپور، وارانسی، پریاگ راج اور آگرہ کے سرکاری آئی ٹی آئی کلسٹروں میں صنعت کی شمولیت کا عمل شروع

لکھنؤ: 23 ستمبر۔ وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی قیادت میں، اتر پردیش حکومت نوجوانوں کی مہارت کی ترقی کو صنعتوں کی حقیقی ضروریات سے جوڑنے کی سمت ایک اور بڑا قدم اٹھا رہی ہے۔ مرکزی حکومت کی وزیر اعظم ہنر مندی اور روزگار کی تبدیلی کے ذریعے اپ گریڈڈ ITIs (PM-SETU) اسکیم کے تحت، ریاست کے ریاستی صنعتی تربیتی اداروں (ITIs) کو صنعت کی قیادت میں مہارت کی ترقی کے مراکز کے طور پر تیار کیا جا رہا ہے۔ پہلے مرحلے میں ریاست کے 8 شہروں: کانپور، مظفر نگر، میرٹھ، لکھنؤ، گورکھپور، وارانسی، پریاگ راج اور آگرہ میں ریاستی ITI کلسٹروں میں صنعت کی شرکت کو یقینی بنانے کا عمل جاری ہے۔ اس منصوبے کا مقصد ITI کی تربیت اور صنعتوں کی موجودہ اور مستقبل کی مہارت کی ضروریات کے درمیان فرق کو ختم کرنا ہے۔ اس کو حاصل کرنے کے لیے، صنعتوں کو تربیتی نظام میں فعال شراکت داروں کے طور پر ضم کیا جائے گا، نہ کہ محض آجر کے طور پر۔ صنعتیں نصاب اور تربیت کے معیارات کو اپ ڈیٹ کرنے، جدید ٹیکنالوجی اور آلات کو شامل کرنے، تربیت کے معیار کو بہتر بنانے، اور یہاں تک کہ انسٹرکٹروں کو تربیت دینے میں اپنا کردار ادا کریں گی۔ اس سے نوجوانوں کو ایسی مہارتیں فراہم کرنے پر توجہ دی جائے گی جن کی براہ راست صنعتوں کی مانگ ہے۔ پیشہ ورانہ تعلیم، ہنر مندی کی ترقی، اور کاروباری شخصیت کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) جناب کپل دیو اگروال نے کہا کہ اتر پردیش میں پی ایم سیتو کے نفاذ کے لیے، یوگی حکومت نے کانپور، مظفر نگر، میرٹھ، لکھنؤ، گورکھپور، وارانسی، آگرہ، اور پریاگ راج میں سرکاری آئی ٹی آئی کلسٹروں کو جوڑنے کے لیے اقدامات شروع کیے ہیں۔ صنعتیں ان کلسٹروں کے لیے اینکر انڈسٹری پارٹنرز (AIPs) کی شرکت کی شناخت اور اسے محفوظ بنانے کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔ حکومت کا ارادہ نوجوانوں کو اس طریقے سے تربیت دینا ہے جوان شہروں کے صنعتی منظرنامے اور مقامی روزگار کی ضروریات کے مطابق ہو۔ اس سے آئی ٹی آئی گریجویٹس کی مہارتوں اور مقامی صنعتوں کی ضروریات کے درمیان بہتر ہم آہنگی پیدا ہوگی۔ PM-Setu ماڈل کی پہچان صنعت کی براہ راست شمولیت ہے۔ ہر کلسٹر کے لیے ایک اینکر انڈسٹری پارٹنر قائم کیا گیا ہے۔ اینکر انڈسٹری کے شراکت دار ریاستی حکومت کے ساتھ مل کر تربیتی معیارات کو اپ ڈیٹ کریں گے، صنعت کی ضروریات کے مطابق نصاب تیار کریں گے، اور تربیتی نظام کو جدید بنائیں گے۔ صنعت جدید مشینری اور آلات کی دستیابی، ٹرینروں کی تربیت، اپرنٹس شپ، ملازمت کے دوران تربیت، تقرری کے تعلق، اور صلاحیت کی تعمیر جیسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آئی ٹی آئی میں داخلے سے لے کر تربیت اور ملازمت تک پورے نظام کو صنعت کے ساتھ مربوط کیا جائے گا۔ اتر پردیش میں اینکر انڈسٹری پارٹنرز کی شناخت کے لیے صنعت کی شرکت کو مدعو کیا جا رہا ہے۔ اہل صنعتیں، پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگز (PSUs)، صنعتی انجمنیں، اور 200 سے زیادہ ملازمین والی دیگر تنظیمیں حصہ لینے کے اہل ہیں۔ انتخاب کلسٹر کی صنعتی اور مہارت کی ضروریات میں صنعت کے کردار کو ترجیح دے گا۔ حکومت کا مقصد ہر کلسٹر کو موجودہ صنعتوں اور ممکنہ روزگار کے مواقع کے مطابق تیار کرنا ہے۔ PM-Setu کے تحت، ملک بھر میں سرکاری ITIs کی تبدیلی کے لیے اگلے پانچ سال میں تقریباً 60000 کروڑ کی سرمایہ کاری کا تصور کیا گیا ہے۔ مرکزی حکومت کا حصہ 30000 کروڑ، ریاستی حکومتوں کا 20000 کروڑ، اور صنعت کا 10000 کروڑ ہے۔ اس طرح سرمایہ کاری میں مرکزی حکومت کا حصہ 50 فیصد، ریاستوں کا 33 فیصد اور صنعتوں کا تقریباً 17 فیصد ہوگا۔ اس منصوبے کے تحت ملک بھر میں تقریباً 1000 سرکاری ITIs کو ہب اور اسپوک ماڈل کا استعمال کرتے ہوئے تیار کرنے کا تصور کیا گیا ہے۔ ان میں تقریباً 200 حب آئی ٹی آئی اور 800 اسپوک آئی ٹی آئی شامل ہوں گے۔

فحش فلمیں دیکھ کر غیر فطری جنسی تعلقات بناتا ہے
انجینئر شوہر پر بیوی نے سنگین الزامات عائد کئے

گورکھپور: 23 ستمبر (پی این ایس) گورکھپور کے شاہ پور علاقے کی ایک 25 سالہ خاتون نے اپنے شوہر، دہلی ڈیولپمنٹ اتھارٹی (ڈی ڈی اے) کے اسسٹنٹ انجینئر اور دیگر پانچ سسرالیوں پر جہیز کے لیے ہراسانی، مارپیٹ اور شدید جسمانی استحصال کا الزام لگایا ہے۔ الزام ہے کہ دہلی کے فلیٹ میں ان کے شوہر کا رویہ بگڑ گیا۔ خاتون نے اپنے شوہر پر ماہواری کے دوران جنسی تعلقات قائم کرنے اور غیر فطری جنسی تعلقات پر مجبور کرنے کا الزام لگایا ہے۔ اس نے یہ بھی الزام لگایا کہ جب اس نے احتجاج کیا تو اس نے اسے مارا اور فحش فلمیں دیکھنے کے بعد اس پر جنسی تعلقات قائم کرنے کے لیے دباؤ ڈالا۔ خاتون کی شکایت کی بنیاد پر، شاہ پور پولیس نے 22 ستمبر کی شام کو اس کے شوہر، ساس، سسر، جیٹھ اور دیور کے خلاف متعلقہ دفعات کے تحت مقدمہ درج کیا اور تفتیش شروع کی۔ خاتون نے پولیس کو بتایا کہ اس کی شادی 9 دسمبر 2022 کو دہلی میں رہنے والے ایک شخص سے ہوئی تھی۔ اس کے والدین نے شادی پر تقریباً 60 لاکھ روپے خرچ کیے تھے۔ الزام ہے کہ شادی کے کچھ ہی دیر بعد سسرال والوں نے اسے ایک کروڑ روپے کا جہیز نہ ملنے پر طعنہ دینا شروع کر دیا۔ خاتون کے مطابق اس کے سسرال والے کہتے تھے کہ ان کے بیٹے کی سرکاری نوکری کی وجہ سے انہیں ایک کروڑ روپے کا جہیز مل رہا ہے لیکن اس سے نقصان ہوا ہے۔ خاتون کا الزام ہے کہ گورکھپور میں اس کے سسرال میں اس کی ساس، سسر، جیٹھ اور دیورانی اس سے مار پیٹ کرتے تھے۔ اس کے بعد وہ فروری 2023 میں اپنے شوہر کے ساتھ دہلی چلی گئی۔ الزام ہے کہ دہلی کے فلیٹ میں ان کے شوہر کا رویہ بگڑ گیا۔ خاتون نے اپنے شوہر پر الزام لگایا کہ وہ ماہواری کے دوران اسے جسمانی تعلقات بنانے پر مجبور کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ فروری 2023 میں اپنے شوہر کے ساتھ دہلی چلی گئی، الزام ہے کہ دہلی کے فلیٹ میں ان کے شوہر کا رویہ بگڑ گیا۔ خاتون نے اپنے شوہر پر ماہواری کے دوران جسمانی تعلقات بنانے اور غیر فطری تعلقات کے لیے دباؤ ڈالنے کا الزام لگایا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر اس نے احتجاج کیا تو وہ اسے مارے گا اور اس پر فحش فلمیں دیکھنے کے بعد اسی طریقے سے تعلقات رکھنے کا دباؤ ڈالے گا۔ خاتون نے اپنے سسرال والوں پر اس کے زیورات، کپڑے اور استری دھن اپنے پاس رکھنے اور اسے کمرے میں بند کر کے کھانا نہ دینے کا الزام لگایا ہے۔ اس نے اپنے سسر پر شراب کے نشے میں اس کے کمرے میں آنے اور غیر مہذب سلوک کرنے کا الزام بھی لگایا ہے۔ خاتون کے مطابق اس پر والدین کے گھر سے مزید 50 لاکھ روپے لانے کے لیے دباؤ ڈالا گیا۔ اس کے بعد وہ فروری 2023 میں اپنے شوہر کے ساتھ دہلی چلی گئی، الزام ہے کہ دہلی کے فلیٹ میں ان کے شوہر کا رویہ بگڑ گیا۔ خاتون نے اپنے شوہر پر ماہواری کے دوران جسمانی تعلقات بنانے اور غیر فطری تعلقات کے لیے دباؤ ڈالنے کا الزام لگایا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر اس نے احتجاج کیا تو وہ اسے مارے گا اور اس پر فحش فلمیں دیکھنے کے بعد اسی طریقے سے تعلقات رکھنے کا دباؤ ڈالے گا۔ خاتون نے اپنے سسرال والوں پر اس کے زیورات، کپڑے اور استری دھن اپنے پاس رکھنے اور اسے کمرے میں بند کر کے کھانا نہ دینے کا الزام لگایا ہے۔ اس نے اپنے سسر پر شراب کے نشے میں اس کے کمرے میں آنے اور غیر مہذب سلوک کرنے کا الزام بھی لگایا ہے۔ خاتون کے مطابق اس پر والدین کے گھر سے مزید 50 لاکھ روپے لانے کے لیے دباؤ ڈالا گیا۔

غوثِ اعظمؒ کی تعلیمات عصر حاضر میں رہنمائی کا سرچشمہ

جامعة القراء کھدرا میں قاری محمد یوسف عزیزی قادری کا خطاب

لکھنؤ 23 ستمبر (پریس ریلیز): جامعۃ القراء، کھدرا میں بعنوان "غوث اعظم کی تعلیمات اور عصر حاضر کا پیغام" ایک خصوصی پروگرام قاری محمد یوسف عزیزی قادری کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں جامعۃ القراء کے طلباء، اساتذہ اور اہل محلہ نے شرکت کی۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے قاری محمد یوسف عزیزی قادری نے کہا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی زندگی علم، عمل، تقویٰ، اصلاح نفس اور خدمت خلق کا روشن نمونہ ہے۔ ان کی تعلیمات ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ شریعت اور روحانیت ایک دوسرے سے جدا نہیں، بلکہ علم کو عمل، عبادت کو اخلاق اور روحانیت کو خدمتِ خلق سے جوڑنا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ گیارہویں شریف محض ایک رسمی اجتماع یا نیاز کی تقسیم کا نام نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی یاد، قرآن کریم کی تلاوت، درود و سلام، دعا، صدقہ اور ایصال ثواب کے ذریعے اپنی زندگی کو خیر کی طرف متوجہ کرنے کا موقع ہے۔ حضرت غوث اعظمؒ سے محبت کا حقیقی تقاضا یہ ہے کہ ان کی تعلیمات کو اپنے کردار کا حصہ بنایا جائے۔ قاری محمد یوسف نے کہا کہ موجودہ دور میں جھوٹ، حسد، غیبت، باہمی عدم اعتماد، مادّی دوڑ اور نوجوانوں میں بے مقصدیت جیسے مسائل بڑھ رہے ہیں۔ ایسے ماحول میں حضرت غوثِ اعظمؒ کی تعلیمات سچائی، دیانت، عاجزی، تقویٰ، علم اور حسن اخلاق کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔ انہوں نے نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ علم کے حصول، اساتذہ کے احترام، والدین کی خدمت اور اپنی اخلاقی و روحانی تربیت کو زندگی کا مقصد بنائیں۔ پروگرام کے اختتام پر امت مسلمہ، ملک و ملت اور تمام انسانیت کے لیے خیر و عافیت کی دعا کی گئی۔

لکھنؤ کرشنا نگر پولی ٹیکنک میں ایک روزہ بیداری پروگرام کا انعقاد

لکھنؤ: 23 ستمبر۔ بدھ کو لکھنؤ پولی ٹیکنک، کرشنا نگر، لکھنؤ کے احاطے میں اتر پردیش کھادی اور دیہی صنعت بورڈ کے ذریعے چلائی جانے والی مختلف اسکیموں کے سلسلے میں ایک روزہ بیداری پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کی صدارت پرنسپل مسٹر انل بھارتی نے کی۔ ریجنل ولیج انڈسٹریز آفیسر جناب پی این۔ سنگھ، ڈی سی این آر ایل ایم کے اے ڈی او پنچایت، اے پی او سوشل ویلفیئر، ایمپلائمنٹ آفس رجسٹریشن آفیسر میرا دیوی، اور انٹر پرینیورشپ ڈیولپمنٹ انسٹی ٹیوٹ کے ترجمان مسٹر اکھلیش سنگھ موجود تھے۔ پروگرام کے دوران مسٹر ایس کے۔ گوتم، ضلع دیہی صنعت افسر/اتر پردیش کھادی اور دیہی صنعت کے محکمے کے افسر نے محکمہ کی طرف سے چلائی جانے والی مختلف اسکیموں کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کیں۔

درگاہ شاہ مینا میں ساتویں جشنِ غوث الوریٰ کا انعقاد

درگاہ حضرت مخدوم شاہ مینا شاہؒ میں مینائی ایجوکیشنل ویلفیئر سوسائٹی کے زیر اہتمام ساتواں جشن غوث الوریٰ پیرزادہ شیخ راشد علی مینائی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جشن کا آغاز قاری محمد اجمل نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ جشن غوث الوریٰ کے ساتویں جلسے سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد عمران جامعی استاذ دارالعلوم رضائے احمد نے کہا کہ انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ابیاء و مرسلین علیہم السلام کا ایک نورانی قافلہ دنیا میں بھیجا جو اپنے اپنے دور میں زمانہ کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا آفاقی پیغام بندوں تک پہنچاتے اور انہیں مذہب حق کی تعلیم دے کر شرک و بدعت اور فسق و فجور سے نجات دلاتے رہے۔ انبیاء و مرسلین کا یہ زریں سلسلہ ختم ہونے کے بعد اس کی ذمہ داری ان کے وارثین علماء و صلحا پر آن پڑی ان حضرات نے بلا کلم و کاست اسی پیغمبرانہ اصول کے مطابق بندگان خدا کی رہنمائی اور ہدایت کا اہم فریضہ انجام دیا اور راہ حق سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراطِ مستقیم سے ہمکنار کرنے کی ہر ممکن جدو جہد فرمائی۔ ان مصلحین امت میں غوث اعظم حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے عظیم المرتبت روحانی پیشوا، علوم نبوی کے سچے وارث اور عدیم المثال مصلح بھی تھے۔ خلاف شرع باتوں سے منع کرنا اور امور خیر کی جانب مؤثر طریقہ سے لوگوں کے ذہنوں کو مبذول کرنا آپ کی زندگی کا اہم ترین جز تھا۔ ہزار ہا بدکردار انسانوں کو آپ کی تبلیغ و ہدایت کی بدولت تقویٰ و پرہیزگاری کی سعادت حاصل ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ غوث اعظم کی زندگی فرمان رسول کی صحیح آئینہ دار تھی۔ آپ جب بھی کسی سے کوئی وعدہ فرماتے تو اسے ضرور پورا کرتے۔ وعدہ و قول کی پابندی اور اس کو پورا کرنے کی سعی آپ کی عادت ثانیہ بن گئی تھی۔ مولانا نے مزید کہا کہ آج کے دور میں لوگ کثرت سے وعدہ خلافی کے مرتکب ہو کر منافقین کی صفوں میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس لئے غوثِ اعظم کی حیات کے اس اہم پہلو کو اپنانے کی سخت ضرورت ہے۔ نظامت کے فرائض قاری محمد اسلام قادری نے انجام دئے۔ حافظ محمد گلفام، قاری معین الدین، مسعود مینائی، منیر الدین، امیر حمزہ، محمد فرحان، محمد شعیب، دارالعلوم مخدوم شاہ میناؒ کے طلباء نے بارگاہِ رسالت مآب میں و بارگاہِ غوثیہ میں خراج عقیدت پیش کئے۔ اس موقع پر زاہد علی، ریحان مینائی، مظہر مینائی، محمد کفیل، مجید بابا، محمد انیس وغیرہ بطور خاص موجود رہے۔ صلوٰۃ و سلام و قل کے بعد مولانا کی دعا پر جشن کا اختتام ہوا۔

یوپی میں 2027 اسمبلی انتخابات سے قبل سماجوادی پارٹی

کانگریس اتحاد میں نئی کشیدگی

لکھنؤ: 23 ستمبر (پی این ایس) جہاں ایک طرف بی جے پی کے قومی صدر نتن نوین پارٹی کی انتخابی حکمت عملی کو مضبوط بنانے کے لیے مغربی اتر پردیش کے دورے پر تھے، وہیں اسی دن خطے کے دو نمایاں اپوزیشن رہنماؤں کے درمیان اس بات پر بحث چھڑ گئی کہ 2027 اسمبلی انتخابات سے قبل کون سا لیڈر سماج وادی پارٹی-کانگریس اتحاد کے لیے زیادہ سود مند ثابت ہوگا۔ کیرانہ سے سماج وادی پارٹی کی رکن پارلیمنٹ اقرا حسن اور سہارنپور سے کانگریس کے رکن پارلیمنٹ عمران مسعود (دونوں 2024 کے لوک سبھا انتخابات میں ایس پی-کانگریس اتحاد کے تحت منتخب ہوئے تھے) نے بی جے پی کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنی اپنی پارٹیوں کے لیڈروں کو آگے لانے کی وکالت کی۔ مسعود نے پی ٹی آئی کو بتایا، راہل گاندھی ملک بھر میں اپوزیشن کی آواز ہیں اور بی جے پی ان سے بوکھلا گئی ہے۔ راہل جی نے سخت محنت کی ہے اور ایک مثبت ماحول پیدا کیا ہے۔ لہذا، کسی غلط فہمی کی گنجائش نہیں ہے، راہل جی کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں ہے اور اس بارے میں کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے۔ کانگریس کے رکن پارلیمنٹ، جو ماضی میں سماجوادی پارٹی کا حصہ تھے، نے بار بار سیٹوں کی تقسیم پر جلد فیصلے کا مطالبہ کیا ہے اور اتحاد میں کانگریس کے کردار کو 'بڑے بھائی' کا کردار قرار دیا ہے۔ تاہم، ایس پی رہنماؤں کا موقف ہے کہ اتحاد کی خدوخال کا فیصلہ صرف راہل گاندھی اور اکھلیش یادو ہی کریں گے۔ منگل کے روز، اقرا حسن نے اتحاد کی کامیابی کے لیے ایس پی سربراہ اکھلیش یادو کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا، صرف اکھلیش یادو ہی بی جے پی کو شکست دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اکیلے کانگریس زیادہ کچھ حاصل نہیں کر سکے گی۔ یہ متضاد دعوے دونوں پارٹیوں کے سینئر رہنماؤں کی جانب سے اتحاد پر زور دینے والے بار بار کے بیانات کے باوجود سامنے آئے ہیں جو مقامی رہنماؤں اور اتحاد کے کارکنوں کے درمیان رائے کے اختلاف کی نشاندہی کرتے ہیں۔ سماجوادی پارٹی اور کانگریس نے اتر پردیش میں 2024 کے لوک سبھا انتخابات مل کر لڑے اور کل 43 نشستیں جیتیں، جن میں سماجوادی پارٹی نے 37 اور کانگریس نے چھ نشستیں حاصل کیں۔ اتحاد نے فیض آباد کی نشست بھی جیتی ہے جس میں ایودھیا شامل ہے، جہاں 2019 میں بی جے پی کامیاب ہوئی تھی۔ دوسری جانب، اے آئی ایم آئی ایم کے سربراہ اسدالدین اویسی نے کہا کہ ان کی پارٹی ان جماعتوں کے ساتھ اتحاد کرنے کے لیے تیار ہے جن کا مقصد اتر پردیش میں بی جے پی کو دوبارہ اقتدار میں آنے سے روکنا ہے۔ اتوار کو کانپور میں ایک عوامی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے اویسی نے کہا، "ہم بھی نہیں چاہتے کہ یوپی میں تیسری بار بی جے پی کی حکومت بنے۔ اگر آپ بی جے پی کو دوبارہ حکومت بنانے سے روکنا چاہتے ہیں تو آگے آئیں اور اے آئی ایم آئی ایم کا ساتھ دیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر کوئی اتحاد تشکیل پاتا ہے تو اے آئی ایم آئی ایم اس کے بارے میں اعلان کرنے کے لیے دو اکتوبر تک انتظار کرے گی۔ اس پیش رفت نے اتر پردیش میں اپوزیشن اتحادوں کی بدلتی ہوئی صورتحال میں ایک نیا رخ پیدا کر دیا ہے۔

لکھنؤ کے دھیریندر سنگھ قتل کیس: چار ملزمان جیل میں، لیکن 24 دن بعد بھی حل نہ ہو سکا قتل کا معمہ

لکھنؤ: 23 ستمبر (پی این ایس) لکھنؤ میں دھیریندر سنگھ قتل کیس میں پولیس نے چار ملزمان کو جیل بھیج دیا ہے۔ تاہم، قتل کے 24 دن بعد بھی پولیس دھیریندر کی موت کے پیچھے اصل مقصد کا تعین نہیں کر سکی ہے۔ ملزم قاتل راوی، اس کی بیوی، بھائی اور ساتھی کو ریمانڈ پر لے کر تفصیلی پوچھ گچھ کی گئی ہے۔ ڈی سی پی ساؤتھ محمد مشتاق نے بتایا کہ واقعے کی مکمل تحقیقات جاری ہیں اور چار افراد کو جیل بھیج دیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پولیس کی تفتیش میں مالیاتی زاویہ سے پردہ اٹھایا گیا ہے، یعنی رقم سے متعلق تنازعہ۔ اس کے علاوہ، اناؤ میں زمین اور مالیاتی لین دین کے حوالے سے بھی کئی سوالات اٹھ رہے ہیں۔ پولیس کا کہنا ہے کہ تفتیش جاری ہے، اس لیے فی الحال مکمل تفصیلات جاری نہیں کی جا سکتیں۔ گرفتار ڈرائیور روی نے پوچھ گچھ کے دوران انکشاف کیا کہ دھیریندر سنگھ نے کچھ افسران کی پوسٹنگ حاصل کرنے کے نام پر اس سے رقم لی تھی۔ رقم واپس نہ کرنے کے بعد تنازعہ بڑھ گیا، جس کے نتیجے میں قتل: روی کا الزام ہے کہ رقم ملنے کے بعد کام مکمل نہیں ہوا، اور کافی وقت گزرنے کے بعد بھی رقم واپس نہیں کی گئی۔ جن لوگوں نے اسے ادائیگی کی تھی وہ رقم کی واپسی کے لیے اس پر دباؤ ڈالتے رہے۔ جب بار بار درخواست کے باوجود رقم واپس نہیں کی گئی تو تنازعہ بڑھ گیا اور اس نے دھیریندر کو قتل کر دیا۔ پولیس اب روی کے دعوے کی تحقیقات کر رہی ہے۔ اناؤ اراضی تنازعہ کی بھی پولیس جانچ کر رہی ہے: اگر روی کا دعویٰ درست نکلتا ہے، تو تحقیقات صرف قتل تک ہی محدود نہیں رہے گی، بلکہ یہ بھی طے کرنا پڑے گا کہ کس افسر کی پوسٹنگ کے لیے کتنی رقم ادا کی گئی۔ اس کے علاوہ اناؤ زمینی تنازعہ کو بھی اس قتل سے جوڑا جا رہا ہے۔ دھیریندر سنگھ کا اناؤ سے تعلق تھا، اور زمین کے تنازعہ سے متعلق ان کی شکایت کی ایک کاپی بھی منظر عام پر آئی ہے۔ تین ہفتے گزرنے کے بعد بھی پولیس قتل کی کوئی ٹھوس وجہ بتانے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ ڈی سی پی ساؤتھ نے بتایا کہ کیس کی مکمل تفصیلات تحقیقات مکمل ہونے کے بعد ہی شیئر کی جائیں گی۔ وبھوتی کھنڈ کے انسپکٹر راجیو رنجن اپادھیائے کے مطابق، روی بار بار اپنے بیانات بدل رہا ہے اور پولیس کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ دھیریندر سنگھ کے قتل کی کہانی 29 اگست 2026 کو شروع ہوئی، جب اس کی بیوی نے اغوا کی اطلاع دی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ قتل کا ارتکاب کرنے والا ڈرائیور روی خود اپنی بیوی کے ساتھ تھانے گیا اور گمشدگی کی اطلاع دی۔ جب پولیس کو روی پر شک ہوا تو انہوں نے اس سے سخت پوچھ گچھ کی اور اس کے اشارے پر 30 اگست کو دوبگہ کے قریب ایک نہر سے لاش برآمد ہوئی۔ اس کے بعد، پولیس نے روی اور اومکار کو گرفتار کیا، اور پھر روی کی بیوی پوجا اور ایک اور ساتھی کو جیل بھیج دیا۔ اب پولیس اس معمہ کو حل کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ قتل کا اصل مقصد زمین، پوسٹنگ کے لیے رقم یا کوئی اور کہانی تھی۔

دریائی تہذیبوں اور ورثے کے تحفظ پر بین الاقوامی کانفرنس لکھنؤ میں ہوگی

لکھنؤ: 23 ستمبر۔ 7 اور 8 دسمبر 2026 کو لکھنؤ میں ایک دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس" پالیسی، انتظام اور ترقی کے مسائل" منعقد کی جائے گی، جس میں اتر پردیش کی امیر دریائی تہذیبوں، آثار قدیمہ اور ثقافتی ورثے اور ان کے تحفظ، نظم و نسق اور ترقی سے متعلق عصری مسائل پر ایک جامع بحث کی جائے گی۔ کانفرنس کا مرکزی موضوع " پالیسی، انتظام اور ترقی کے مسائل" ہوگا۔ یہ کانفرنس اتر پردیش اسٹیٹ آرکیالوجی ڈائریکٹریٹ، لکھنؤ اور فن تعمیر اور منصوبہ بندی کی فیکلٹی، ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام ٹیکنیکل یونیورسٹی، لکھنؤ، مشترکہ زیر اہتمام منعقد کی جا رہی ہے۔ ثقافت اور سیاحت کے وزیر جناب جیویر سنگھ کی تحریک اور جناب امرت ابھی جات، ایڈیشنل چیف سکریٹری، محکمہ ثقافت، سیاحت حکومت اتر پردیش کی رہنمائی میں وشوسریا ہال، ڈاکٹر اے پی جے کلام ٹیکنیکل یونیورسٹی جانکی پورم ایکسٹینشن، لکھنؤ میں ہوگی۔ اتر پردیش اور اس کے پڑوسی علاقوں کی دریائی وادیاں قدیم دور سے ہی انسانی تہذیب کی ترقی کے لیے اہم بنیادیں رہی ہیں۔ گنگا، جمنا، گومتی، گھاگھرا اور بیتوا جیسی بڑی ندیوں کے کناروں پر متعدد آثار قدیمہ، تاریخی شہر، زیارت گاہیں اور ثقافتی مراکز ہیں۔ ان دریائی نظاموں نے نہ صرف انسانی بستیوں اور معاشی سرگرمیوں کی تشکیل کی ہے بلکہ خطے کے سماجی، ثقافتی اور روایتی علمی نظام کی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ کانفرنس میں ماہرین اور محققین دریاؤں اور انسانی تہذیب کے درمیان اس کثیر جہتی تعلق کے ساتھ ساتھ دریا پر مبنی آثار قدیمہ کے مناظر، ثقافتی یادداشت، ورثہ اور یاترا کے راستے، روایتی ہندوستانی علمی نظام، دریا کے تحفظ، سیلاب کے میدان کے انتظام، آفات کے خطرے میں کمی، عوامی شرکت اور پانی سے متعلق پالیسیوں جیسے موضوعات پر غور کریں گے۔ کانفرنس کے لیے دو اہم موضوعات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ پہلی تھیم "آثار قدیمہ، ورثہ، اور روایتی علم" آثار قدیمہ کے مناظر اور ثقافتی یادداشت، ثقافتی اور زیارت کے راستوں اور ورثے کے سرکٹس، اور روایتی ہندوستانی علمی نظام سے متعلق تحقیق پیش کرے گا۔ دوسری تھیم "قدیم صاف دریا: گورننس اور پالیسی کے تناظر" کمیونٹی کی شرکت، اسٹیک ہولڈر کی مصروفیت، سیلاب کے میدان کے انتظام، تباہی کے خطرے میں کمی، اور پانی کے نظام کے لیے مختلف پالیسی اور گورننس فریم ورک پر بات ہوگی۔ اس کانفرنس میں ہندوستان اور بیرون ملک سے ماہرین آثار قدیمہ، مورخین، آرکیٹیکٹس، کنزرویشنسٹ، ماہرین تعلیم، محققین، منصوبہ ساز اور متعلقہ شعبوں کے ماہرین کو مدعو کیا جا رہا ہے۔ اصل اور غیر مطبوعہ تحقیقی مقالے مدعو کیے جاتے ہیں۔ 300 سے 500 الفاظ اور 5-6 کلیدی الفاظ کا ایک تحقیقی خلاصہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ مکمل تحقیقی مقالہ 5000 سے 6000 الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیے۔

اکھلیش کا پی ڈی اے رتھ مکمل طور پر پنکچر، اس بار سائیکل دوبارہ پنکچر ہوگی: کیشو موریہ

لکھنؤ، 23 ستمبر (یو این آئی) نائب وزیر اعلیٰ کیشو پرساد موریہ نے سماج وادی پارٹی (ایس پی) کے قومی صدر اکھلیش یادو کی 24 ستمبر کو رائے بریلی سے مجوزہ پی ڈی اے کی رتھ یاترا پر تنقید کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اکھلیش کی پی ڈی اے کی رتھ یاترا مکمل طور پر پنکچر ہو چکی ہے اور اس کی بھاپ ختم ہو گئی ہے۔ مسٹر موریہ نے کہا کہ اس بار سائیکل دوبارہ پنکچر ہو جائے گی۔ ایس پی اور کانگریس آپس میں لڑیں گے۔ اتر پردیش میں کانگریس کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔ کیشو پرساد موریہ نے ایودھیا تجاوزات ہٹاؤ مہم کے بارے میں اکھلیش کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ایس پی سربراہ خود عوام کی نظروں میں ایک سوال تھے، اسی لیے عوام نے انہیں 2017 میں ہٹا دیا۔ الیکشن کمیشن کے سوال کے بارے میں کیشو نے کہا کہ اکھلیش بھول رہے ہیں کہ یہ الیکشن کمیشن کی بدولت ہے کہ وہ ایم پی ہیں اور وزیر اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں۔ آج وہی الیکشن کمیشن پر سوال اٹھا رہے ہیں۔

شہری سڑکوں کو عالمی معیار کے مطابق بنانے پر ورکشاپ کا اہتمام

لکھنؤ: 23 ستمبر۔ اتر پردیش حکومت کے اسٹیٹ ٹرانسفارمیشن کمیشن (STC) نے لکھنؤ کے حیات ریجنسی میں شہری سڑکوں کو عالمی معیار کے مطابق ترقی دینے کے موضوع پر ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا۔ سرکاری حکام، تکنیکی ماہرین، اور قومی اور بین الاقوامی ماہرین نے ریاست کے شہری سڑک کے بنیادی ڈھانچے، سڑک کی حفاظت، پائیدار ترقی، اور مربوط شہری نقل و حمل کے نظام کے مستقبل پر تبادلہ خیال کیا۔ ورکشاپ کے مہمان خصوصی، ریاستی تبدیلی کمیشن کے چیف ایگزیکٹو آفیسر (CEO) جناب منوج کمار سنگھ نے اپنے خطاب میں مضبوط، محفوظ اور پائیدار شہری سڑکوں کی تعمیر کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان کو سڑک کے بنیادی ڈھانچے کو حاصل کرنے کے لئے ابھی بہت طویل سفر طے کرنا ہے جو بین الاقوامی معیارات پر پورا اترتا ہے۔ اس کے لیے طویل مدتی اور مربوط نقطہ نظر کے ساتھ شہری ترقی کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ مسٹر بی پی سنگھ، پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ (PWD) کے سابق چیف انجینئر، نے اتر پردیش کے شہروں کی موجودہ حالت کا ثبوت پر مبنی جائزہ پیش کیا۔ اس میں آبادی اور شہری توسیع، پینے کے پانی اور سیوریج کے نظام، پانی کی نکاسی، سالڈ ویسٹ مینجمنٹ، شہری نقل و حمل اور نقل و حرکت، شہری اداروں کی مالی حیثیت، اور دیگر ریاستوں اور عالمی شہروں کے ساتھ تقابلی مطالعہ شامل تھا۔ ورکشاپ میں اسپین اور امریکہ میں شہری سڑکوں کی ترقی اور انتظام سے متعلق بین الاقوامی تجربات بھی شیئر کیے گئے۔ ان سیشنوں میں اتر پردیش میں شہری سڑکوں کی ترقی کے لیے عالمی سطح پر اپنائے جانے والے نظام، ٹیکنالوجی اور بہترین طریقوں سے متعلق تجربات پیش کیے گئے۔ مختلف شعبوں کے ماہرین بشمول مسٹر امیت کھیرا، مسٹر انکیت گپتا اور ڈاکٹر اگنیوش (اسکولپٹ لیب، آئی آئی ٹی-بی ایچ یو وارانسی)، مسٹر آشتوش گوتم (آئی ڈبلیو اے آئی)، محترمہ نتیا رمیش (جنا گرہ)، ڈاکٹر منوج شکلا (سنٹرل یو ایس ٹی سی آر آر آئی)، شیکرانٹر پلانر (سینٹرل یو ایس ٹی) ورکشاپ میں خیالات اور تجربات کا اظہار کیا۔ ورکشاپ کا اختتام ایک کھلی بحث کے ساتھ ہوا، جس میں اتر پردیش کے شہری علاقوں میں سڑک کی منصوبہ بندی، ڈیزائن، تعمیر، پائیداری، سڑک کی حفاظت، اور انتظام کو بہتر بنانے کے لیے عملی اقدامات پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ ورکشاپ میں پیش کردہ تجاویز کا مقصد ریاست کے شہری سڑک کے بنیادی ڈھانچے کو ایک محفوظ، زیادہ پائیدار، قابل رسائی، اور جدید نقطہ نظر کی طرف بڑھانا ہے۔ ورکشاپ میں اسٹیٹ ٹرانسفارمیشن کمیشن کے سینئر افسران بشمول جناب اکشت ورما، ACEO، ڈاکٹر اے کے۔ گپتا، ڈائریکٹر، لینڈ ایسٹ ان لاکنگ سیل، ایس ٹی سی اور ڈاکٹر اے کے۔

سپا سربراہ اکھلیش یادو نے الیکشن کمیشن کے کام کاج پر اٹھائے سوال

لکھنؤ: 23 ستمبر (پی این ایس) سماج وادی پارٹی کے قومی صدر اکھلیش یادو نے بدھ کو لکھنؤ کے ایس پی آفس میں پریس کانفرنس میں الیکشن کمیشن کے کام کاج پر سوال اٹھایا۔ انہوں نے کمیشن کی غیر جانبداری کے حوالے سے سنگین الزامات عائد کرتے ہوئے کہا کہ جمہوریت میں تمام پارٹیوں کے لیے الیکشن کرانے والے ادارے پر اعتماد ضروری ہے۔ اکھلیش یادو نے ایک حالیہ رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے دعویٰ کیا کہ الیکشن کمشنر سکھبیر سنگھ سندھو اور وویک جوشی نے گزشتہ 10 مہینوں میں 14 بار کمیشن کے بعض فیصلوں اور طریقہ کار پر اعتراضات اٹھائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر کمیشن کے اندر ارکان کو فیصلوں پر اعتراضات اٹھانا پڑ رہے ہیں تو اس کی عوامی وضاحت ہونی چاہیے۔ ایس پی صدر نے کہا کہ پارٹی 2022 کے اتر پردیش اسمبلی انتخابات کے بعد سے انتخابی عمل پر سوال اٹھا رہی ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ انتخابی فہرستوں سے ایس پی کی حمایت کرنے والے ووٹروں کے ناموں کو ہٹانے سے متعلق شکایات کمیشن کو پیش کی گئیں، لیکن کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اکھلیش نے ووٹنگ کے عمل اور عہدیداروں کی تعیناتی سے متعلق پارٹی کی شکایات کا حوالہ دیتے ہوئے میرا پور، کندرکی، کانپور، کرہل، کٹہاری اور ملکی پور ضمنی انتخابات کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے اسپیشل انٹینسیو ریویژن (SIR) کے عمل کے بارے میں بھی سوالات اٹھائے۔ لکھنؤ اور سلطان پور کے کچھ معاملات کا حوالہ دیتے ہوئے اکھلیش نے انتخابی فہرستوں سے نام ہٹانے کی کوششوں کا الزام لگایا۔ تاہم، یہ الزامات ایس پی صدر کے دعوے ہیں اور انہیں آزادانہ طور پر قائم حقائق کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ رپورٹ میں سامنے آنے والے اختلافات کے بارے میں کمیشن نے کہا کہ کثیر رکنی آئینی ادارے میں اندرونی بحث کے دوران مختلف تبصرے یا اعتراضات جمع کرانا معمول کے عمل کا حصہ ہے۔ کمیشن کے مطابق، اس کے تمام سرکاری فیصلے بشمول SIR، تینوں کمشنروں کی منظوری اور اتفاق رائے سے لیے جاتے ہیں۔ اکھلیش یادو نے کہا کہ الیکشن کمیشن کی غیر جانبداری جمہوری نظام کے لیے بہت ضروری ہے۔ انہوں نے کمیشن کے فیصلہ سازی کے عمل سے متعلق سوالات کی شفاف وضاحت کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے آئندہ اسمبلی انتخابات کا بھی حوالہ دیا اور اپنی پارٹی کی پی ڈی اے کی حکمت عملی کو آگے بڑھانے کے بارے میں بات کی۔

اودھ نامہ

آئین کی بالادستی اور جمہوری اقدار کا تحفظ

سپریم کورٹ کی جانب سے 'وندے ماترم' سے متعلق سماعت کے دوران مذہبی عقیدے یا ضمیر کی بنیاد پر مذکورہ گیت نہ پڑھنے والے شخص کے خلاف تعزیری کارروائی نہ کیے جانے سے متعلق موقف کا مذہبی حلقوں میں استقبال کیا جارہا ہے، اور اسے جمہوری قدروں کو مضبوط کرنے والا قدم بتایا جارہا ہے۔ اس حوالے سے حکیم اجمل خان فورم فار پیس اینڈ کمیونل ہارمنی کے قومی صدر تیج لال بھارتی اور جنرل سکریٹری ڈاکٹر سیّد احمد خاں نے مشترکہ طور پر خیر مقدم کیا۔ حکیم اجمل خان فورم فار پیس اینڈ کمیونل ہارمنی کے قومی صدر تیج لال بھارتی نے سپریم کورٹ کے مؤقف کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ پارلیمنٹ میں ایسا کوئی قانون نہیں بننا چاہیے جو آئین کے منافی ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی آئین نے ہر شہری، ہر ذات و برادری اور ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے شخص کو عزت و احترام اور مساوی حقوق عطا کیے ہیں۔ کہا جارہا ہے کہ جمہوریت کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ پارلیمنٹ یا اسمبلی میں اکثریت کی بنیاد پر کوئی بھی قانون بنا کر اسے عوام پر مسلط کر دیا جائے بلا لحاظ دیگر تھوپ دیا جائے۔ کواہ وہ ملک کے آئین کی روح کے منافی ہی کیوں نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ جس پارٹی کی بھی حکومت ہو وہ کوئی بھی قانون بھی پاس کرسکتی ہے کیونکہ اس کے پاس اکثریت ہوتی ہے، اور جمہوریت مین اکثریت ہی سب کچھ ہے۔ کسی شعر کا شعر بھی ہے

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہین تولا انہیں کرتے

یعنی جمہوریت میں گنتی ہی سب کچھ ہے یہی وجہ ہے کہ ماضی قریب مین ایسے کئی قانون پاس کرائے گئے جو ایک قوم اور مذہب کے حق میں نہیں تھے اور بسا اوقات انھیں مذہب کی روح کے منافی بھی بتایا گیا لیکن قانون بنالیا گیا۔ کہ سدن کو قانون بنانے کا اختیار ہے۔ بلکہ قانانو بنانے کا اختیار اسی کے پاس ہے اس لئے وہ کوئی بھی قانون بنا سکتا ہے اور پھر روایت کی ظاہری پاسداری کرتے ہوئے اس پر سدن می ن بحث کا ڈھکوسلا بھی کیا جاتا ہے لیکن کون سنتا ہے کہ کس نے کیا کہا اور کس کی باتوں میں کتنا وزن ہے، کس کی بانوں میں منطقی سوالات اٹھائے گئے ہیں اور کون کتنی معروضیت سے اپنے دلائل دے رہا ہے، بس طے ہو گیا کہ یہ پاس ہونا ہے تو ہونا ہے ارکین پارلیمنٹ آنکھ بند کر کے اپنی پارٹی کے مسدوہ قانون پر مہر لگا دیتے ہیں، ایسا ہی ایک قانون پاس کرایا گیا وندے ماترم کے تعلق سے، کہ جس کا نہ پرھنا جرم کے زمرہ مین رکھا گیا اور یہاں تک کہا گیا کہ اس کی مخالفت کرنے والا ملک کا غدر اہے۔ اچھا یہ ملک کا غدار ہونا بھی ادھر بہت آسان کر دیا گیا ہے۔ جو آپ کی نہ مانے یا آپ کی تائید نہ کرے یا جو اعتراض کر دے یا کوئی سوال پوچھ لے تو وہ غدار کہلایا جاتا ہے، کسی نے آپ کی کسی فیصلہ کو لے کر مانگ کی جب نہیں مانی گئ تو احتجاج کیا گیا۔ بس فوراً ایک طبقہ اسے غدار ثابت کرنے پر تلا جاتا ہے۔ دوسری طرف عدالتین بھی کچھ خاص ریلیف نہیں دے پاتیں ان کی بھی کبھی مجبوری آن پڑتی ہے شاید۔ خیر عرض یہ کیا جارہا تھا کہ جمہوری نظام میں آئین کی بالادستی، بنیادی حقوق اور شہری آزادیوں کا تحفظ بھی انتہائی اہم ہے۔ تیج لال بھارتی نے کہا کہ سپریم کورٹ کی جانب سے آئینی حقوق کی طرف توجہ دلانا جمہوری نظام کے لیے اہم ہے۔ ان کے مطابق عدالت کی یہ کارروائی شہریوں کے آئینی حقوق اور ملک کے جمہوری اداروں پر اعتماد کو مضبوط کرنے میں معاون ثابت ہوسکتی ہے۔

سپریم کورٹ نے منگل کو 'وندے ماترم' کے تمام ۶/بند نہ گانے والے ایسے شخص کے خلاف مجرمانہ کارروائی نہ ہونے کی توقع ظاہر کی ہے جس کا انکار مذہبی یا ضمیر کی آزادی کی بنیاد پر ہو۔ چیف جسٹس سوریا کانت، جسٹس جوئے مالیہ باگچی اور جسٹس وی موہنا پر مشتمل بنچ نے کرناٹک موسیقی کے معروف گلوکار ٹی ایم کرشنا کی درخواست پر سماعت کرتے ہوئے مرکز سے ۲/ہفتوں میں جواب طلب کیا۔ سپریم کورٹ نے واضح کیا کہ 'وندے ماترم' کے تمام ۶/بند گانے سے مذہبی یا ضمیر کی بنیاد پر انکار کرنے والے شخص کو مجرمانہ نتائج کا سامنا نہیں کرنا چاہئے۔

ٹی ایم کرشنا کی درخواست میں خاص طور پر 'وندے ماترم' کے آخری ۴/بندوں میں ہندو دیویوں درگا، لکشمی اور سرسوتی کے حوالے موجود ہیں۔ ان بندوں کو لازمی طور پر گانے کا تقاضا مذہبی آزادی اور آزادیٔ ضمیر سے متعلق آئینی حقوق کو متاثر کرسکتا ہے۔ کرشنا نے دعویٰ کیا ہے کہ ۱۹۳۷ء میں کانگریس کی جانب سے قومی اجتماعات میں گیت کے پہلے ۲/بندوں تک محدود رکھنے کا فیصلہ کیا گیا تھا، جس کے پس منظر میں بعد کے بندوں میں موجود مذہبی حوالوں پر اعتراضات بھی شامل تھے۔ سماعت کے دوران سپریم کورٹ نے ۱۹۸۶ء کے بیجو ایمانوئل معاملے کا حوالہ دیا، جس میں عدالت نے ان اسکولی طلبہ کو تحفظ فراہم کیا تھا جو مذہبی اور ضمیر کی بنیاد پر قومی ترانہ نہیں گاتے تھے، تاہم وہ احترام کے ساتھ کھڑے رہتے تھے۔ عدالت نے کہا تھا کہ محض ترانہ نہ گانے کی وجہ سے، جب طلبہ احترام کا مظاہرہ کر رہے ہوں، انہیں سزا نہیں دی جاسکتی۔ موجودہ سماعت میں بنچ نے اسی قانونی اصول کی روشنی میں کہا کہ کسی شخص کو ضمیر یا مذہبی آزادی کے تحت 'وندے ماترم' کے تمام یا بعض بند گانے سے انکار پر فوجداری نتائج کا سامنا نہیں کرنا چاہئے۔ سپریم کورٹ کی جانب سے شہری آزادی اور آئینی حقوق کے حوالے سے سامنے آنے والا موقف ایسے وقت میں اہم ہے کہ جب ملک میں آئین کی بالادستی اور جمہوری اقدار کے تحفظ پر بحث جاری ہے۔

ایس آئی آر کی منشا اور سوال

ڈاکٹر مظفر حسین غزالی

جمہوریت کی اصل طاقت صرف انتخابات کے انعقاد میں نہیں بلکہ اس بنیادی اصول میں پوشیدہ ہے کہ ہر بالغ شہری کا ووٹ برابر ہے۔ اسی لیے انتخابی فہرست محض ناموں کی ایک سرکاری فہرست نہیں بلکہ شہری کے جمہوری وجود کا دستاویز ہے۔ اگر کسی اہل شہری کا نام ووٹر لسٹ سے حذف ہوجاتا ہے تو مسئلہ صرف ایک نام کے حذف ہونے کا نہیں رہتا، بلکہ اس شہری کے آئینی حقِ رائے دہی کے عملی استعمال کا سوال پیدا ہوجاتا ہے۔ اسی پس منظر میں الیکشن کمیشن آف انڈیا کی طرف سے شروع کی گئی Special Intensive Revision (SIR) غیر معمولی اہمیت اختیار کرچکی ہے۔ الیکشن کمیشن کا سرکاری مؤقف ہے کہ SIR کا مقصد انتخابی فہرستوں کو درست کرنا، مردہ، مستقل طور پر منتقل ہوچکے، ڈپلیکیٹ یا نااہل ووٹروں کے نام نکالنا اور اہل شہریوں کو فہرست میں شامل کرنا ہے۔ بہار میں کمیشن نے ایس آئی آر کا مقصد یہی بتایا تھا۔

سوال یہ ہے کہ اس عظیم الشان انتخابی صفائی کے عمل میں انتظامی غلطیوں کا حجم اتنا بڑا کیوں ہوگیا کہ خود حقِ رائے دہی خطرے میں پڑنے لگی ہے؟ اور کیا اس کے سیاسی اثرات محض اتفاقی ہیں یا ان کے پیچھے کوئی وسیع تر حکومتی یا سیاسی منشا ہے؟ یہ سوال اس لیے بڑا ہے کہ اعداد و شمار معمولی نہیں۔ ایس آئی آر کا پہلا بڑا تجربہ بہار میں ہوا۔ 24 جون 2025 کو بہار کی ووٹر فہرست میں تقریباً 7.89 کروڑ ووٹر تھے۔ یکم اگست کو جاری ہونے والی ڈرافٹ فہرست میں یہ تعداد گھٹ کر تقریباً 7.24 کروڑ رہ گئی، یعنی تقریباً 65 لاکھ نام ڈرافٹ مرحلے میں باہر ہوگئے۔ دعوؤں اور اعتراضات کے عمل کے بعد مزید 3.66 لاکھ نام حذف کیے گئے، جبکہ 21.53 لاکھ نئے اہل ووٹر شامل ہوئے۔ 30 ستمبر 2025 کی حتمی فہرست میں ووٹروں کی تعداد تقریباً 7.42 کروڑ رہی۔

کمیشن کے مطابق ابتدائی مرحلے میں تقریباً 20 لاکھ مردہ، 28 لاکھ مستقل طور پر منتقل اور 7 لاکھ ایسے ووٹر ملے جو ایک سے زیادہ مقامات پر درج تھے۔ الیکشن کمیشن کا موقف اپنی جگہ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ایسے ناموں کی نشاندہی کے دوران زندہ، موجود اور اہل شہری بھی غلطی سے شک کے دائرے میں آگئے؟ کیونکہ بڑی تعداد میں وہ لوگ سامنے آئے تھے، جن کے نام مردہ یا مستقل طور پر منتقل ہوچکے بتا کر کاٹ دیا گیا تھا۔

27 اکتوبر 2025 سے SIR کا دوسرا مرحلہ 9 ریاستوں اور 3 مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں شروع کیا گیا، جس میں تقریباً 51 کروڑ ووٹر شامل تھے۔ سرکاری سطح پر اسے انتخابی فہرستوں کی جامع صفائی کا عمل قرار دیا گیا۔ اپریل 2026 تک ان 12 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی مشترکہ انتخابی فہرست میں تقریباً 5.18 کروڑ کی کمی سامنے آئی، مجموعی ووٹروں کی تعداد تقریباً 50.99 کروڑ سے گھٹ کر 45.81 کروڑ رہ گئی، یعنی تقریباً 10.2 فیصد کم۔ اس دوران تقریباً دو کروڑ نئے نام بھی شامل ہوئے۔

ریاستی انتخابی فہرستوں اور الیکشن کمیشن سے حاصل شدہ اعداد کے مطابق ریاست وار حذف کیے گئے ووٹروں کی صورتِ حال کچھ اس طرح رہی - اترپردیش 2.05 کروڑ، مغربی بنگال 83.86 لاکھ، تمل ناڈو 74 لاکھ، گجرات 68 لاکھ، مدھیہ پردیش 34.25 لاکھ، راجستھان 31 لاکھ، چھتیس گڑھ 25 لاکھ، کیرالا تقریباً 9 لاکھ، گوا تقریباً 1.28 لاکھ، پڈوچیری تقریباً 77 ہزار، انڈمان و نکوبار تقریباً 52 ہزار اور لکشدیپ میں یہ تعداد چند سو ہے۔ حذف شدہ ناموں میں مردہ، منتقل شدہ، ڈپلیکیٹ اور دیگر زمروں کے افراد بھی شامل ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں حذف کیے گئے ناموں سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پہلے فہرستیں ناقص تھیں یا موجودہ ایس آئی آر کا طریقۂ کار غیر معمولی طور پر سخت ہے؟

مغربی بنگال اس بحث کو نئی سطح پر لے گیا۔ SIR کے دوران تقریباً 60.06 لاکھ ووٹر ایسے تھے جن کی اہلیت کی جانچ عدالتی افسران کے ذریعے ہوئی۔ سپریم کورٹ کی مداخلت کے بعد بالآخر تقریباً 27.16 لاکھ نام حذف ہوئے اور تقریباً 32.9 لاکھ نام شامل کیے گئے۔ الیکشن کمیشن کے مطابق 27.16 لاکھ حذف شدہ ووٹروں میں سے 22.21 لاکھ، یعنی تقریباً 82 فیصد، نے دوبارہ شمولیت کے لیے اپیل کی۔ مجموعی طور پر تقریباً 38.31 لاکھ اپیلیں دائر ہوئیں تھیں۔ جن میں سے تازہ اطلاعات کے مطابق صرف تقریباً 1.02 لاکھ اپیلوں کا فیصلہ ہوسکا، جبکہ تقریباً 37.18 لاکھ مقدمات زیر التوا ہیں۔ لیکن تشویش کی بات یہ ہے کہ انتخابات سے قبل صرف 1,607 افراد کے نام ہی دوبارہ شامل ہوسکے۔

ایس آئی آس کے دوران مغربی بنگال میں غیر معمولی عدالتی نگرانی بڑھنے کی یہ دلیل دی گئی کہ مشکوک یا متنازعہ ناموں کی جانچ ضروری ہے، وہیں یہ سوال بھی اٹھا کہ اگر حتمی فیصلہ ووٹنگ کے بعد یا بہت دیر سے آئے تو بعد میں نام بحال ہوجانا ووٹر کے اس حق کو واپس نہیں کرسکتا جو مخصوص انتخاب میں استعمال ہی نہ ہوسکا۔ انتخابی حق کی قیمت صرف ووٹر لسٹ میں نام کا موجود ہونا نہیں، بلکہ مقررہ دن اپنا ووٹ ڈال سکنا ہے۔ اس لیے محض یہ کہنا کہ "بعد میں اپیل کی جاسکتی ہے" اس وقت کافی نہیں جب انتخابی عمل مکمل ہوچکا ہو۔

ایس آئی آر کا عملی بوجھ بڑی حد تک Booth Level Officers (BLOs) پر پڑا۔ بہار میں تقریباً 77,895 BLOs گھر گھر جاکر فارم تقسیم اور وصول کررہے تھے اور مزید ہزاروں افراد کو بھی اس عمل میں شامل کیا گیا۔ اتنے بڑے ملک میں کروڑوں افراد کی گھر گھر تصدیق ایک انتہائی پیچیدہ انتظامی کام ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا BLOs کو مطلوبہ تربیت، وقت، تکنیکی سہولت اور انسانی وسائل فراہم کیے گئے؟

مغربی بنگال میں کام کے دباؤ سے متعلق کئی BLOs کی اموات نے اس سوال کو اور سنگین کردیا۔ نومبر 2025 میں متعدد BLOs کی خودکشیوں کی خبریں سامنے آئیں اور اہلِ خانہ نے SIR کے کام کے دباؤ کو اس کی وجہ قرار دیا۔ ایک واقعے میں اہل خانہ نے بتایا کہ خاتون BLO نے استعفیٰ دینے کی کوشش بھی کی تھی۔ سیاسی بحث میں یہ سوال سب سے زیادہ نمایاں ہے کہ دلت، مسلمان، آدیواسی، غریب، مہاجر مزدور اور بے گھر یا کرائے کے مکان میں رہنے والے افراد کے ووٹ کاٹے گئے۔ مہاجر مزدور اور بے گھر یا لوگوں کے لیے پرانے ریکارڈ سے اپنا تعلق ثابت کرنا بعض اوقات نسبتاً مشکل ہوسکتا ہے۔ سیاسی جماعتوں نے ایس آئی آر میں مذہب اور ذات کی بنیاد پر ووٹ حذف کیے جانے کا الزام لگایا ہے لیکن اس کا قابل تصدیق ڈیٹا دستیاب نہیں ہے۔ الیکشن کمیشن کو قابل اعتماد عوامی اعداد و شمار جاری کر کے اس غلط فہمی کو دور کرنا چاہئے۔

دہلی میں 31 اگست 2026 کو جاری ڈرافٹ فہرست میں پہلے کے تقریباً 1.45 کروڑ ووٹروں کے مقابلے تقریباً 97.53 لاکھ نام رہ گئے، یعنی تقریباً 47.6 لاکھ نام ڈرافٹ مرحلے میں باہر ہوگئے۔ تقریباً 32 لاکھ ووٹروں کو نوٹس بھیجے گئے ہیں۔ یہاں دلچسپ بات یہ ہے کہ SIR کے نوٹس اور "logical discrepancies" کے معیار پر بھی سوال اٹھے ہیں، جس پر سپریم کورٹ نے الیکشن کمیشن سے وضاحت طلب کی ہے۔ اس پس منظر میں "VIP voter" جیسے سرکاری اظہار نے بھی ایک الگ بحث پیدا کردی ہے۔ آئینی اصول یہ ہے کہ انتخابی حق میں شہریوں کے درمیان حیثیت، دولت یا عہدے کی بنیاد پر فرق نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کسی اعلیٰ عہدے دار کے معاملے کو فوری طور پر درست کیا جاتا ہے تو عام شہری کے معاملے میں بھی وہی رفتار اور سہولت ہونی چاہیے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ حکومت کی آخر منشا کیا ہے۔ دستیاب سرکاری ریکارڈ سے اس سوال کا قطعی "ہاں" میں جواب دینا ممکن نہیں۔ الیکشن کمیشن SIR کو انتخابی فہرستوں کی صفائی، مردہ، منتقل شدہ اور ڈپلیکیٹ ناموں کے خاتمے اور اہل ووٹروں کی شمولیت کا انتظامی عمل قرار دیتا ہے۔ لیکن جمہوریت میں صرف منشا نہیں بلکہ نتیجہ اور طریقۂ کار بھی اہم ہوتے ہیں۔ اگر ایک عمل میں کروڑوں نام حذف ہوں، لاکھوں لوگ دوبارہ اپیل کرنے پر مجبور ہوں، BLOs پر غیر معمولی دباؤ کی شکایات سامنے آئیں، اور عدالتوں کو بڑی تعداد میں مقدمات کی نگرانی کرنا پڑے، تو حکومت اور الیکشن کمیشن دونوں سے یہ سوال پوچھنا جمہوری حق ہے کہ کیا SIR واقعی ووٹر لسٹ کو زیادہ درست کر رہا ہے، یا اس کا طریقۂ کار اہل ووٹر کے لیے حقِ رائے دہی استعمال کرنا زیادہ مشکل بنا رہا ہے؟

اس سوال کا جواب سیاسی نعروں سے نہیں بلکہ شفاف اعداد و شمار، آزاد آڈٹ، ریاست وار تفصیلی تجزیے، حذف شدہ ناموں کی تصدیق، اپیلوں کے نتائج اور BLOs کے کام کا آزادانہ جائزہ لینے سے ملے گا۔ مردہ شخص کا نام ووٹر لسٹ میں نہ ہو، لیکن زندہ شہری کا نام بھی انتظامی غلطی سے حذف نہیں ہونا چاہیے۔ ڈپلیکیٹ ووٹر کا خاتمہ ضروری ہے، لیکن ایک حقیقی ووٹر کا حق اسے ڈپلیکیٹ سمجھ کر ختم کرنا اس سے کہیں بڑا مسئلہ ہے۔ سوال یہ نہیں کہ کتنے ووٹ کاٹے گئے اصل سوال یہ ہے کہ کتنے اہل شہریوں کے ووٹ محفوظ رہے، کتنے غلطی سے متاثر ہوئے، کتنے واپس شامل ہوئے اور کتنے شہری انتخاب کے وقت اپنا حق استعمال ہی نہ کرسکے؟

یہی اعداد بتائیں گے کہ SIR محض ووٹر لسٹ کی صفائی تھی یا اس کے طریقۂ کار نے ہندستانی جمہوریت کے سب سے بنیادی اصول یعنی ایک شہری، ایک ووٹ، اور ہر ووٹ کی مساوی قدر کو کس حد تک متاثر کیا۔ اور یہی وہ سوال ہے جس کا جواب حکومت، الیکشن کمیشن اور عدلیہ یعنی تینوں کو عوام کے سامنے دینا ہوگا۔

9810371907

'اے آئی' کے عہد میں استاد کی ضرورت کم یا ذمہ داری زیادہ؟

(مولانا) محمد معروف سید نپوری

دنیا جس تیزی سے مصنوعی ذہانت یعنی آرٹیفیشل انٹیلی جنس کے دور میں داخل ہورہی ہے، اس نے زندگی کے تقریباً ہر شعبے کو متاثر کیا ہے۔ تعلیم بھی اس تبدیلی سے الگ نہیں رہ سکتی۔ چند برس پہلے تک طالب علم کسی سوال کا جواب تلاش کرنے کے لیے کتاب، استاد یا کتب خانے کا رخ کرتا تھا، آج ایک سوال اسکرین پر لکھتے ہی مصنوعی ذہانت چند لمحوں میں جواب، خلاصہ، مضمون، ترجمہ اور حتیٰ کہ سوالات کے حل بھی پیش کردیتی ہے۔ ایسے میں ایک فطری سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مشین اتنا کچھ کرسکتی ہے تو استاد کا کردار کیا رہ جائے گا؟ یہ سوال محض مستقبل کا اندیشہ نہیں رہا بلکہ موجودہ تعلیمی حقیقت کا حصہ بن چکا ہے۔ ہندوستان میں بھی مصنوعی ذہانت کو تعلیم سے جوڑنے کے لیے اقدامات تیز ہوئے ہیں۔ وزارتِ تعلیم نے 2026 میں ہندوستان بودھن مصنوعی ذہانت کانکلیو کا انعقاد کیا اور تعلیم میں ذمہ دارانہ انداز سے مصنوعی ذہانت کے استعمال کو آگے بڑھانے کے لیے "بودھن مصنوعی ذہانت مرکزِ امتیاز" شروع کیا۔ اسی طرح حکومت کے مختلف پروگراموں میں طلبہ اور اساتذہ کے لیے مصنوعی ذہانت سے متعلق تربیت کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ صورت حال اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ سوال اب یہ نہیں کہ تعلیم میں مصنوعی ذہانت آئے گی یا نہیں، بلکہ سوال یہ ہے کہ اسے کس طرح استعمال کیا جائے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں استاد کی اہمیت کم ہونے کے بجائے اس کی ذمہ داری کی نوعیت تبدیل ہوتی دکھائی دیتی ہے۔

روایتی تعلیمی نظام میں استاد علم کا بنیادی ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ وہ کتاب پڑھاتا، سوال کا جواب دیتا، سبق سمجھاتا اور امتحان کی تیاری کراتا تھا۔ آج معلومات تک رسائی کا دائرہ بہت وسیع ہوچکا ہے۔ طالب علم کے ہاتھ میں موبائل فون ہے اور اس کے سامنے دنیا بھر کا علمی ذخیرہ موجود ہے۔ لیکن معلومات کی فراوانی ہمیشہ علم کی ضمانت نہیں ہوتی۔ درست معلومات کو غلط معلومات سے الگ کرنا، کسی جواب کی صحت جانچنا، دلیل اور دعوے میں فرق سمجھنا اور حاصل شدہ معلومات کو عملی زندگی سے جوڑنا اب بھی ایک بنیادی تعلیمی ضرورت ہے۔ مصنوعی ذہانت ایک سوال کا جواب دے سکتی ہے، مگر یہ فیصلہ طالب علم کو خود کرنا پڑتا ہے کہ جواب درست بھی ہے یا نہیں، وہ ریاضی کا مسئلہ حل کرسکتی ہے، مگر مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت اس وقت پیدا ہوگی جب طالب علم اس عمل کو سمجھنے کی کوشش کرے گا۔ یہی وہ فرق ہے جو معلومات اور تعلیم کے درمیان لکیر کھینچتا ہے۔ یونیسکو کی حالیہ تعلیمی بحث بھی اسی پہلو کو نمایاں کرتی ہے۔ ستمبر 2026 میں یونیسکو نے واضح کیا کہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور مصنوعی ذہانت طلبہ کے سیکھنے، باہمی تعاون، اظہار اور معاشرتی زندگی تک کو متاثر کررہی ہیں، لیکن ٹیکنالوجی بذاتِ خود تعلیم کے مسائل حل نہیں کرسکتی۔ اس لیے مستقبل کا استاد شاید وہ نہیں ہوگا جو مصنوعی ذہانت سے مقابلہ کرے، بلکہ وہ ہوگا جو اپنے طلبہ کو مصنوعی ذہانت کے درست استعمال کا طریقہ سکھائے۔ استاد طلبہ کو یہ سمجھا سکتا ہے کہ مصنوعی ذہانت کو مختصر راستے کے طور پر استعمال کرنا اور اسے سیکھنے کے معاون کے طور پر استعمال کرنا دو الگ چیزیں ہیں۔ اگر طالب علم ہر سوال کا جواب خود سوچنے کے بجائے مشین سے حاصل کرنے لگے تو اس کی فکری صلاحیت متاثر ہوسکتی ہے۔ دوسری طرف اگر وہ مصنوعی ذہانت سے مختلف نقطۂ نظر حاصل کرے، سوالات پیدا کرے، جواب کی جانچ کرے اور پھر اپنی سمجھ کے مطابق نتیجہ اخذ کرے تو یہی ٹیکنالوجی سیکھنے کا ایک مؤثر ذریعہ بن سکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اساتذہ کی تربیت بھی اہم ہوگئی ہے۔ یونیسکو نے اساتذہ کے لیے مصنوعی ذہانت کی اہلیت کے خاکے میں انسانی مرکزیت، اخلاقیات، مصنوعی ذہانت کی بنیادی سمجھ، تدریسی استعمال اور پیشہ ورانہ تربیت کو اہم صلاحیتوں کے طور پر بیان کیا ہے۔ ہندوستان میں بھی "اے آئی فار ایجوکیٹرز" جیسے پروگرام شروع کیے گئے ہیں تاکہ اساتذہ مصنوعی ذہانت کو تدریس، طلبہ کی مشغولیت اور تعلیمی منصوبہ بندی میں استعمال کرنا سیکھ سکیں۔ لیکن یہاں ایک اور اہم سوال ہے۔ کیا ہر چیز کو مصنوعی ذہانت کے حوالے کردینا تعلیم کی ترقی ہے؟ شاید نہیں۔ تعلیم صرف معلومات منتقل کرنے کا نام نہیں۔ ایک اچھا استاد اپنے طالب علم کے چہرے سے اس کی الجھن محسوس کرلیتا ہے، اس کی خاموشی سے پریشانی سمجھ لیتا ہے اور کبھی ایک جملے، کبھی ایک مثال اور کبھی صرف حوصلہ افزائی سے اس کے اندر سیکھنے کا جذبہ پیدا کردیتا ہے۔ انسانی تعلق، اخلاقی تربیت، کردار سازی اور اجتماعی زندگی کی سمجھ وہ پہلو ہیں جنہیں کسی سافٹ ویئر کی کارکردگی سے صرف نہیں کیا جاسکتا۔ ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ استاد خود مسلسل سیکھنے کی عادت اختیار کرے۔ جس استاد نے یہ سمجھ لیا کہ اس کی تعلیم مکمل ہوچکی ہے، وہ بدلتی ہوئی دنیا میں اپنے طلبہ سے پیچھے رہ سکتا ہے۔ اب کتاب کے ساتھ ڈیجیٹل ذرائع، مصنوعی ذہانت کے بنیادی اصول، معلومات کی تصدیق، آن لائن تحفظ اور نئی تدریسی تکنیکوں سے واقفیت بھی استاد کی پیشہ ورانہ ضرورت بنتی جارہی ہے۔

دوسری طرف والدین اور طلبہ کی ذمہ داری بھی بڑھ گئی ہے۔ گھر میں موبائل اور انٹرنیٹ کی موجودگی کو مکمل ازادی میں تبدیل کردینا تعلیم نہیں۔ بچوں کو یہ سکھانا ضروری ہے کہ ٹیکنالوجی ان کے ہاتھ میں ایک ذریعہ ہے، ان کی سوچ کا متبادل نہیں۔ اگر بچہ ہر مضمون، ہر جواب اور ہر تحریر کے لیے مصنوعی ذہانت پر انحصار کرنے لگے تو ممکن ہے کہ اس کے پاس معلومات بہت ہوں، لیکن اپنی بات کہنے، سوال کرنے اور دلیل قائم کرنے کی صلاحیت کمزور پڑ جائے۔ تعلیمی اداروں کے سامنے بھی ایک نیا چیلنج ہے۔ صرف یہ کہنا کافی نہیں ہوگا کہ طلبہ مصنوعی ذہانت استعمال نہ کریں۔ اس کے بجائے امتحانات اور اسائنمنٹ کے طریقۂ کار پر بھی غور کرنا ہوگا۔ ایسے سوالات اور سرگرمیاں زیادہ اہم ہوں گی جن میں طالب علم صرف تیار شدہ جواب نقل نہ کرسکے بلکہ اپنی فہم، مشاہدے، تجربے اور دلیل کو سامنے لائے۔ ہندوستان کے تعلیمی مباحث میں بھی مصنوعی ذہانت کے ذریعے ذاتی نوعیت کی تعلیم، اساتذہ کی تربیت اور طلبہ کی حقیقی مسائل حل کرنے کی صلاحیت پر توجہ دینے کی بات سامنے آئی ہے۔

اصل مسئلہ مصنوعی ذہانت نہیں، اس کا استعمال ہے۔ کتاب بھی علم کا ذریعہ ہے اور غلط کتاب بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ موبائل بھی تعلیم کا وسیلہ بن سکتا ہے اور وقت ضائع کرنے کا سبب بھی۔ اسی طرح مصنوعی ذہانت بھی استاد کا معاون بن سکتی ہے اور طالب علم کی فکری سستی کا سبب بھی۔ فیصلہ اس بات سے ہوگا کہ ہم اسے کس مقصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس پورے منظرنامے میں استاد کا کردار "جواب دینے والے" سے بڑھ کر "سوال پیدا کرنے والے" کا ہوسکتا ہے۔ وہ طلبہ کو صرف یہ نہ بتائے کہ جواب کیا ہے بلکہ یہ بھی سکھائے کہ سوال کیسے پیدا کیا جاتا ہے، دلیل کیسے قائم کی جاتی ہے، معلومات کی تصدیق کیسے ہوتی ہے اور اختلافِ رائے کو علمی انداز میں کیسے سمجھا جاتا ہے۔ مستقبل کے کلاس روم میں ممکن ہے استاد کے سامنے ایسی مشین موجود ہو جو چند سیکنڈ میں ایک مکمل سبق تیار کردے، لیکن سبق کو طالب علم کی عمر، مزاج، صلاحیت اور ضرورت کے مطابق انسانی انداز میں پیش کرنے کی ذمہ داری پھر بھی استاد ہی کی ہو۔ ممکن ہے مصنوعی ذہانت سیکڑوں سوالات کے جواب دے، لیکن طالب علم کے اندر علم کی طلب پیدا کرنا ایک انسانی عمل رہے۔

اس لیے مصنوعی ذہانت کے عہد میں استاد کی ضرورت ختم ہونے کے بجائے استاد کے منصب کی نوعیت بدل رہی ہے۔ اب استاد محض معلومات کا محافظ نہیں بلکہ معلومات کے سیلاب میں رہنمائی کرنے والا ہے۔ وہ صرف سبق پڑھانے والا نہیں بلکہ سوچنے، پرکھنے، سوال کرنے اور ذمہ داری کے ساتھ ٹیکنالوجی استعمال کرنے کی تربیت دینے والا ہے۔ آنے والے برسوں میں وہ تعلیمی نظام زیادہ مضبوط ہوگا جو ٹیکنالوجی کو انسان کا متبادل بنانے کے بجائے انسان کی صلاحیت بڑھانے کا ذریعہ بنائے۔ مشین رفتار دے سکتی ہے، معلومات فراہم کرسکتی ہے اور کئی کام آسان بنا سکتی ہے؛ مگر تعلیم کا بنیادی مقصد صرف تیز رفتار جواب حاصل کرنا نہیں، بلکہ ایسے انسان تیار کرنا ہے جو صحیح سوال پوچھ سکیں، دلیل سمجھ سکیں، غلطی سے سیکھ سکیں اور اپنے علم کو معاشرے کے فائدے کے لیے استعمال کرسکیں۔ مصنوعی ذہانت کے دور کا سب سے بڑا سوال شاید یہ نہیں کہ "کیا مصنوعی ذہانت استاد کی جگہ لے لے گی؟" بلکہ یہ ہے کہ "کیا ہم استاد کو اس نئے دور کے لیے تیار کرپائیں گے؟" تعلیم کا مستقبل اسی سوال کے جواب سے بڑی حد تک وابستہ ہے۔

رابطہ نمبر: 9648997110

وطن واپسی کی نہ ختم ہونے والی راہ

کے اے شاجی

کے. مہیندرن بمشکل 11 برس کے رہے ہوں گے، جب ان کا خاندان جنگ زدہ سری لنکا سے جان بچا کر فرار ہوا تھا۔ حملہ آور جب 10 سال سے زیادہ عمر کے لڑکوں کی تلاش میں گھر گھر چھاپے مار رہے تھے، تو وہ اور ان کے بھائی تمل اکثریتی شہر مناّر میں اپنے گھر کی چھت اور فالس سیلنگ کے درمیان چھپ کر سانس روکے بیٹھے رہے۔ خاندان کسی طرح ساحلی ماہی گیروں کے گاؤں پیسالی پہنچا، جہاں انہوں نے 22 جولائی 1990 کو آبنائے پالک کو پار کرنے سے پہلے دہشت کے 15 دن گزارے۔ دھنش کوڈی کے ساحل پر والد اپنے بچوں کو کمر تک گہرے پانی سے گزار کر محفوظ کنارے تک لے آئے تھے۔ 36 سال بعد 47 سالہ مہیندرن جنوبی تمل ناڈو کے پدوکوٹی میں رہتے ہیں۔ ہندوستان آنے کے 7 سال بعد ہی ان کے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ مہیندرن نے چنئی کے لوئیولا کالج سے تعلیم حاصل کی اور اب قسطوں پر فرنیچر فروخت کرتے ہیں۔ آج بھی جب کوئی ان سے ان کا 'اصل وطن' پوچھتا ہے تو ان کی زبان پر 'سیلون' آتا ہے۔ لیکن ان کی دونوں اولادیں بلا جھجک اپنا وطن تمل ناڈو بتاتی ہیں۔

یہی باریک فرق ہندوستان میں موجود تقریباً 90,000 سری لنکائی تمل پناہ گزینوں کے گہرے اندرونی تضاد اور تذبذب کو بیان کرتا ہے۔ اگست 2026 میں سری لنکا کی حکومت نے ان کی وطن واپسی کی ایک بڑی قانونی رکاوٹ ضرور دور کردی ہے۔ سری لنکائی کابینہ نے خانہ جنگی کے دور میں بغیر قانونی پاسپورٹ یا غیر مجاز راستوں سے جان بچا کر فرار ہونے والے پناہ گزینوں کے لیے خصوصی رعایتوں کو منظوری دی ہے۔ اب جن کی سری لنکائی شناخت کی تصدیق ہوجائے گی، وہ سیکورٹی کلیئرنس کے بعد مجاز بندرگاہوں اور ہوائی اڈوں کے ذریعے بغیر کسی قانونی مقدمے کے واپس آسکیں گے، ان پر 'غیر قانونی' راستوں سے ملک چھوڑنے کا مقدمہ نہیں چلایا جائے گا۔ یہ رعایتی انتظام یکم اگست 2006 سے پہلے سے لے کر 19 مئی 2009 کے درمیان ملک چھوڑنے والوں پر نافذ ہوتا ہے۔ یہی وہ تاریخ ہے جب ایل ٹی ٹی ای کے سربراہ ویلوپلئی پربھاکرن کے مارے جانے کے ساتھ خونریز خانہ جنگی ختم ہوئی تھی۔ سری لنکائی حکومت کے نوٹیفکیشن میں واضح کیا گیا ہے کہ سنگین جرائم کے مشتبہ افراد کو بھلے ہی قانونی کارروائی کا سامنا کرنا پڑے، لیکن باقی عام لوگوں کو عارضی پاسپورٹ جاری کیے جائیں گے۔

گزشتہ سال اگست میں ہندوستان سے وطن واپس لوٹنے والے 75 سالہ ایک بزرگ تمل پناہ گزین کو جافنا ہوائی اڈے پر گرفتار کرلیا گیا تھا، جبکہ ان کے خلاف کوئی پرانا مجرمانہ ریکارڈ درج نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بیشتر پناہ گزینوں کے لیے مقدمات کے خوف سے ملی قانونی چھوٹ نے وطن واپسی کے اندر بیٹھے خوف کو کم نہیں کیا ہے۔ تمل ناڈو کے کیمپوں میں 3 دہائی سے زیادہ وقت گزارنے کے بعد بھی انہیں اندیشہ ہے کہ سری لنکا میں ان کا کیا انتظار کررہا ہے۔ رامیشورم کے قریب منڈپم کیمپ میں رہنے والے وی. تھیلنگم پوچھتے ہیں کہ "وہ کیا سوچتے ہیں کہ ہم وہاں جاکر گزر بسر کیسے کریں گے؟"

ہندوستان میں تقریباً 90,000 سری لنکائی تمل پناہ گزین رجسٹرڈ ہیں، اور تقریباً یہ سبھی تمل ناڈو میں ہیں۔ 56,600 پناہ گزین حکومت کے زیر انتظام 105 کیمپوں میں دن گزار رہے ہیں، جبکہ 32,800 افراد کیمپوں سے باہر رہ رہے ہیں۔ یہ ان 3,04,269 لوگوں کا ایک چھوٹا سا حصہ بھر ہے، جو 1983 کے بعد سے سنہالی اکثریتی تشدد کے ذریعے اقلیتی تملوں کو نشانہ بنائے جانے کے بعد پناہ گزین بن کر تمل ناڈو کے ساحلوں پر پہنچے تھے۔ تعداد کا یہ بھاری فرق دہائیوں کی بے دخلی اور بکھراؤ کو ظاہر کرتا ہے۔ ہزاروں پناہ گزین یا تو وطن واپس چلے گئے، کئی کسی دوسرے ملک میں منتقل ہو گئے اور نہ جانے کتنے لوگوں نے یہیں دم توڑ دیا۔ بہت سے لوگ باضابطہ پناہ گزین نظام سے باہر نکل کر مقامی معاشرے میں گھل مل گئے۔ مرکزی حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق مارچ 1995 تک 99,469 لوگوں کو باضابطہ طور پر واپس بھیجا گیا تھا، جس کے بعد برسوں تک کوئی منظم بازآبادکاری پروگرام نہیں چلایا گیا۔ جو لوگ یہیں رہے، ان کے لیے ہندوستان محض عارضی پناہ گاہ نہیں رہا۔ یہیں ان کی اولاد ہوئی، ان کی شادیاں ہوئیں اور روزی روٹی کے نئے ذرائع قائم ہوئے۔

اس ملک کا نہ ہو پانا جہاں زندگی کو نئے سرے سے سنوارا، اور اس ملک کا ہونے کا سلیقہ بھول جانا جہاں سے کبھی جان بچا کر فرار ہوئے تھے...... یہ تضاد انتہائی تلخ ہے۔ ہندوستان مستقل قانونی حیثیت دیے بغیر ہی ان کا گھر بن گیا ہے۔ سری لنکا ان کی قومیت طے کرتا ہے، لیکن بہت سے پناہ گزینوں کے لیے اب اس قومیت کا کوئی ٹھوس مطلب نہیں ہے۔ وہ پناہ گزینوں کے تحفظ اور ریاست کی فلاحی اسکیموں کے سہارے ہندوستان میں رہ سکتے ہیں، پڑھ سکتے ہیں اور کام کرسکتے ہیں، لیکن انہیں ایک شہری کے بنیادی قانونی حقوق حاصل نہیں ہیں۔ ان کی پوری زندگی پناہ گزین رجسٹریشن اور انتظامی منظوریوں کی محتاج بن کر رہ گئی ہے۔ دہائیوں کی رہائش بھی انہیں خود بخود ہندوستانی شہریت کا حق دار نہیں بناتی۔ شہریت ایکٹ کے تحت غیر قانونی تارکین وطن مانے جانے والے لوگوں کو رجسٹریشن یا خود بخود شہریت ملنے کے عمل سے عام طور پر محروم رکھا گیا ہے، جب تک کہ کوئی خصوصی قانونی رعایت نہ ہو۔ اس لیے تمل ناڈو کی مٹی میں پیدا ہونے کے باوجود پناہ گزین خاندانوں کی نوجوان اولاد کے سامنے شناخت کا یہ بحران قانونی طور پر حل نہیں ہو پاتا۔

شہریت (ترمیمی) ایکٹ، 2019 نے اس اجنبیت اور علیحدگی کو مزید گہرا کردیا۔ اس قانون نے افغانستان، بنگلہ دیش اور پاکستان سے آنے والے منتخب مظلوم اقلیتی گروہوں کے لیے شہریت کا راستہ تو آسان بنایا، لیکن سری لنکا کے تملوں کو چھوڑ دیا۔ نتیجہ قانونی بھنور۔ ایک تمل پناہ گزین ہندوستان میں اپنی زندگی کے 30 سے 40 قیمتی سال گزار سکتا ہے، روزی کما سکتا ہے، بچوں کو تعلیم دلا سکتا ہے، لیکن کاغذات میں وہ ہمیشہ ایک 'غیر ملکی' ہی رہتا ہے۔ ان کے لیے یہاں رہنے کا مطلب مستقل غیر یقینی ہے، اور وطن واپس جانے کا مطلب ایسے ملک میں جانا ہے جہاں ان کے پرانے گھر، روزگار اور سماجی رشتے ناطے کب کے زمین بوس ہوچکے ہیں۔ کئی لوگوں کے ملکیتی کاغذات گم ہوچکے ہیں، وہ جائیداد کے پرانے تنازعات میں گھرے ہوئے ہیں یا ان کے پاس سر چھپانے کے لیے ایک دھور زمین تک نہیں بچی ہے۔ مہیندرن گہری تشویش میں ڈوب جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ 3 دہائی بعد کیا زندگی کو صفر سے شروع کرنا یہاں کی پناہ گزین زندگی سے بھی بدتر نہیں ہوگا؟

زندگی کے سب سے زیادہ پیداواری سال ہندوستان میں گزارنے کے بعد سری لنکا لوٹنا غیر یقینی صورت حال کے ایک نئے چکر کو جنم دے گا، خاص طور پر ان نوجوانوں اور بچوں کے لیے جنہوں نے تمل ناڈو کے سوا کوئی معاشرہ دیکھا ہی نہیں۔ کئی نے ہندوستانی خاندانوں میں شادیاں کی ہیں، کئی کے بچے ہندوستان کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں پڑھ رہے ہیں۔ 2024 میں جہاں 203 پناہ گزین واپس لوٹے تھے، 2025 میں صرف 92 نے واپسی کا راستہ اختیار کیا۔ یہاں رہنے والی وسیع برادری کے سامنے یہ تعداد اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر ہے۔ تمل ناڈو میں پناہ گزینوں کی بازآبادکاری سے متعلق معاملات کی پیروی کرنے والے وکیل منوراج شنمگ سندرم کہتے ہیں کہ "اس کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں کہ تازہ قانونی ترمیم کے بعد سری لنکا واپس جانے کی دوڑ مچ گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ وطن واپس نہیں جانا چاہتے، بلکہ یہ اس بات کا پختہ ثبوت ہے کہ آج وطن واپسی کی راہ پہلے سے کہیں زیادہ پیچیدہ اور خطرناک ہوچکی ہے۔"

خانہ جنگی 2009 میں اگرچہ ختم ہوگئی ہو، لیکن اس کے گہرے نفسیاتی زخم اور خوف آج بھی موجود ہیں۔ واپس لوٹنے والوں کو اپنی شناخت ثابت کرنی ہوگی اور سخت سیکورٹی کے مراحل سے گزرنا ہوگا۔ جن لوگوں نے سرکاری فوجوں اور شدت پسندوں کی بندوقوں کے سائے میں جان بچا کر گھر چھوڑا تھا، ان کے لیے یہ عمل انتہائی بے آرام اور خوفناک ہو سکتا ہے۔ شناخت اور شہریت کے پرانے دستاویزات موجود نہ ہوں۔ کون سے کاغذات قابل قبول ہوں گے؟ اور تب کیا ہوگا جب کاغذات سرے سے موجود ہی نہ ہوں؟ سری لنکا نے یہ تسلیم کر کے ایک ضروری قدم ضرور اٹھایا ہے کہ جنگ کے دوران نقل مکانی کرنے والے مظلوموں کو کئی دہائی بعد قانونی مقدمات میں نہیں گھسیٹا جانا چاہیے۔ لیکن یہ محض پہلا قدم ہے۔ اس کی پوری جوابدہی صرف بے بس پناہ گزینوں کے کاندھوں پر نہیں ڈالی جا سکتی۔ آبادیاتی امور کے ماہر ایس. اریدیا راجن کا کہنا ہے کہ "باعزت وطن واپسی کے لیے زمین اور مکان تک محفوظ رسائی، مضبوط اور شفاف دستاویزی نظام، روزگار اور ذریعہ معاش کے مواقع، نیز تعلیم اور صحت کی خدمات کی ضمانت ضروری ہوگی۔"

مہیندرن آج بھی بند آنکھوں سے 'سیلون' کے خواب دیکھتے ہیں، اگرچہ وہ کھلے دل سے تسلیم کرتے ہیں کہ تمل ناڈو نے ان کی اولاد کو ایک محفوظ زمین اور مستقبل دیا ہے۔ 3 دہائی کی جدوجہد کے بعد قانونی طور پر وطن واپسی اب ایک ٹھوس متبادل ضرور ہے۔ لیکن کیا اس متبادل کا استعمال اس انسانی وقار کے ساتھ کیا جاسکے گا جس کے یہ مظلوم محتاج ہیں؟ اصل اور سب سے بڑا سوال یہی ہے۔

مالک، پبلشر، پرنٹر و ایڈیٹر تقدیس فاطمہ رضوی نے گروپ 5 پبلی کیشن 55 بی۔ وزیر حسن روڈ، لکھنؤ سے چھپوا کر پہلی منزل مسجد نور محل ساکیت پلی نرہی، لکھنؤ سے شائع کیا۔ ریزیڈنٹ ایڈیٹر: ڈاکٹر ہارون رشید
Proprietor, Publisher, Printer and Editor, Taqdees Fatima Rizvi printed at Group 5 Publication, 55B, Wazir Hasan Road, Lucknow, and published from Masjid Noor Mahal, First Floor, Saket Palli Narhi, Lucknow. , Resident Editor: Dr. Haroon Rasheed, avadhnama@gmail.com, Ph:0522-3506829, 9335135181

مضمون و مراسلہ نگار کی آراء سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں

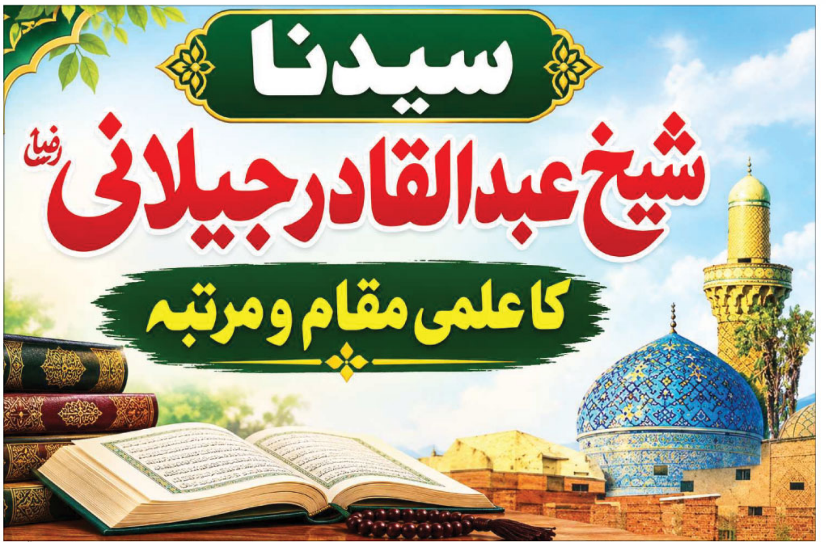

شیخ الاسلام مولانا ڈاکٹر محمد طاہر القادری

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ''تو دونوں نے (وہاں) ہمارے بندوں میں سے ایک (خاص) بندے (خضر علیہ السلام) کو پا لیا جسے ہم نے اپنی بارگاہ سے (خصوصی) رحمت عطا کی تھی اور ہم نے اسے علمِ لدنی (یعنی اَسرار و معارف کا اِلہامی علم) سکھایا تھا۔'' (الکہف: ۱۸)

جملہ اولیاء کرام بشمول حضور غوث الاعظم کا تذکرہ کرتے ہوئے عموماً ہمارے زیرِ نظر اُن کی کرامات ہوتی ہیں اور ہم ان کرامات سے ہی کسی ولی کے مقام و مرتبہ کا اندازہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس ضمن میں صحیح اور درست اسلوب یہ ہے کہ ہم صرف اولیاء کاملین کی کرامات تک ہی اپنی نظر کو محدود نہ رکھیں بلکہ اُن کی حیات کے دیگر پہلوؤں کا بھی مطالعہ کریں کہ اُن کا علمی، فکری، معاشرتی، سیاسی اور عوام الناس کی خیر و بھلائی کے ضمن میں کیا کردار ہے؟ حضور غوث الاعظم کی شخصیت مبارکہ ہمہ جہتی اوصاف کی حامل ہے۔ ان جہات میں سے کرامات صرف ایک جہت ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم حضور غوث پاک کی تعلیمات کی طرف بھی متوجہ ہوں۔ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جن کے ہم نام لیوا ہیں اور پوری دنیا جنہیں غوث الاعظم دستگیر اور پیران پیر کے نام سے یاد کرتی ہے، ان کی تعلیمات کیا ہیں اور ان کے ہاں تصوف، روحانیت اور ولایت کیا ہے؟

ولایت، کرامت نہیں بلکہ استقامت کا نام ہے۔ حضور غوث پاک نے خود فرمایا اور جمیع اولیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ رب العزت اپنے اولیاء و صوفیاء کو فرماتا ہے کہ مجھے کرامتوں کی ضرورت نہیں بلکہ کرامت تو تمہارے نفس کی طلب ہے۔ کرامتوں میں نفس مشغول ہوتا ہے، مزہ لیتا ہے، واہ واہ کرتا ہے۔ اللہ کی طلب تو استقامت ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ نے فرمایا: ''اِستقامت کا درجہ کرامت سے اونچا ہے''۔ ولایت، کرامت کو نہیں کہتے بلکہ ولایت، استقامت کو کہتے ہیں۔ جب کرامت کا بیان ہوتا ہے تو یہ اولیائے کرام کی شان کا ایک گوشہ ہے، جس سے ان کی کسی ایک شان کا اظہار ہوتا ہے۔ ان کے اصل مقام کا پتہ استقامت سے چلتا ہے۔ کتاب و سنت کی متابعت اور استقامت ہی سے ولایت کا دروازہ کھلتا اور اس میں عروج و کمال نصیب بنتا ہے۔

حضور غوث الاعظم، آئمہ محدثین و فقہاء کی نظر میں

حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کا ایک عظیم اظہار ''علم'' کے باب میں بھی ہمیں نظر آتا ہے۔ علمِ شریعت کے باب میں ان سے متعلقہ بہت سے اقوال صوفیاء و اولیاء کی کتابوں میں ہیں اور ہم لوگ بیان کرتے رہتے ہیں مگر اس موقع پر میں سیدنا غوث الاعظمؓ کا مقامِ علم صرف آئمہ محدثین اور فقہاء کی زبان سے بیان کروں گا کہ آئمہ علم حدیث و فقہ نے ان کے بارے کیا فرمایا ہے، تاکہ کوئی رد نہ کر سکے۔ اس سے یہ امر واضح ہو جائے گا کہ کیا صرف عقیدت مندوں نے ہی آپؓ کا یہ مقام بنا رکھا ہے یا جلیل القدر آئمہ علم، آئمہ تفسیر، آئمہ حدیث نے بھی ان کے حوالے سے یہ سب بیان کیا ہے؟ یہ بات ذہن نشین رہے کہ حضور غوث الاعظمؓ نہ صرف ولایت میں غوث الاعظم تھے بلکہ آپؓ علم میں بھی غوث الاعظم تھے۔ آپ جلیل القدر مفسر اور امامِ فقہ بھی تھے۔ اپنے دور کے جلیل القدر آئمہ آپؓ کے تلامذہ تھے جنہوں نے آپؓ سے علم الحدیث، علم التفسیر، علم العقیدہ، علم الفقہ، تصوف، معرفت، فنی علوم، فتویٰ اور دیگر علوم پڑھے۔ آپؓ ہر روز اپنے درس میں تیرہ علوم کا درس دیتے تھے اور ۹۰ سال کی عمر تک یعنی زندگی کے آخری لمحہ تک طلبہ کو پڑھاتے رہے۔ قرآن مجید کی مذکورہ آیتِ مبارکہ (الکہف: ۱۸) میں بیان کردہ علم لدنی کا اظہار آپؓ کی ذات مبارکہ میں بدرجہ اتم نظر آتا ہے۔ بغداد میں موجود آپؓ کا دار العلوم حضرت شیخ حمادؒ کا قائم کردہ تھا، جو انہوں نے آپؓ کو منتقل کیا۔ آپؓ کے اس مدرسہ سے ہر سال ۳۰۰۰ طلبہ جید عالم اور محدث بن کر فارغ التحصیل ہوتے تھے۔

سلطان صلاح الدین ایوبی کی فتوحات کا راز

بہت عجیب تر بات جس کا نہایت قلیل لوگوں کو علم ہوگا اور کثیر لوگوں کے علم میں شاید پہلی بار آئے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے جب القدس فتح کیا تو جس لشکر (Army) کے ذریعے بیت المقدس فتح کیا، اس آرمی میں شامل لوگوں کی بھاری اکثریت حضور غوث الاعظمؓ کے تلامذہ کی تھی۔ گویا آپؓ کے مدرسہ سے فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ صرف متجد ہی نہیں تھے بلکہ عظیم مجاہد بھی تھے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کی آدھی سے زائد فوج حضور غوث الاعظم کے عظیم مدرسہ کے طلبہ اور کچھ فیصد لوگ فوج میں وہ تھے جو امام غزالی کے مدرسہ نظامیہ کے فارغ التحصیل طلبہ تھے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کے چیف ایڈوائزر امام ابن قدامہ المقدسی الحنبلی حضور سیدنا غوث الاعظم کے شاگرد اور خلیفہ ہیں۔ آپؓ براہِ راست حضور غوث پاک کے شاگرد، آپؓ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ گویا تاریخ کا یہ سنہرا باب جو سلطان صلاح الدین ایوبی نے رقم کیا وہ سیدنا غوث الاعظمؓ کا فیض تھا۔

امام ابن قدامہ المقدسی ایک واسطہ سے علامہ ابن تیمیہ کے دادا شیخ ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ کے عقائد کے بعض معاملات میں بعد میں انتہاء پسندی آ گئی۔ مجموعی طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ منکرِ تصوف تھے، حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ ان کے بعض معاملات میں، تشریحات و توضیحات میں انتہاء پسندی تھی، جن سے ہمیں اختلاف ہے مگر مجموعی طور پہ وہ منکرِ تصوف نہیں تھے، وہ تصوف کے قائل تھے، تصوف پر ان کا عقیدہ تھا، اولیاء، صوفیاء کے عقیدت مند تھے اور طریقہ قادریہ میں بیعت تھے۔ علامہ ابن تیمیہ کے شیخ کا نام الشیخ عز الدین عبداللہ بن احمد بن عمر الفاروثی ہے۔ بغداد میں انہوں نے سیدنا شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت کا خرقہ پہنا۔ گویا ایک طریق سے ان کا سلسلۂ طریقت سہروردیہ ہو گیا۔ آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ علامہ ابن تیمیہ کو ان کی وصیت کے مطابق دمشق میں صوفیاء کیلئے وقف قبرستان مقابر الصوفیہ میں دفنایا گیا۔ اس کو امام ابن کثیر نے ''البدایہ والنہایہ''، امام ابن حجر عسقلانی نے ''الدرر الکاملہ''، امام ذہبی نے ''العبر'' اور کل محدثین جنہوں نے علامہ ابن تیمیہ کے احوال لکھے، تمام نے بلا اختلاف اس کو بیان کیا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ کے شیخ، امام ابن قدامہ کے شاگرد تھے اور امام ابن قدامہ، حضور غوث الاعظم کے مرید تھے۔ علامہ ابن تیمیہ سیدنا غوث الاعظمؓ کے عظیم عقیدت مندوں میں سے تھے۔ علامہ ابن تیمیہ کی کتاب الاستقامۃ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں اولیاء و صوفیاء میں سے سب سے زیادہ محبت و عقیدت سے جس شخصیت کا نام علامہ ابن تیمیہ نے لیا وہ حضور سیدنا غوث الاعظم ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ،

> ۔ولایت، کرامت کو نہیں کہتے بلکہ ولایت، استقامت کو کہتے ہیں۔ جب کرامت کا بیان ہوتا ہے تو یہ اولیائے کرام کی شان کا ایک گوشہ ہے، جس سے ان کی کسی ایک شان کا اظہار ہوتا ہے۔ ان کے اصل مقام کا پتہ استقامت سے چلتا ہے۔ کتاب و سنت کی متابعت اور استقامت ہی سے ولایت کا دروازہ کھلتا اور اس میں عروج و کمال نصیب بنتا ہے۔

غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کا نام اس طرح لکھتے ہیں: قطب العارفین ابا محمد بن عبدالقادر بن عبداللہ الجیلی۔ ''قطب العارفین (سارے عارفوں کے اولیاء کے قطب) سیدنا شیخ عبد القادر الجیلانی''۔ یعنی وہ حضور غوث الاعظم کے نام کو اس طرح القاب کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جبکہ باقی کسی صوفی اور اولیاء میں سے کسی کا نام اس کے ٹائٹل کے ساتھ بیان نہیں کرتے۔ جس کا بھی ذکر کریں گے تو صرف اس صوفی یا ولی کا نام لکھ کر ان کی کسی بات کو نقل کریں گے۔

امام ابن حجر عسقلانی نے 'مناقب شیخ عبدالقادر جیلانی' میں لکھا ہے کہ ستر ہزار کا مجمع ہوتا، اس زمانے میں (لاؤڈ سپیکر نہیں تھے) جو آواز ستر ہزار کے اجتماع میں پہلی صف کے لوگ سنتے اتنی آواز ستر ہزار کے اجتماع کی آخری صف کے لوگ بھی سنتے۔ اس مجلس میں امام ابن جوزی (صاحبِ صفۃ الصفوہ اور اصول حدیث کے امام) جیسے ہزار ہا محدثین، آئمہ فقہ، متکلم، نحوی، فلسفی، مفسر بیٹھتے اور اکتسابِ فیض کرتے تھے۔ سیدنا غوث الاعظمؓ ایک مجلس میں قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر فرما رہے تھے۔ امام ابن جوزی بھی اس محفل میں موجود تھے۔ اس آیت کی گیارہ تفاسیر تک تو امام ابن جوزی اثبات میں جواب دیتے رہے کہ مجھے یہ تفاسیر معلوم ہیں۔ حضور غوث الاعظمؓ نے اس آیت کی چالیس تفسیریں الگ الگ بیان کیں۔ امام ابن جوزی گیارہ تفاسیر کے بعد چالیس تفسیروں تک ''نہ'' ہی کہتے رہے یعنی پہلی گیارہ کے سوا باقی انتیس تفسیریں مجھے معلوم نہ تھیں۔ امام ابن جوزی کا شمار صوفیاء میں نہیں ہے بلکہ آپ جلیل القدر محدث ہیں، اسماء الرجال، فن اسانید پر بہت بڑے امام اور اتھارٹی ہیں۔ سیدنا غوث الاعظمؓ چالیس تفسیریں بیان کر چکے تو فرمایا: ''اب ہم قال کو چھوڑ کر حال کی تفسیروں کی طرف آتے ہیں''۔ جب حال کی پہلی تفسیر بیان کی تو پورا مجمع تڑپ اٹھا، چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہوئیں۔ امام ابن جوزی بھی تڑپ اٹھے۔ محدث زماں نے اپنے کپڑے پکڑ کر پرزے پرزے کر دیئے اور وجد کے عالم میں تڑپتی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپتے ہوئے نیچے گر پڑے۔ یہ امام ابن جوزی کا حال ہے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ: امام یافعی (جن کی کتاب کی امام ابن حجر عسقلانی نے التلخیص الحبیر کے نام سے تلخیص کی) فرماتے ہیں: شرق تا غرب پوری دنیا سے علماء، فقہاء، محدثین، صلحا اور اہل علم کی کثیر جماعت اطراف و اکناف سے چل کر آتی اور آپ کی مجلس میں زندگی بھر رہتے، علم حاصل کرتے۔ حدیث لیتے، سماع کرتے اور دور دراز تک علم کا فیض پہنچتا۔ امام یافعی فرماتے ہیں کہ سیدنا غوث الاعظمؓ کا قبول عام اتنا وسیع تھا اور آپ کی کراماتِ ظاہرہ اتنی تھیں کہ اول سے آخر کسی ولی اللہ کی کرامات اس مقام تک نہیں پہنچیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ: علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد، حافظ ابن کثیر اپنی کتاب البدایہ والنہایہ جلد ۱۲ ص ۲۵۲ پر کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم سے خلقِ خدا نے اتنا کثیر نفع پایا جو ذکر سے باہر ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ آپ کے احوال صالحہ تھے اور مکاشفات و کرامات کثیرہ تھیں۔

امام ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ: امام ابن قدامہ اور ابن رجب حنبلی وہ علماء ہیں جو علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن القیم کے اساتذہ ہیں اور ان کو سلفی شمار کیا جاتا ہے۔ یہ سلفی نہیں بلکہ غوث پاک کے مرید ہیں۔ لوگوں کے مطالعہ کی کمی ہے جس کی وجہ سے یہ غلط مباحث جنم لیتی ہیں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ: امام ذہبی (جلیل القدر محدث) سیر اعلام النبلاء میں بیان کرتے ہیں کہ: ''کبائر مشائخ اور اولیاء میں اول تا آخر کوئی شخص ایسا نہیں ہوا جس کی کرامتیں شیخ عبدالقادر جیلانی سے بڑھ کر ہوں''۔

امام العز بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ: شافعی مذہب میں امام العز بن عبدالسلام بہت بڑے امام اور اتھارٹی ہیں۔ سعودی عرب میں بھی ان کا نام حجت مانا جاتا ہے۔ یہ وہ نام ہیں جن کو رد کرنے کی کوئی جرأت نہیں کر سکتا۔ امام العز کا قول امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں بیان کیا کہ وہ فرماتے ہیں: ''آج تک اولیاء کرام کی پوری صف میں کسی ولی کی کرامتیں تواتر کے ساتھ اتنی منقول نہیں ہوئیں جتنی شیخ عبدالقادر الجیلانی کی ہیں اور اس پر اتفاق ہے''۔

امام یحییٰ بن نجاح الادیب رحمۃ اللہ علیہ: ابو البقا بیان کرتے ہیں کہ میں نے نحو، شعر، بلاغت اور ادب میں اپنے وقت کے امام یحییٰ بن نجاح الادیب سے سنا کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس میں گیا، ہر کوئی اپنے ذوق کے مطابق جاتا تھا، میں گیا اور میں نے چاہا کہ میں دیکھوں کہ غوث الاعظم اپنی گفتگو میں کتنے شعر سناتے ہیں۔ وہ چونکہ خود ادیب تھے لہٰذا اپنے ذوق کے مطابق انہوں نے اس امر کا ارادہ کیا۔ صاف ظاہر ہے حضور غوث الاعظم اپنے درس کے دوران جو اشعار پڑھتے تھے وہ اپنے بیان کردہ علم کی کسی نہ کسی شق کی تائید میں پڑھتے تھے۔ درس کے دوران اکابر، اجلاء، ادبا اور شعراء کو پڑھنے سے مقصود بطور اتھارٹی ان کو بیان کرنا تھا تاکہ نحو، دین، فقہ، بلاغت، لغت، معانی کا مسئلہ دور جاہلیت کے شعراء کے شعر سے ثابت ہو، یہ بہت بڑا کام ہے۔ امام النحو والادب یحییٰ بن نجاح الادیب بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی مجلس میں گیا اور سوچا کہ آج ان کے بیان کردہ اشعار کو گنتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں دھاگہ ساتھ لے گیا کہ ہاتھ پر گنتے گنتے بھول جاؤں گا۔ جب آپ ایک شعر پڑھتے تو میں دھاگہ پر ایک گانٹھ دے دیتا تاکہ آخر پر گنتی کر لوں۔ جب آپ اگلا شعر پڑھتے تو پھر دھاگہ پر گانٹھ دے لیتا۔ اس طرح میں آپ کے شعروں پر دھاگہ پر گانٹھ دیتا رہا۔ اپنے کپڑوں کے نیچے میں نے دھاگہ چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ جب میں نے دھاگہ پر کافی گانٹھیں دے دیں تو سیدنا غوث اعظمؓ ستر ہزار کے اجتماع میں میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے دیکھ کر فرمایا: ''میں گانٹھیں کھولتا ہوں اور تم گانٹھیں باندھتے ہو''۔ یعنی میں الجھے ہوئے مسائل سلجھا رہا ہوں اور تم گانٹھیں باندھنے کے لیے بیٹھے ہو۔ کہتے ہیں کہ میں نے اسی وقت کھڑے ہو کر توبہ کر لی۔ اندازہ لگائیں یہ آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آئمہ کا حال تھا۔

امام ابو محمد خشاب نحوی رحمۃ اللہ علیہ: امام الحافظ عبدالغنی المقدسی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس دور کے بغداد کے نحو کے امام ابو محمد خشاب نحوی سے کہتے ہوئے سنا کہ میں نحو کا امام تھا، غوث اعظم کی بڑی تعریف سنتا تھا مگر کبھی ان کی مجلس میں نہیں گیا تھا۔ یہ نحوی لوگ تھے، اپنے کام میں لگے رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن خیال آیا آج جاؤں اور سنوں تو سہی شیخ عبدالقادر جیلانی کیا کہتے ہیں؟ میں گیا اور ان کی مجلس میں بیٹھ کر انہیں سننے لگا۔ میں نحوی تھا، اپنے گھمنڈ میں تھا لہٰذا مجھے ان کا کلام کوئی بہت زیادہ شاندار نہ لگا۔ میں نے دل میں کہا: ''آج کا دن میں نے ضائع کر دیا''۔ بس اتنا خیال دل میں آنا تھا کہ منبر پر دوران خطاب سیدنا غوث الاعظمؓ مجھے مخاطب ہو کر بولے: اے محمد بن خشاب نحوی! تم اپنی نحو کو خدا کے ذکر کی مجلسوں پر ترجیح دیتے ہو۔ یعنی جس سیبویہ (امام النحو، نحو کے موضوع پر ''الکتاب'' کے مصنف) کے پیچھے تم پھرتے ہو، ہم نے وہ سارے گزارے ہوئے ہیں۔ آؤ ہمارے قدموں میں بیٹھو تمہیں نحو بھی سکھا دیں گے۔ امام محمد بن خشاب نحوی کہتے ہیں کہ میں اسی وقت تائب ہو گیا۔ آپؓ کی مجلس میں گیا اور سالہا سال گزارے۔ خدا کی قسم ان کی صحبت اور مجلس سے اکتساب کے بعد نحو میں وہ ملکہ نصیب ہوا جو بڑے بڑے آئمہ نحو کی کتابوں سے نہ مل سکا تھا۔

ان حوالہ جات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پتہ چلے کہ آئمہ حدیث و فقہ نے حضور غوث الاعظم کے علمی مقام و مرتبہ کو نہ صرف بیان کیا بلکہ آپؓ کو علم میں اتھارٹی تسلیم کیا ہے۔ مذکورہ جملہ بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کل امام کرامتوں کو ماننے والے تھے، اولیاء کو ماننے والے تھے اور سیدنا غوث الاعظم کے عقیدت مند تھے۔ یہ کہنا کہ حضور غوث الاعظم کے مقام و مرتبہ اور ان کے القابات کو اعلیٰ حضرت نے یا ہم نے گھڑ لیا ہے، نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ حدیث، فقہ، تفسیر اور عقیدہ کے کل آئمہ نو سو سال سے ان کی شان اسی طرح بیان کرتے چلے آئے ہیں۔

عارف شجر اور ان کی شاعری

گزشتہ سے پیوستہ

پتھر پہ سوتا آیا ہوں میں بس یہ سوچ کر
شاید میرے نصیب کا مخمل ہوا میں ہے
اترے گی ایک دن وہ فلک سے زمین پر
عارفؔ پری جو فکر کی چنچل ہوا میں ہے
نیک انسان کی یہ بھی پہچان ہے
اپنی آنکھوں میں شرم و حیا مانگنا
زندہ دل ہو کے جینا بڑی بات ہے
بس یہی اپنے رب سے دعا مانگنا
میری تنہائیوں کے ناگ جب ڈستے ہیں راتوں کو
اٹھا کے اس گھڑی کوئی رسالہ دیکھ لیتا ہوں
میں اک ایسا پرندوں ہوں کہ چھپ کر دشت میں اکثر
ہر اک پاگل شکاری کا تماشہ دیکھ لیتا ہوں
سورج سے دل لگا کے بہت دکھ ہوا مجھے
اسکے قریب جاکے بہت دکھ ہوا مجھے
ایسا بھی وقت آیا کہ خواہش کی لاش پر
اشکوں کے گل چڑھا کے بہت دکھ ہوا مجھے

عارف شجر نے اپنی غزلوں میں جذبات و احساسات کو بڑی خوبصورتی سے پرویا ہے۔ شائستگی شگفتگی اور مٹھاس کو اپنی شاعری میں قائم رکھا ہے۔ ایک حساس شاعر اپنے خیالات و تجربات کو لفظوں میں پرو کر قاری کے سامنے پیش کرتا ہے اور یہی کام عارف شجر نے کیا ہے۔ محمد تسلیم خان تیغ رقم طراز ہیں۔

''عارف شجر جس موضوع پر شعر کہتے ہیں تو پوری توجہ کے ساتھ منفرد اور اچھوتے انداز میں اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کا ہنر اچھی طرح جانتے ہیں۔ نئی نئی تراکیب، نئے نئے استعارے اور نئی نئی تشبیہات سے ان کے اشعار مزین نظر آتے ہیں۔ زبان و بیان سادہ اور سلیس بلکہ اس درجہ سہل کہ ہر کم پڑھا لکھا قاری بھی ان کے اشعار کے مفاہیم با آسانی سمجھ جاتا ہے اور یہی ان کی کامیابی کا سب سے بڑا راز ہے۔ یہی خوبی عارف شجر کو اپنے ہم عصر شعراء سے ہٹ کر ایک الگ پہچان عطا کرتی ہے۔ عارف شجر آج کے بھاگتے دوڑتے دور میں الیکٹرونک میڈیا کی کرسی پر براجمان ہیں۔ صحافت کے لئے انہیں مولانا محمد ذکی اللہ ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا ہے۔ عارف شجر کو زبان و فصاحت پر دھیان دینے کی ضرورت ہے لفظوں کی وادی میں لفظوں سے کھیلنے والے کے لئے یہ ضروری ہے۔ عارف شجر مضمون نگاری بھی کرتے ہیں وہ مضامین میں جو جو بات لکھتے ہیں اس میں پختگی ہوتی ہے۔ عارف شجر چاہے عقیدت میں ڈوب کر نعتیہ شاعری کریں یا مستی میں مزاحیہ

احسن امام احسن

عارف شجر

شاعری کریں یا خاموشی سے سنجیدہ شاعری کریں یا فکر مند ہو کر مضامین لکھیں، عارف کے قلم سے جو کچھ بھی نکلتا ہے وہ معیار کی طرف جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عارف شجر خوب لکھتے ہیں۔ ان پر لکھتے ہوئے ہوئے ونوبا بھاوے یونیورسٹی کے صدر شعبہ اردو پروفیسر ڈاکٹر زین رامش یوں نظر آتے ہیں کہ

''عارف شجر کے اشعار مطالعے کے مرحلے سے سے گزرتے ہوئے میں نے بار بار یہ محسوس کیا کہ ان اشعار میں وہ تمام تر عناصر موجود ہیں کہ جن کی بنیاد پر ہم اکثر و بیشتر غالب کی صوفیانہ شاعری آتش کی متصوفانہ فکر اور نذیر کی شاعری میں تصوف وغیرہ جیسے عنوانات قائم کرنے پر مجبور ہیں اور لمبی چوڑی تحریریں پیش کرتے ہیں۔ عارف شجر کی شاعری میں تصوف اور متصوفانہ فکر کی موجودگی پر میں قطعی اثر نہیں کرتا لیکن اتنا تو طے ہے کہ ان کے اشعار میں اخلاقیات کی اثر انگیزی اور اخلاقی قدروں کی پاسداری پوری طرح موجود نظر آتی ہیں۔''

عارف شجر کی شاعری کے اندر جو خوبیاں ہیں وہ ایک عرصے کی مشق کے بعد آتا ہے۔ عارف شجر نے مشق و مزاولت کی ہے۔ اور بڑے اچھے اچھے شعر نکالے ہیں تو آئے چند اور شعر دیکھ لیتے ہیں۔

میرے رستے کا پتھر ہو گیا ہے
زمانہ کیوں ستمگر ہو گیا ہے
غرور و فخر اسکو کیوں نہ ہو اب
وہ قطرہ تھا، سمندر ہو گیا ہے
شعر کہنے کا ہنر تم کو بھی آجائے گا
ذرا جذبات کے بکھرے ہوئے ٹکڑے چن لو
جن سے کھیں بھی کچھ اچھے سبق بھی سیکھیں
اپنے بچوں کے لئے ایسے کھلونے چن لو
مجھ سے لپٹ کے اس طرح رونے لگا تھا وہ
جیسے کبھی نہ ہوگی ملاقات ان دنوں
کیا ہوگئی خطا کہ خفا ہیں وہ اس قدر
ہوتے ہیں تلخ خط کے جوابات ان دنوں
ذہن مائل ہو تو ہم غنچے کھلا لیتے ہیں
ہر گھڑی ہوتا نہیں فکر سخن کا موسم
نرم لہجے سے شجرؔ اسکو مخاطب کرنا
آگیا ہے وہ لئے اپنے وچن کا موسم

عارف شجر کے اشعار ان کے بہترین شاعر ہونے کی غمازی کرتا ہے۔ عارف شجر نے شاعری کے علاوہ مضمون نگاری اور صحافت کے ذریعہ زبان کی ترقی و ترویج کے لئے کام کیا کیا ہے۔۔ اس کے ساتھ ہی عارف شجر اپنی شاعری کے ذریعے انسانیت ہمدردی اور محبت کا سبق سماج کو دیتے ہیں، یہی ان کے لئے ادب کی پونجی ہے۔

سبق کتاب کا نہیں، زندگی کا

ایک استاد کی گفتگو جب نصاب سے نکل کر زندگی کے سوالوں تک پہنچ جائے

عدنان شمیم

ہزاروں صفحات پڑھ لینے کے بعد بھی اگر انسان یہ نہ جان سکے کہ اسے زندگی میں کرنا کیا ہے، تو اس کی تعلیم کتنی مکمل ہے؟ اگر طالب علم ہر سوال کا رٹا ہوا جواب دے سکتا ہو، مگر اپنے مستقبل کے ایک سوال کا جواب نہ دے سکے، تو کیا اسے واقعی تعلیم یافتہ کہا جا سکتا ہے؟ آج کا طالب علم شاید معلومات کی کمی کا شکار نہیں، بلکہ مقصد کی کمی کا شکار ہے۔ اس کے پاس کتابیں ہیں، کوچنگ ہے، ٹیسٹ سیریز ہے، نوٹس ہیں، آن لائن کلاسز ہیں، لیکن ان سب کے درمیان ایک سوال کہیں دب گیا ہے میں آخر بننا کیا چاہتا ہوں؟ اسی سوال نے مجھے میرے پسندیدہ اساتذہ میں سے ایک، اودھ اوجھا، کی تعلیم کو دوسرے اساتذہ سے الگ انداز میں سمجھنے پر مجبور کیا۔ اودھ اوجھا کے یہاں تعلیم محض کتاب ختم کرنے، سوال یاد کرنے یا امتحان پاس کرنے کا نام نہیں۔ ان سے جو بات سب سے زیادہ سیکھنے کو ملتی ہے، وہ یہ ہے کہ کتابی علم اگر زندگی میں سوچ پیدا نہ کرے تو وہ صرف معلومات کا ذخیرہ رہ جاتا ہے۔ انسان کو رٹا ہوا طوطا نہیں، سوچنے والا انسان بننا چاہیے۔ آج ہماری تعلیمی دوڑ کا بڑا المیہ یہی ہے کہ ہم نے کامیابی کو چند امتحانات، چند عہدوں اور چند مخصوص ملازمتوں تک محدود کر دیا ہے۔ خاص طور پر سرکاری ملازمت اور مقابلہ جاتی امتحانات نوجوانوں کے لیے ایک بڑی امید بھی ہیں اور ایک بڑا دباؤ بھی۔

UPSC، SSC، PSC، بینکنگ اور دوسرے مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری کرنا کوئی غلط بات نہیں۔ محنت کرنا چاہیے، مقابلہ کرنا چاہیے اور اپنے خواب کے لیے پوری طاقت لگانی چاہیے۔ لیکن مسئلہ تب پیدا ہوتا ہے جب ایک امتحان انسان کی پوری زندگی بن جائے۔ ایک طالب علم امتحان میں ناکام ہوتا ہے اور اسے لگتا ہے کہ وہ زندگی میں ناکام ہو گیا۔ کسی کا ایک سال ضائع ہوتا ہے تو اسے لگتا ہے کہ اس کی پوری زندگی پیچھے رہ گئی۔ کسی دوست کا انتخاب ہو جاتا ہے تو وہ خود کو کمتر سمجھنے لگتا ہے۔ کسی رشتہ دار کا بیٹا افسر بن جاتا ہے تو گھر میں موازنہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ صرف امتحان کا دباؤ نہیں، شناخت کا دباؤ ہے۔ ہم نوجوانوں سے کہتے ہیں کہ کامیاب ہو جاؤ، مگر بہت کم لوگ انہیں یہ بتاتے ہیں کہ کامیابی کی تعریف خود بھی کی جا سکتی ہے۔ ہر طالب علم افسر نہیں بننا چاہتا۔ ہر طالب علم استاد نہیں بننا چاہتا۔ ہر طالب علم ڈاکٹر یا انجینئر نہیں بننا چاہتا۔ کسی کے اندر کاروبار کرنے کی صلاحیت ہے، کسی میں تحقیق کا شوق، کسی میں لکھنے کی صلاحیت، کسی میں ٹیکنالوجی کی سمجھ، کسی میں فن کا ہنر اور کسی میں لوگوں کو جوڑنے کی صلاحیت۔ لیکن جب پورا معاشرہ ایک ہی راستے کو کامیابی کا راستہ سمجھنے لگے تو بہت سے نوجوان اپنے اصل خواب کو پہچاننے سے پہلے ہی دوسروں کے خواب جینے لگتے ہیں۔ یہیں ایک استاد کا کردار شروع ہوتا ہے۔ استاد کا کام صرف یہ نہیں کہ وہ طالب علم کو بتائے کہ امتحان میں کون سا سوال آ سکتا ہے۔ ایک استاد کا کام یہ بھی ہے کہ وہ طالب علم کو یہ سمجھائے کہ اگر وہ سوال امتحان میں نہ بھی آیا تو زندگی میں کون سا سوال اس کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اور میرے لیے اودھ اوجھا اسی سوچ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ انہوں نے طالب علم کو صرف یہ نہیں سکھایا کہ امتحان کی تیاری کیسے کی جائے؛ ان کی تعلیم کا ایک بڑا پیغام یہ بھی ہے کہ اپنے ذہن کو امتحان کی حدود سے باہر لے جاؤ۔ سرکاری نوکری حاصل کرنا ایک کامیابی ہو سکتی ہے، لیکن یہ زندگی کی واحد کامیابی نہیں۔ مقابلہ جاتی امتحان ایک دروازہ ہو سکتا ہے، لیکن پوری دنیا صرف ایک دروازے کے پیچھے نہیں۔

نوجوانوں کو پرواز سیکھنی ہوگی۔ پرندے کو اگر صرف ایک دروازے کا راستہ بتایا جائے تو وہ قید سے نکل سکتا ہے، لیکن اگر اسے آسمان کا یقین دے دیا جائے تو وہ اڑنا سیکھ جاتا ہے۔ ایک اچھا استاد شاید یہی کرتا ہے۔ وہ طالب علم کو اپنے علم کا محتاج نہیں بناتا، بلکہ اسے خود سوچنے کے قابل بناتا ہے۔ وہ صرف جواب نہیں دیتا، سوال پیدا کرتا ہے۔ وہ صرف کتاب نہیں کھولتا، ذہن کھولتا ہے۔ آج کے طالب علم کے لیے یہ بہت ضروری ہے، کیونکہ اس کے سامنے صرف امتحان کا دباؤ نہیں بلکہ والدین کی توقعات، معاشرتی موازنہ، مالی پریشانی، روزگار کی فکر اور مستقبل کی غیر یقینی بھی ہے۔ والدین چاہتے ہیں کہ بچہ کامیاب ہو۔ معاشرہ چاہتا ہے کہ بچہ دوسروں سے آگے نکلے۔ کوچنگ چاہتی ہے کہ طالب علم زیادہ سے زیادہ گھنٹے پڑھے۔ سوشل میڈیا اسے ہر روز کسی نہ کسی کامیاب نوجوان کی کہانی دکھاتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ طالب علم پڑھ تو رہا ہوتا ہے، لیکن اندر سے مسلسل یہ سوچ رہا ہوتا ہے: ''اگر میں ناکام ہو گیا تو؟'' ایسے وقت میں ایک استاد کی ایک بات کبھی کبھی پوری کتاب سے زیادہ طاقت رکھتی ہے۔ استاد اسے یہ بتا سکتا ہے کہ ناکامی تمہاری شناخت نہیں۔ ایک امتحان کا نتیجہ تمہاری ذہانت کا مکمل پیمانہ نہیں۔ ایک سال کی تاخیر تمہاری زندگی کی شکست نہیں۔ اور کسی دوسرے انسان کی کامیابی تمہاری ناکامی کا ثبوت نہیں۔ یہ سبق کسی نصاب میں درج نہیں ہوتا۔ اسی لیے استاد کا مقام صرف کلاس روم تک محدود نہیں ہونا چاہیے۔ ایک استاد طالب علم کو صرف ملازمت کے لیے تیار کرے تو وہ ایک امیدوار تیار کرتا ہے؛ لیکن اگر وہ اسے سوچنا، فیصلہ کرنا، سوال کرنا، گر کر اٹھنا اور اپنے راستے خود تلاش کرنا سکھائے تو وہ ایک انسان تیار کرتا ہے۔ اور شاید آج ہمیں اسی تعلیم کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ ہمیں ایسے نوجوان نہیں چاہییں جو صرف یہ جانتے ہوں کہ کسی سوال کا صحیح جواب کیا ہے۔ ہمیں ایسے نوجوان چاہییں جو یہ بھی پوچھ سکیں کہ صحیح سوال کیا ہے؟ ہمیں ایسے طالب علم نہیں چاہییں جو صرف رینک کے پیچھے بھاگیں؛ ہمیں ایسے نوجوان چاہییں جو اپنی صلاحیت کو پہچانیں۔

ہمیں ایسے استاد نہیں چاہییں جو صرف یہ بتائیں کہ کتاب میں کیا لکھا ہے؛ ہمیں ایسے استاد بھی چاہییں جو یہ بتائیں کہ کتاب سے باہر کی دنیا کو کیسے پڑھنا ہے۔ اودھ اوجھا سے حاصل ہونے والا یہی سبق میرے لیے سب سے قیمتی ہے: تعلیم کا مقصد صرف امتحان پاس کرنا نہیں، زندگی کو سمجھنا ہے۔ اگر تعلیم انسان کو بہتر سوچنے والا، بہتر فیصلہ کرنے والا، زیادہ باہمت اور زیادہ ذمہ دار انسان نہیں بناتی تو ہمیں اپنی تعلیم کے مقصد پر دوبارہ غور کرنا ہوگا۔ کیونکہ آخرکار ہر طالب علم کو ایک دن امتحانی مرکز سے باہر آنا ہے۔ ایک دن رزلٹ بھی آ جائے گا، ایک دن ملازمت بھی مل سکتی ہے، ایک دن عہدہ بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے بعد؟ زندگی کا اصل سوال وہیں سے شروع ہوتا ہے۔ اور جو استاد اپنے شاگرد کو اس سوال کے لیے تیار کر دے، وہ صرف استاد نہیں رہتا۔ وہ ایک سمت بن جاتا ہے۔

ایس آئی آر پر الیکشن کمیشن میں اختلافات سامنے آگئے

بی جے پی نے گیانیش کمار گپتا کو چیف الیکشن کمشنر بنایا تاکہ الیکشن کمیشن کو اندر سے کھوکھلا کیا جاسکے: پون کھیڑا

گیانیش کمار نے الیکشن کمیشن کو یرغمال بنالیا ہے: ابھیشیک منو سنگھوی ☆ ابھیشیک بنرجی نے چیف الیکشن کمشنر کو ہٹانے اور کورٹ کی نگرانی میں تحقیقات کا مطالبہ کیا

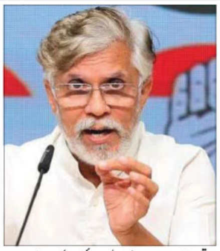

دہلی (ایجنسیاں)۔ ووٹر لسٹ کی خصوصی گہری نظرثانی (ایس آئی آر) کو لے کر الیکشن کمیشن کے اندر مبینہ طور پر سامنے آئے اختلاف نے اب سیاسی رنگ اختیار کرلیا ہے۔ 'دی انڈین ایکسپریس' کی ایک رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ گزشتہ 10 ماہ کے دوران کم از کم 14 مرتبہ ایسے مواقع آئے جب 3 رکنی کمیشن کے 2 الیکشن کمشنرز، سکھبیر سنگھ سندھو اور وویک جوشی نے کمیشن کے بعض فیصلوں اور احکامات پر باضابطہ طور پر اعتراض درج کرایا۔ اس پر کانگریس کے راجیہ سبھا رکن پون کھیڑا کا سخت ردعمل سامنے آیا ہے۔ انہوں نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' پر لکھا کہ ''گیانیش کمار گپتا ایک دیمک کی طرح ہیں، جنہیں بی جے پی پال رہی ہے اور تحفظ دے رہی ہے تاکہ وہ اندر سے ہندوستان کے الیکشن کمیشن کو کھوکھلا کر سکیں۔'' پون کھیڑا اپنی پوسٹ میں مزید لکھتے ہیں کہ ''یہ پہلے ہی معلوم تھا کہ الیکشن کمیشن کے اندر حالات کچھ ٹھیک نہیں ہیں۔ لیکن حالات کتنے بدنظمی کا شکار، غیر فعال اور، سچ کہوں تو، تشویش ناک ہو چکے تھے، اس کا انکشاف 'انڈین ایکسپریس' کی اس شاندار تحقیقاتی رپورٹ سے ہوتا ہے۔'' ساتھ ہی انہوں نے لکھا کہ کہ ''ذرا سوچیے کہ اس کا کیا مطلب ہے، گیانیش کمار گپتا ایک ایسے ادارے پر غیر معمولی کنٹرول رکھتے ہیں، جسے الیکشن کمشنروں کو اجتماعی طور پر چلانا ہوتا ہے۔ اس عمل میں انہوں نے بی جے پی کے کہنے پر اکیلے ہی ہندوستان کے انتخابی عمل کی سالمیت کو تباہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔'' ان کے مطابق گپتا مودی دور کے سب سے زیادہ بکے ہوئے بیوروکریٹ ہیں، جنہوں نے کروڑوں ہندوستانیوں کو ان کے حق رائے دہی سے محروم کیا ہے، اور انہیں قانون کا سامنا کرنا ہی ہوگا۔ سماجوادی پارٹی کے قومی صدر اکھلیش یادو نے 'ایکس' پر لکھا کہ ''یہ ایک انتہائی سنگین خبر ہے کہ گزشتہ 10 ماہ کے دوران 2 الیکشن کمشنروں نے الیکشن کمیشن کے غلط فیصلوں پر 14 مرتبہ اپنی ناراضگی درج کرائی ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ تمام الیکشن کمشنر اپنا کام درست طریقے سے نہیں کر پا رہے ہیں۔ اگر کسی خودمختار ادارے کے ارکان کو منصفانہ کام کرنے کی آزادی نہیں ہے یا ان کی بات نہیں سنی جاتی ہے تو یہ جمہوریت کے لیے انتہائی خطرناک اور نقصان دہ صورتحال ہے۔'' ساتھ ہی انہوں نے لکھا کہ ''کچھ لوگوں کا اقتدار کی کٹھ پتلی بن کر جمہوریت کو دھوکا دینا سنگین آئینی جرم ہے۔ یہ جمہوریت کو مٹانے کی کسی سازش سے کم نہیں ہے۔ سپریم کورٹ ازخود نوٹس لے!''

☆الیکشن کمیشن سے متعلق 'انڈین ایکسپریس' کے انکشاف کے بعد ہنگامہ برپا ہوگیا ہے۔ کانگریس کے سینئر رہنما اور راجیہ سبھا رکن ابھیشیک منو سنگھوی نے چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار پر الیکشن کمیشن کو 'ہائی جیک' کرنے یعنی یرغمال بنانے کا الزام عائد کیا ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے دہلی اور ہریانہ میں ہوئے اسمبلی انتخابات کو منسوخ کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔ سنگھوی نے کہا کہ سی ای سی نے ملک کو گمراہ کیا۔ آج الیکشن کمیشن جیسے آئینی ادارے بھی آزاد نہیں ہیں، الیکشن کمیشن میں فیصلے اکثریت کی بنیاد پر ہوتے ہیں، لیکن سی ای سی نے اپنے ساتھیوں کو گمراہ کیا ہے۔ کانگریس رہنما ابھیشیک منو سنگھوی نے الزام عائد کیا کہ الیکشن کمیشن میں ایک اندرونی 'بلڈوزر' بھی ہے۔ ظاہر ہے، ان کا اشارہ گیانیش کمار کی طرف تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ گیانیش کمار نے صرف ملک کو گمراہ ہی نہیں کیا بلکہ اپنے ساتھیوں کو گمراہ کرتے ہوئے الیکشن کمیشن کو 'ہائی جیک' کرلیا، سپریم کورٹ نے واضح کیا تھا کہ الیکشن کمیشن ایک اکثریتی ادارہ ہے ایسے میں سوال ہے کہ کیا الیکشن کمشنرز 'ڈمی' ہیں اور صرف ایک شخص ہی الیکشن کمیشن چلا رہا ہے۔ سی ای سی نے فارم 6 میں تبدیلی کر کے قواعد کی خلاف ورزی کی ہے۔ ابھشیک منو سنگھوی نے پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ ''1995 میں سپریم کورٹ نے صاف کردیا تھا کہ الیکشن کمیشن ایک اکثریت والا ادارہ ہے۔ بہت وقت پہلے ایک قانونی سوال اٹھا تھا کہ کیا الیکشن کمیشن میں چیف الیکشن کمشنر سب سے بالاتر ہے اور الیکشن کمشنرز برابر کا حق نہیں رکھتے؟ اس کا واضح جواب دیا گیا تھا کہ سبھی الیکشن کمشنرز برابر ہیں۔ چیف الیکشن کمشنر (سی ای سی)، الیکشن کمشنرز کے اوپر نہیں ہیں، بلکہ برابر والوں میں اول ہیں۔'' اس تشریح کے بعد انھوں نے میڈیا کے سامنے کہا کہ ''ایسے میں آج کے انکشاف سے واضح ہوتا ہے کہ چیف الیکشن کمشنر نے صرف ملک کے آئینی اقدار پر حملہ نہیں کیا، انھوں نے الیکشن کمیشن کو یرغمال بنا کر اپنے ساتھیوں کو بھی گمراہ کیا ہے۔'' ابھیشیک منو سنگھوی کے مطابق سپریم کورٹ نے تقریباً 30 سال قبل کہا تھا کہ الیکشن کمیشن کے تمام الیکشن کمشنرز کو فیصلے کرنے کے عمل میں اپنی رائے دینے کا حق ہونا چاہیے۔ عدالت نے کہا تھا کہ ''اگر چیف الیکشن کمشنر کو اس لحاظ سے برتر سمجھا جائے کہ ان کا فیصلہ حتمی ہوگا تو وہ دیگر الیکشن کمشنرز کو غیر مؤثر یا محض نمائشی بنا دیں گے۔'' ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ ''سی ای سی گیانیش کمار جن لوگوں کو 'ڈمی' سمجھتے ہیں، انہوں نے 10 ماہ میں 14 مرتبہ تحریری طور پر اپنا اعتراض اور اختلاف درج کرایا ہے۔ اگست 2026 میں الیکشن کمشنر سکھبیر سنگھ سندھو نے فارم 6 میں کی گئی تبدیلی کو 'غیر مجاز اور غیر قانونی' قرار دیا تھا۔ اس تبدیلی کی مخالفت الیکشن کمشنر وویک جوشی نے بھی کی تھی۔'' راجیہ سبھا رکن منو سنگھوی نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ''اس سے قبل مئی 2026 میں دونوں الیکشن کمشنرز نے اعتراض درج کرایا تھا کہ ہمارے ای آر اوز کو الیکشن کمیشن کے پورٹل تک رسائی حاصل نہیں ہے۔ پھر اگست 2026 میں سکھبیر سنگھ سندھو نے لکھا کہ مغربی بنگال کے ٹریبونل کے سامنے الیکشن کمیشن کی جانب سے اپیل کرنے کی اجازت کس نے دی؟'' ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ ''سوال یہ ہے کہ یہ کیسا ہائی جیک ہے، یہ کیسی تاناشاہی ہے، کیا باقی الیکشن کمشنرز ڈمی ہیں؟''

☆ ترنمول کانگریس کے قومی جنرل سکریٹری ابھیشیک بنرجی نے بدھ کے روز چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کو عہدے سے فوری طور پر ہٹانے اور الیکشن کمیشن کے طرزِ عمل کی عدالت کی نگرانی میں تحقیقات کرانے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ ایک خاص سیاسی جماعت کو فائدہ پہنچانے کے لیے لاکھوں ووٹروں کے حقوق چھینے جا رہے ہیں۔ مسٹر بنرجی نے اپنے واٹس ایپ چینل پر ایک پوسٹ میں کہا، ''چیف الیکشن کمشنر کو فوری طور پر ہٹایا جانا چاہیے اور عدالت کی نگرانی میں تحقیقات کے احکامات دیے جانے چاہئیں۔'' انہوں نے الزام لگایا کہ کسی ایک سیاسی جماعت کو فائدہ پہنچانے کے لیے لاکھوں ووٹروں کے نام کاٹنا ہماری جمہوریت کی بنیاد پر حملہ ہے اور اس کے لیے ذمہ دار لوگوں کی جوابدہی طے ہونی چاہیے۔ انہوں نے کہا، ''سپریم کورٹ اپنی آنکھیں بند نہیں کر سکتی۔ کیا ہندوستان کے چیف جسٹس کی قیادت والی بینچ اس پر کارروائی کرے گی؟'' مسٹر بنرجی کا یہ تبصرہ ان میڈیا رپورٹوں کے بعد آیا ہے، جن میں انکشاف ہوا ہے کہ الیکشن کمشنروں سکھبیر سنگھ سندھو اور ڈاکٹر وویک جوشی نے ووٹر فہرست کی نظرثانی سے جڑے فیصلوں پر گزشتہ 10 مہینوں میں کم از کم 14 بار باضابطہ طور پر اعتراضات درج کرائے تھے۔ ان کمشنروں نے مبینہ طور پر کہا کہ کئی فیصلے ان کی معلومات کے بغیر کیے گئے تھے۔ کمیشن کے اندر اندرونی اختلافات کی رپورٹوں نے ووٹر فہرست کی خصوصی تفصیلی نظرثانی (ایس آئی آر) کے تعلق سے اپوزیشن کے حملوں کو اور تیز کر دیا ہے۔ اپوزیشن جماعتوں کا الزام ہے کہ اس عمل سے اہل ووٹروں کے نام ہٹائے جا رہے ہیں۔ تاہم، الیکشن کمیشن کے ذرائع نے دعویٰ کیا ہے کہ ایس آئی آر سے جڑے تمام فیصلے اتفاق رائے سے کیے گئے تھے۔ یہ تنازع اب سپریم کورٹ بھی پہنچ چکا ہے، جہاں ایس آئی آر کے عمل سے جڑی عرضیوں پر سماعت ہو رہی ہے۔ منگل کے روز عدالت نے ''منطقی عدم مطابقت'' کی بنیاد پر دہلی میں ووٹروں کو جاری کیے گئے نوٹسوں پر الیکشن کمیشن سے سوال پوچھے تھے اور پوچھا تھا کہ کیا یہ نوٹس بغیر سوچے سمجھے میکانکی انداز میں جاری کیے جا رہے ہیں۔ مغربی بنگال میں ایس آئی آر کے عمل کے تعلق سے الگ سے قانونی اور سیاسی رسہ کشی چل رہی ہے۔ الیکشن کمیشن نے سپریم کورٹ کو بتایا ہے کہ اس عمل کے دوران ریاست کی ووٹر فہرست سے 16.27 لاکھ ووٹروں کے نام ہٹائے گئے تھے، جن میں سے 22 لاکھ سے زائد لوگوں نے بعد میں نام دوبارہ شامل کرنے کے لیے اپیل دائر کی ہے۔ کمیشن نے غیر حاضر، منتقل شدہ، متوفی اور ڈپلیکیٹ اندراجات کے زمروں کا حوالہ دیتے ہوئے ان ناموں کو ہٹانے کا دفاع کیا ہے۔ مسٹر بنرجی نے مغربی بنگال اسمبلی انتخابات کے بعد اپوزیشن جماعتوں کی جانب سے ظاہر کی گئی تشویشات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انڈیا اتحاد کے اراکین نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور دیگر ججوں کو خط لکھا تھا، لیکن ان تشویشات کی نہ تو تحقیقات کی گئی اور نہ ہی انہیں مناسب سنجیدگی سے لیا گیا۔

عمر عبداللہ کا انتخابی فہرستوں کی اصلاح پر زور

عوامی اعتماد بحال رکھنے کو اقدامات ناگزیر قرار

سرینگر: جموں و کشمیر کے وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ نے بدھ کے روز ووٹر لسٹوں (انتخابی فہرستوں) کی نظرثانی کے عمل کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت پر یقین برقرار رکھنے کے لیے انتخابات پر عوامی اعتماد کا قائم رہنا ضروری ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ مرکزی حکومت اور الیکشن کمیشن کو ووٹر لسٹوں کی نظرثانی کے عمل سے متعلق خدشات پر توجہ دینی چاہیے اور انہیں حل کرنے کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ انتخابات کا انحصار عوامی شرکت اور اعتماد پر ہوتا ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اگر ووٹرز اس عمل پر شک کرنے لگیں تو اس سے انتخابات میں حصہ لینے کے ان کے رجحان پر اثر پڑ سکتا ہے۔ سرینگر میں نامہ نگاروں سے بات کرتے ہوئے عبداللہ نے کہا، یقیناً اصلاحی اقدامات کی ضرورت ہے۔ اگر لوگ انتخابات پر اعتماد کرنا چھوڑ دیں تو جمہوریت کی بنیاد ہی کمزور پڑ جائے گی۔'' انہوں نے مزید کہا کہ الیکشن کمیشن اور مرکزی حکومت کو انتخابی عمل کے بارے میں اٹھائے جانے والے خدشات پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ عبداللہ انگریزی اخبار ''دی انڈین ایکسپریس'' کی رپورٹ کے حوالے سے پوچھے گئے سوالات کا جواب دے رہے تھے جس میں ایس آئی آر کے معاملے پر تین رکنی الیکشن کمیشن کے اندرونی اختلافات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق، الیکشن کمشنرز سکھبیر سنگھ سندھو اور وویک جوشی نے گزشتہ 10 مہینوں کے دوران کم از کم 14 بار ریکارڈ پر اعتراضات اٹھائے تھے۔ یہ اعتراضات مبینہ طور پر ان فیصلوں اور احکامات کے بارے میں تھے جن کے بارے میں دونوں کمشنرز کا دعویٰ تھا کہ وہ ان کی معلومات کے بغیر کیے یا جاری کیے گئے تھے۔ عبداللہ نے کہا کہ اس رپورٹ نے الیکشن کمیشن کے کام کرنے کے طریقہ کار پر سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ جموں و کشمیر میں الیکشن کمیشن کے کام کاج، خاص طور پر خطے میں کیے گئے حلقہ بندی (ڈی لیمیٹیشن) کے عمل کے حوالے سے پہلے ہی خدشات موجود رہے ہیں۔ عبداللہ نے کہا، ''کچھ عرصے سے الیکشن کمیشن کے کام کرنے کے طریقہ کار پر سوالات اٹھائے جا رہے ہیں۔ جموں و کشمیر کے حوالے سے، حلقہ بندی کا معاملہ اس وقت بھی تشویش کا باعث تھا جب ایس آئی آر کا مسئلہ قومی سطح پر زیر بحث نہیں آیا تھا۔'' حلقہ بندی کے عمل پر اپنی تنقید کا اعادہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان کی پارٹی اسے شفاف یا منصفانہ نہیں سمجھتی۔ انہوں نے کہا، ''ہمارا یہ موقف رہا ہے کہ حلقہ بندی کے عمل میں شفافیت کا فقدان تھا اور اس میں سنگین خامیاں تھیں۔ ہمیں یہ بھی محسوس ہوا کہ اسے ایک مخصوص سیاسی جماعت اور اس کے حلیفوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے ترتیب دیا گیا تھا۔'' عبداللہ نے الیکشن کمشنرز کے درمیان مبینہ اختلافات کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ اس سے کمیشن کے اندرونی کام کاج پر مزید سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ حالیہ واقعات کا حوالہ دیتے ہوئے، انہوں نے ہندی محاورے ''دال میں کچھ کالا ہے'' (یعنی معاملہ مشکوک ہے) کا استعمال کیا، جس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ کچھ گڑبڑ یا مشکوک بات ہو سکتی ہے۔

جمعیۃ علماء ہند کا بنیادی حقوق کے تحفظ پر زور

صدرِ جمہوریہ سے ملاقات، قانونی راستے اپنانے کا فیصلہ

دہلی، 23 ستمبر 2026: جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس آج محمودیہ لائبریری، مرکزی دفتر جمعیۃ علماء ہند، نئی دہلی میں منعقد ہوا جس کی صدارت جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا محمود اسعد مدنی نے کی۔ اجلاس میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مفتی ابوالقاسم نعمانی سمیت ملک کے مختلف حصوں سے مجلس عاملہ کے ارکان نے شرکت کی۔ ارکانِ عاملہ نے ملک کی موجودہ صورتِ حال، دستورِ ہند میں دیے گئے بنیادی حقوق، مذہبی آزادی، شریعت میں مداخلت کی کوششوں، عبادت گاہوں، مساجد اور مدارسِ اسلامیہ کو درپیش مسائل سمیت متعدد اہم امور پر تفصیلی غور و خوض کیا۔ اس سے قبل سابقہ کارروائی کی خواندگی ناظمِ عمومی جمعیۃ علماء ہند مولانا محمد حکیم الدین قاسمی نے کی جس کی صدرِ اجلاس نے توثیق فرمائی۔ مجلس عاملہ نے مختلف ریاستوں میں انتظامیہ کے اقدامات، بالخصوص شہری و مذہبی حقوق سے متعلق پیدا ہونے والی صورتِ حال، ماب لنچنگ، بلڈوزر کارروائیوں اور مساجد و مدارس کے انہدام کے واقعات پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے واضح موقف اختیار کیا اور طے کیا کہ ان معاملات کو اعلیٰ آئینی سطح پر اٹھایا جائے گا اور صدرِ جمہوریہ ہند سے ملاقات کے لیے وقت طلب کیا جائے گا، تاکہ ان کے سامنے متاثرین کے احساسات اور شکایات تفصیل کے ساتھ پیش کی جاسکیں۔ اس کے ساتھ ہی متعلقہ آئینی اور قانونی فورمز سے بھی رجوع کیا جائے گا، تاکہ متاثرین کی آواز، انصاف اور دستورِ ہند کے بنیادی اصولوں کے تحفظ کے لیے مؤثر قانونی اقدامات کیے جاسکیں۔ اجلاس کے بعد میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے جمعیۃ علماء ہند کے صدر مولانا محمود اسعد مدنی نے مجلس عاملہ کے فیصلوں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ سرکار کی جانب سے یک طرفہ کارروائیوں اور متعدد معاملات میں انتظامیہ کے جانبدارانہ رویے کے باعث متاثرین کے لیے عدالتی ذرائع سے مؤثر قانونی چارہ جوئی کے مواقع بھی محدود ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر کسی ایک کمیونٹی کے خلاف یک طرفہ کارروائیاں ہوں اور انہیں انتظامی سطح پر سرپرستی حاصل ہو تو یہ صورتِ حال انتہائی تشویش ناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ مسئلہ کسی ایک مقام یا کسی ایک ریاست تک محدود نہیں ہے، بلکہ ملک کے مختلف حصوں سے اس نوعیت کے واقعات سامنے آرہے ہیں۔ جمعیۃ علماء ہند نے اس بگڑتی ہوئی صورتِ حال پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے اور فیصلہ کیا ہے کہ تمام دستیاب آئینی اور قانونی ذرائع سے رجوع کیا جائے گا۔ مولانا محمود مدنی نے کہا کہ ہم ملک کے مسلمانوں اور عوام کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ مایوس ہونے، خوف زدہ ہونے یا ہمت ہارنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمیں عزم، حوصلے اور آئینی طریقے سے اپنے حقوق کے لیے جدوجہد جاری رکھنی ہے۔ انہوں نے کہا، ''یہ ملک ہمارا ہے اور ہم اس ملک کے برابر کے شہری ہیں۔ اپنے آئینی اور قانونی حقوق کا تحفظ کرنا ہمارا بنیادی حق ہے۔

قومی اردو کونسل اور مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا امتزاج فطری ہے: سید عین الحسن

اردو کے مزاج میں ہندوستان کی روح شامل ہے: ڈاکٹر محمد شمس اقبال ☆ اردو کی کہاوتیں اور تلمیحات ہندوستانی تہذیب کی بہترین نمائندگی کرتی ہیں: محمد نسیم الدین فریس

قومی اردو کونسل اور مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد کے باہمی اشتراک سے ''اردو اور دیگر ہندوستانی زبانیں: لسانی، ادبی و ثقافتی روابط'' کے موضوع پر دوروزہ قومی سمینار کا انعقاد

حیدرآباد/نئی دہلی: سی پی ڈی یو ایم ٹی آڈیٹوریم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد میں قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، بہ اشتراک مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد، دوروزہ قومی سمینار بعنوان ''اردو اور دیگر ہندوستانی زبانیں: لسانی، ادبی و ثقافتی روابط'' کا انعقاد کیا گیا، جس کے پہلے دن افتتاحی اجلاس کے علاوہ تین تکنیکی اجلاس منعقد ہوئے۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت پروفیسر سید عین الحسن (وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد) نے کی۔ اس اجلاس کے دیگر شرکا میں پروفیسر ایس کے اشتیاق احمد (رجسٹرار، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد)، ڈاکٹر محمد شمس اقبال (ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی)، پروفیسر گلفشاں حبیب (ڈین، اسکول آف لینگویجز، لنگوسٹکس اینڈ انڈولوجی، مانو، حیدرآباد)، پروفیسر محمد نسیم الدین فریس (سابق ڈین، اسکول آف لینگویجز، لنگوسٹکس اینڈ انڈولوجی، مانو، حیدرآباد) اور ڈاکٹر شمع کوثر یزدانی، اسسٹنٹ ڈائرکٹر (اکیڈمک)، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، شامل رہے۔ صدارتی کلمات پیش کرتے ہوئے پروفیسر سید عین الحسن نے کہا کہ قومی اردو کونسل اور مانو کا امتزاج فطری امتزاج ہے، جس کی کوششوں میں زبان کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ زبان اگر اپنی شناخت باقی رکھتی ہے تو یہ زندگی کے کسی بھی میدان میں ماند نہیں پڑتی۔ زبان اپنا راستہ خود بناتی ہے، جس کا خوب صورت سلسلہ شاعری سے شروع ہوتا ہے۔ زبان بولے جانے کے ساتھ ساتھ خاموشی کے ساتھ بھی اپنا گہرا اثر چھوڑتی ہے۔ انھوں نے اردو زبان سے پیدا ہونے والی کیفیات پر بھی روشنی ڈالی اور کہا کہ اردو میں یہ کیفیات دوسری زبانوں سے اختلاط اور میل جول سے ہی پیدا ہوئی ہیں۔ مہمانِ اعزازی پروفیسر اشتیاق احمد نے سمینار کے موضوع کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہ بہت ہی وسیع اور متنوع موضوع ہے، جس پر کافی علمی اور بامعنی گفتگو ہو سکتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ماہرین اپنے مقالات میں اس پر بہتر انداز میں روشنی ڈالیں گے۔ افتتاحی کلمات میں ڈاکٹر محمد شمس اقبال نے سمینار کے موضوع کی معنویت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا یہ سمینار ایسی جگہ، یعنی مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں منعقد ہو رہا ہے، جو اردو کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ قومی اردو کونسل نے زبان کے حوالے سے جو سمینار منعقد کیے یا کر رہی ہے، ان میں کونسل کی یہ کوشش رہی ہے کہ زبان کے ذریعے ہندوستان کی تکثیریت پر بھرپور گفتگو ہو اور زبان کی خوب صورتی کے ساتھ اس کی مختلف خوبیوں کو بھی واضح کیا جاسکے۔ قومی اردو کونسل نے اسی مقصد کے پیش نظر گزشتہ ڈھائی برسوں میں دو عالمی کانفرنسوں کے ساتھ ملک کے الگ الگ خطوں میں اردو اور دیگر ہندوستانی زبانوں کے تہذیبی، ثقافتی اور لسانی پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے سمینارز اور پینل ڈسکشن منعقد کیے ہیں۔ یہ سمینار بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ انھوں نے کہا کہ اردو کے مزاج میں ہندوستانیت شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے دوسری زبانوں سے جوڑ کر دیکھنے سے ہندوستانی کے تکثیری سماج کی حقیقی تصویر سامنے آتی ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ مانو اور قومی کونسل مل کر مستقبل کے ہندوستان کی تعمیر میں اس زبان کے ذریعے اہم کردار ادا کرسکتی ہیں اور 'وکست بھارت 2047' کے وژن کو عملی طور پر مضبوطی عطا کرنے میں اس کا رول کلیدی ہو سکتا ہے۔ استقبالیہ کلمات ادا کرتے ہوئے پروفیسر گلفشاں حبیب نے تمام مہمانوں کا استقبال کیا اور اس دوروزہ سمینار کے مقاصد پر بھی روشنی ڈالی۔ کلیدی خطبے میں پروفیسر محمد نسیم الدین فریس نے اردو کی لسانی، ادبی اور تہذیبی روایت پر روشنی ڈالتے ہوئے تینوں کے تاریخی تناظر اور عملی جہت کو واضح کیا اور کہا کہ زبانوں کے باہمی اختلاط سے اخذ و قبول کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، جس کے گہرے اثرات ایک دوسرے پر مرتب ہوتے ہیں۔ سنسکرت اور تدبھو کے بغیر اردو کے جملے لکھنا محال ہے، اس لیے کہ اس کا بنیادی ڈھانچہ ہند آریائی ہے۔ اردو نے مختلف علاقوں کی بولیوں سے بھی کافی استفادہ کیا ہے۔ اس حوالے سے یہ بہت ہی سیال زبان رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی بہت سی کہاوتیں، محاورے اور تلمیحات ایسی ہیں جو ہندوستانی تہذیب کی بہترین نمائندگی کرتی ہیں۔ انھوں نے اردو کی مختلف شعری اصناف سے اس کی بہت سی مثالیں بھی پیش کیں۔ ساتھ ہی اس ضمن میں ترجمے کی اہمیت اور اس کے کردار پر بھی گفتگو کی۔

دہلی کے تگڑی سے گیارہ بچہ مزدوروں کو بچایا گیا

سب سے چھوٹا 6 سال کا، چپس اور بسکٹ دے کر کام کرا رہے تھے

نئی دہلی، 23 ستمبر (یو این آئی) دہلی کے تگڑی علاقے سے ریسکیو آپریشن کے ذریعے گیارہ بچہ مزدوروں کو بچایا گیا۔ وہ جنوبی دہلی ضلع کے تگڑی میں موٹر سائیکلوں کی مرمت کی دکانوں، بیکریوں، ہوٹلوں، ڈھابوں اور جوتوں کی دکانوں پر کام کر رہے تھے۔ ان کی عمریں چھ سے سترہ سال کے درمیان ہیں۔ ان بچوں کو بہار، اتر پردیش اور مہاراشٹر سے چائلڈ لیبر کے لیے دہلی لے جایا گیا تھا۔ ریسکیو کے وقت دونوں بچے انتہائی گندے اور پھٹے پرانے کپڑوں میں پائے گئے۔ ایسوسی ایشن فار والنٹری ایکشن کے ایگزیکٹیو ڈائریکٹر دھننجے ٹنگل نے دہلی حکومت کی تعریف کرتے ہوئے کہا، ''یہ کارروائی راجدھانی میں چائلڈ لیبر کے خلاف انتظامیہ کی سرگرمی اور سول سوسائٹی کی تنظیموں کے عزم کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ واضح پیغام دیتا ہے کہ بچوں کے استحصال کو مزید برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اس معاملے میں ملوث افراد کے خلاف سخت کارروائی کی جانی چاہیے تاکہ مستقبل میں بچوں کو استحصال کرنے کی کوئی کوشش نہ ہو۔'' ریسکیو آپریشن کے دوران جن 10 اداروں سے بچوں کو بچایا گیا تھا انہیں سیل کر دیا گیا ہے۔ ان کے مالکان کی گرفتاری کا عمل جاری ہے۔ ایس ڈی ایم دیولی نے چائلڈ لیبر ایکٹ، جے جے ایکٹ، بانڈڈ لیبر ایکٹ اور چائلڈ ٹریفکنگ ایکٹ کے تحت کارروائی کا حکم دیا ہے۔ طبی معائنے کے بعد تمام بچوں کو جووینائل ہوم بھیج دیا گیا ہے۔ ریسکیو آپریشن ایسوسی ایشن فار والنٹری ایکشن سے موصول ہونے والی معلومات کی بنیاد پر کیا گیا۔ آپریشن کے لیے تشکیل کردہ ٹیم میں تحصیلدار دیولی، محکمہ محنت، دہلی پولیس، ایسوسی ایشن فار والنٹری ایکشن کے اراکین اور بال وکاس دھارا شامل تھے۔ ایسوسی ایشن فار رضا کارانہ کارروائی اور بال وکاس دھارا جسٹ رائٹس فار چلڈرن (جے آر سی) کی شراکت دار تنظیمیں ہیں۔ جے آر سی بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کام کرنے والی سول سوسائٹی تنظیموں کا ملک کا سب سے بڑا نیٹ ورک ہے، جو ملک بھر کے 782 اضلاع میں زمین پر کام کر رہا ہے۔ بچائے گئے مزدوروں میں سب سے چھوٹے بچے کی عمر صرف چھ سال تھی۔ دوسرا سب سے چھوٹا 10 سال کا تھا۔ دونوں جوتوں کی دکان پر کام کرتے تھے۔ دکان کے مالک انہیں صرف چپس اور بسکٹ دیتا تھا۔ ان میں سے پانچ بچوں کو کوئی اجرت نہیں ملی۔ جن کو اجرت ملتی تھی وہ بہت کم تھے۔ دکان کے مالکان کا کہنا تھا کہ وہ ان بچوں کو وہ کام سکھا رہے ہیں جو وہ کر رہے تھے۔ دو بچے انتہائی ناقص اور خطرناک حالات میں کام کرتے ہوئے پائے گئے۔ ایک 16 سالہ نوجوان ایک ڈھابے پر تندوری روٹی بنا رہا تھا، جو اس کی عمر کے لیے خطرناک سمجھی جاتی تھی۔ ایک 17 سالہ نوجوان موٹر سائیکل کی مرمت کی دکان پر کام کر رہا تھا۔

آیوشمان کارڈ بحران کے وقت متاثرہ اور اہل خانہ کے لیے سب سے بڑا سہارا بن سکتا ہے: انّ پورنا دیوی

نئی دہلی، 23 ستمبر (یو این آئی) خواتین و اطفال کی ترقی کی مرکزی وزیر انّ پورنا دیوی نے کہا ہے کہ پانچ لاکھ روپے تک مفت علاج کرانے میں معاون آیوشمان کارڈ کی اہمیت کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے، جو بیماری کے بحران کے وقت متاثرہ شخص اور اس کے خاندان کے لیے بڑا سہارا بن سکتا ہے۔ محترمہ انّ پورنا دیوی نے بدھ کے روز آیوشمان بھارت ڈے ※ کے موقع پر سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس ※ پر ایک پوسٹ شیئر کرتے ہوئے کہا کہ آیوشمان کارڈ کے تعلق سے یہ سوچنے کے بجائے کہ اس سے کیا ہی ہو جائے گا ※، اس کی اہمیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کارڈ بیماری میں بڑے بحران کے وقت شخص اور اس کے خاندان کے لیے سب سے بڑا سہارا بن سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آیوشمان بھارت کے تحت اہل خاندانوں کو صحت کے تحفظ کی مضبوط ڈھال فراہم کی جاتی ہے اور فی خاندان فی سال پانچ لاکھ تک کے مفت علاج کی سہولت دستیاب ہے۔ انہوں نے بتایا کہ فہرست میں شامل سرکاری اور نجی ہسپتالوں میں کیش لیس ※ علاج کی سہولت بھی دستیاب ہے۔ مرکزی وزیر برائے خواتین و اطفال کی ترقی نے اس موقع پر تمام لوگوں سے یہ عزم کرنے کی اپیل کی کہ کوئی بھی اہل خاندان اس سہولت سے محروم نہ رہے اور خود بیدار بننے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی بیدار کریں۔

وندے ماترم معاملے پر سپریم کورٹ کے موقف کا خیر مقدم

مذہبی عقیدے کے خلاف کارروائی نہ کرنے کی حمایت

نئی دہلی، 23 ستمبر (یو این آئی) سپریم کورٹ کی جانب سے 'وندے ماترم' سے متعلق سماعت کے دوران مذہبی عقیدے یا ضمیر کی بنیاد پر مذکورہ گیت نہ پڑھنے والے شخص کے خلاف تعزیری کارروائی نہ کیے جانے سے متعلق موقف کا حکیم اجمل خان فورم فار پیس اینڈ کمیونل ہارمنی کے قومی صدر جناب تیج لال بھارتی اور جنرل سکریٹری ڈاکٹر سیّد احمد خاں نے مشترکہ طور پر خیر مقدم کیا۔ حکیم اجمل خان فورم فار پیس اینڈ کمیونل ہارمنی کے قومی صدر تیج لال بھارتی نے سپریم کورٹ کے موقف کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ پارلیمنٹ میں ایسا کوئی قانون نہیں بننا چاہیے جو آئین کے منافی ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی آئین نے ہر شہری، ہر ذات و برادری اور ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے شخص کو عزت و احترام اور مساوی حقوق عطا کیے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جمہوریت کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ پارلیمنٹ یا اسمبلی میں اکثریت کی بنیاد پر کوئی قانون بنا کر اسے عوام پر مسلط کر دیا جائے، بلکہ جمہوری نظام میں آئین کی بالادستی، بنیادی حقوق اور شہری آزادیوں کا تحفظ بھی انتہائی اہم ہے۔ تیج لال بھارتی نے کہا کہ سپریم کورٹ کی جانب سے آئینی حقوق کی طرف توجہ دلانا جمہوری نظام کے لیے اہم ہے۔ ان کے مطابق عدالت کی یہ کارروائی شہریوں کے آئینی حقوق اور ملک کے جمہوری اداروں پر اعتماد کو مضبوط کرنے میں معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ ہندوستان کا آئین ملک کے ہر شہری کو مساوات، مذہبی آزادی اور عزت کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق دیتا ہے۔ اس لیے کسی شہری کے مذہبی عقیدے یا ضمیر کے خلاف کسی قسم کی زبردستی جمہوری اقدار کے مطابق نہیں ہونی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ کی جانب سے شہری آزادی اور آئینی حقوق کے حوالے سے سامنے آنے والا موقف ایسے وقت میں اہم ہے جب ملک میں آئین کی بالادستی اور جمہوری اقدار کے تحفظ پر بحث جاری ہے۔ حکیم اجمل خان فورم فار پیس اینڈ کمیونل ہارمنی کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر سید احمد خاں نے بھی سپریم کورٹ کے موقف کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی شخص مذہبی بنیاد پر 'وندے ماترم' نہیں پڑھتا تو اس سے زبردستی نہیں کی جانی چاہیے اور نہ ہی محض اس بنیاد پر اس کے خلاف تعزیری کارروائی کی جانی چاہیے۔ ڈاکٹر سید احمد خاں نے مزید کہا کہ جمہوری ملک میں شہری کی مذہبی آزادی اور اس کے ضمیر کی آزادی کا احترام لازمی ہے۔ انہوں نے سپریم کورٹ کی جانب سے اس آئینی پہلو کو اہمیت دیے جانے کو قابلِ تحسین قرار دیا۔ ملک میں آئین سب سے بالاتر ہے اور ہر شہری کے بنیادی حقوق کا تحفظ جمہوری نظام کا بنیادی لازمی جزو ہے۔ کسی بھی شہری کو اس کے مذہبی عقیدے یا ضمیر کے خلاف کسی عمل پر مجبور کرنا قطعی مناسب نہیں ہے۔

اعظم گڑھ: بیوی، بیٹے اور دو پجاریوں کے قتل کا ملزم انکاؤنٹر میں ڈھیر

دو بچیاں بحفاظت بازیاب

اعظم گڑھ:23 ستمبر(پی این ایس) یوپی کے اعظم گڑھ میں منگل کی شام شروع ہونے والا خونی کھیل پانچ لوگوں کی موت کے بعد ختم ہوا۔ ضلع کے اہورلا تھانہ حلقے کے شمبھوپور گاؤں میں ایک سنکی شوہر اروند نے اپنی بیوی اور گھر پر پوجا کرانے آئے دو پجاریوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ تین لوگوں کا قتل کرنے کے بعد ملزم نے اپنے تین بچوں کو یرغمال بناتے ہوئے خود کو کمرے میں بند کر لیا۔ جب پولیس نے اسے باہر نکالنے کی کوشش کی تو اس نے اپنے ہی ایک بچے کو گولی مار دی۔ جس کے بعد پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے ملزم کو مقابلے میں ڈھیر کر دیا۔ سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس اعظم گڑھ ڈاکٹر انل کمار کے مطابق، ملزم کمرے کے اندر بچوں کے ساتھ موجود تھا۔ پولیس نے اسے باہر نکلنے کے لیے کافی کوشش کی، لیکن ملزم نے پولیس کی وارننگ کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے ہی ایک بچے کو گولی مار دی۔ بچوں کی حفاظت کے پیش نظر پولیس نے جوابی فائرنگ کی، جس میں ملزم اروند زخمی ہو گیا۔ پولیس نے ملزم اروند اور گولی لگنے سے زخمی بچے کو فوری علاج کے لیے ہسپتال بھیجا، جہاں علاج کے دوران ملزم اروند اور اس کے زخمی بچے کی موت ہو گئی۔ باقی دونوں بچوں کو بحفاظت بچا لیا گیا ہے۔ جائے وقوع سے ثبوت اکٹھے کیے جا رہے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ واردات کی شروعات منگل کی شام پوجا کے دوران اس وقت ہوئی، جب بازار سے گھر پہنچے اروند سنگھ نے پجاریوں سے آدھار کارڈ مانگنا شروع کیا۔ اسی بات کو لے کر ہونے والے تنازع کے بعد اس نے پستول سے فائرنگ کر دی۔ اس واقعے میں بیوی بیتا سنگھ، پنڈت مہیندر پاٹھک اور پنڈت اکھلیش مشرا کی گولی لگنے سے موقعے پر ہی موت ہو گئی۔ واردات کی اطلاع ملتے ہی پولیس حکام موقعے پر پہنچے تب تک ملزم نے اپنے تین بچوں سمیت خود کو ایک کمرے میں بند کر لیا۔ اروند سنگھ کی بیوی اور ماں پیر کے روز سے ہی پنڈتوں سے پوجا پاٹ کرا رہی تھیں۔ اروند نے پیر کو ہی پنڈتوں کو اگلے دن نہ آنے کی وارننگ دی تھی۔ لیکن، اس کی باتوں کو ان دیکھا کر کے پنڈت منگل کو پوجا کرنے گھر پہنچ گئے۔ منگل کی شام پوجا چل رہی تھی۔ واردات کے وقت گھر میں پٹھکولی گاؤں کے رہائشی پنڈت مہیندر پاٹھک (42)، چھیتونا بھٹولی گاؤں کے رہائشی پنڈت اکھلیش مشرا (55) اور ان کے بیٹے پنڈت ہمانشو مشرا اور ایک دیگر پنڈت، بیوی بیتا سنگھ (40)، ماں سملا دیوی (70)، بیٹی پری (5)، بیٹا لکھا (6) اور سات ماہ کی بیٹی موجود تھے۔ پنڈت ہمانشو مشرا نے بتایا کہ شام تقریباً چھ بجے اروند بازار سے گھر پہنچا۔ گھر میں پوجا ہوتی دیکھ کر اس نے پنڈتوں سے سوال جواب شروع کر دیا۔ اس نے ان سے آدھار کارڈ مانگا۔ آدھار کارڈ مانگنے پر اروند اور پنڈتوں کے درمیان بحث ہونے لگی۔ بیوی بیتا سے بھی اروند کی کافی بحث ہوئی۔ اسی دوران اروند نے گھر میں رکھی پستول نکال لی اور فائرنگ کر دی۔ گولی لگنے سے بیوی بیتا، پنڈت مہیندر پاٹھک اور پنڈت اکھلیش مشرا کی موقعے پر ہی موت ہو گئی۔ جب کہ پوجا میں شامل دیگر پنڈت کسی طرح وہاں سے بھاگ نکلے۔ واقعے کی اطلاع ملتے ہی ایس پی ڈاکٹر انل کمار، ایس پی (دیہات) چراغ جین اور تین تھانوں کی پولیس فورس موقعے پر پہنچ گئی۔ واقعے کے بعد ملزم اروند نے خود کو تین بچوں کے ساتھ گھر میں ہی بند کر لیا۔ پولیس نے گھر کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ حکام نے موقعے پر پہنچ کر بچوں کو محفوظ طریقے سے گھر سے باہر نکالنے کی کوشش کی۔ ایس پی رورل چراغ جین نے بتایا کہ قاتل اروند سنگھ کو پنڈتوں کے پوجا پاٹ کرنے پر اعتراض تھا۔ بیوی سے جھگڑا ہوا اور غصے میں آ کر ملزم اروند سنگھ نے اپنی لائسنس یافتہ بندوق سے بیوی اور دو پنڈتوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ پھر خود کو اپنے بچوں کے ساتھ لے کر ایک کمرے میں بند کر لیا۔ موقعے پر ایس پی، فارنسک ٹیم، ڈی آئی جی اور میں خود موجود ہوں۔ لاشوں کو قبضے میں لے کر پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا گیا ہے۔ دراصل اس واقعے کی بنیاد سال 2019 میں ہی پڑ چکی تھی۔ اروند کا سگا بھائی سنیل سنگھ ممبئی میں بالا صاحب ٹھاکرے کا پی آر او تھا۔ اروند کے چچیرے بھائیوں منیش اور اونیش نے سنیل کا قتل کر دیا تھا۔ منیش اور اونیش تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل ہی جیل سے چھوٹے تھے۔ سنیل سنگھ کی بیوی کے بھائی سورج سنگھ نے بتایا کہ بیتا کا منیش کے ساتھ معاشقہ چل رہا تھا۔ اس بات کا علم ہونے پر سنیل سنگھ نے منیش پر چوری اور چھیڑ چھاڑ سمیت کئی ایف آئی آر درج کرائی تھیں۔ کورٹ سے منیش اور اونیش کو 20 سال کی سزا ہو گئی تھی۔ سال 2019 میں منیش اور اونیش ضمانت پر باہر آ گئے۔ اس کے بعد انہوں نے سنیل سنگھ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ قتل کے الزام میں منیش اور اونیش جیل چلے گئے۔ دونوں بھائی تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل ہی رہا ہوئے تھے۔ اس وجہ سے اروند کے خاندان کے لوگ کافی پریشان رہتے تھے۔ اروند سنگھ کی بیوی بیتا اور اس کی ماں نے پنڈتوں سے بات کی تھی۔ پنڈتوں نے بتایا تھا کہ سنیل سنگھ کی روح انہیں پریشان کر رہی ہے۔ اس پر اروند کی ماں اور بیتا نے پنڈتوں کو پوجا پاٹ کرنے کے لیے بلایا تھا۔ پیر سے پوجا چل رہی تھی۔ اروند نے پنڈتوں کو اگلے دن نہ آنے کی وارننگ دی تھی۔ منگل کی شام جب وہ بازار سے گھر پہنچا تو پوجا پاٹ ہوتی دیکھ کر وہ غصے سے لال پیلا ہو گیا۔ اس نے پنڈتوں سے بحث کرنی شروع کر دی اور ان کا آدھار کارڈ مانگا۔ بیوی بیتا نے اس کی مخالفت کی، جس پر اروند نے کہا کہ "تیرے چکر میں میرے بھائی کا قتل ہو گیا اور تو ڈراما کر رہی ہے۔" اس کے بعد اس نے پستول نکالی اور گولی ماردی۔

عمران مسعود بمقابلہ اقرا حسن: 2027 انتخابات سے پہلے مغربی یوپی میں مسلم سیاست کے دو بڑے چہروں کی لفظی جنگ تیز

سہارنپور: 23 ستمبر(پی این ایس) اتر پردیش میں 2027 کے اسمبلی انتخابات سے پہلے سماج وادی پارٹی اور کانگریس کے درمیان اتحاد کو لے کر جاری سیاسی کشمکش ایک نئے مرحلے میں داخل ہو گئی ہے۔ سیٹوں کی تقسیم کو لے کر دونوں جماعتوں کے درمیان اختلافات کے درمیان مغربی اتر پردیش کے دو نمایاں مسلم سیاسی چہرے عمران مسعود اور اقرا حسن بھی ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ گئے ہیں۔ یہ معاملہ سہارنپور سے کانگریس کے رکن پارلیمنٹ عمران مسعود اور کیرانہ سے ایس پی کی رکن پارلیمنٹ اقرا حسن کے درمیان سیاسی بیان بازی کی شکل اختیار کرتا دکھائی دے رہا ہے۔

سہارنپور سے کانگریس کے رکن پارلیمنٹ عمران مسعود مسلسل سماج وادی پارٹی پر تنقید کر رہے ہیں۔ وہ اکھلیش یادو کی مسلم سیاست پر بھی سوال اٹھاتے رہے ہیں۔ عمران مسعود کا کہنا ہے کہ اتحاد کے حوالے سے جو بھی فیصلہ ہونا ہے، اسے جلد حتمی شکل دی جانی چاہیے۔ ان کے مطابق تاخیر سے نقصان ہو سکتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ کانگریس کے بغیر بی جے پی کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ عمران مسعود نے یہ مؤقف بھی ظاہر کیا کہ اگر اکھلیش یادو اتحاد میں بڑا دل نہیں دکھاتے تو کانگریس اکیلے انتخابی میدان میں اترنے سے بھی پیچھے نہیں ہٹے گی۔ انہوں نے اپنے ضلع کی نشستوں پر کسی رعایت سے بھی انکار کیا ہے۔ ان کے اس موقف کو کانگریس کی اس حکمت عملی سے جوڑا جا رہا ہے جس کے تحت پارٹی مغربی اتر پردیش اور مسلم اکثریتی نشستوں پر سیٹوں کی تقسیم میں اپنی پوزیشن مضبوط رکھنا چاہتی ہے۔

عمران مسعود کے بیانات کے جواب میں ایس پی کی رکن پارلیمنٹ اقرا حسن نے کہا کہ اتر پردیش میں اگر کوئی لیڈر بی جے پی کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو وہ اکھلیش یادو ہیں۔ اقرا حسن نے کانگریس کی انتخابی پوزیشن پر بھی تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر کانگریس اپنے دم پر اکیلے انتخابات لڑتی ہے تو وہ کچھ نہیں کر پائے گی۔ ایس پی اور کانگریس کے اتحاد کے حوالے سے اقرا حسن نے کہا کہ اتحاد برقرار رہتا ہے تو بہتر ہے، ورنہ اس کا نقصان کانگریس کو ہوگا، سماج وادی پارٹی کو نہیں۔ ان کے اس بیان کے بعد ریاست میں دونوں جماعتوں کے تعلقات اور سیٹوں کی تقسیم کو لے کر سیاسی بحث مزید تیز ہو گئی ہے۔ عمران مسعود اور اقرا حسن دونوں مغربی اتر پردیش سے تعلق رکھنے والے نمایاں مسلم سیاسی خاندانوں سے آتے ہیں۔ ان کے درمیان جاری بیان بازی کو ایس پی اور کانگریس کے درمیان سیٹوں کی تقسیم اور سیاسی اثر و رسوخ کو لے کر جاری اختلافات کے تناظر میں دیکھا جا رہا ہے۔ مغربی یوپی میں مسلم ووٹروں کے درمیان دونوں جماعتوں کی سیاسی رسائی بھی اس بحث کا ایک اہم پہلو ہے۔ اقرا حسن کو عمران مسعود کے بیانات کا جواب دینے کے لیے سامنے لانے کو ایس پی کی جانب سے اپنی سیاسی پوزیشن واضح کرنے کی کوشش کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ اس پورے معاملے کا ایک اہم پہلو 2027 کے اسمبلی انتخابات کے لیے ایس پی اور کانگریس کے درمیان ممکنہ سیٹ شیئرنگ ہے۔ عمران مسعود چاہتے ہیں کہ سیٹوں کی تقسیم جلد طے ہو تاکہ پارٹی انتخابی تیاریوں کو آگے بڑھا سکے۔ دوسری جانب ایس پی اپنے تنظیمی اور زمینی سیاسی حساب کتاب کے مطابق سیٹوں کی تقسیم پر بات آگے بڑھانا چاہتی ہے۔ اسی وجہ سے دونوں جماعتوں کے درمیان مذاکرات اور بیانات میں سیاسی کشمکش دکھائی دے رہی ہے۔ عمران مسعود اور اقرا حسن کے درمیان حالیہ بیان بازی کو اسی وسیع تر سیاسی اختلاف کا حصہ قرار دیا جا رہا ہے۔ 2027 کے انتخابات کے لیے اتحاد کی حتمی شکل، سیٹوں کی تقسیم اور دونوں جماعتوں کے درمیان سیاسی سمجھوتے سے متعلق مزید فیصلے ابھی سامنے آنا باقی ہیں۔

شعبۂ اردو، چودھری چرن سنگھ یونیورسٹی میں سہ روزہ جشن سرسید کا آغاز 15 اکتوبر سے

16 اکتوبر کو سیمینار و تحریری مقابلہ اور 17 اکتوبر کو وی کمٹ سوسائٹی کے زیر اہتمام مقابلۂ بیت بازی کا انعقاد

میرٹھ 23/ستمبر/2026ء آج یہاں شعبۂ اردو، چودھری چرن سنگھ یونیورسٹی، میرٹھ کے پریم چند سیمینار ہال میں جشن سرسید کے تعلق سے ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت کے فرائض مائناریٹی ایجوکیشنل ایسوسی ایشن، میرٹھ کے جنرل سیکریٹری آفاق احمد خاں نے انجام دیے۔ میٹنگ کا آغاز سعید احمد سہارنپوری نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ ہدیہ نعت فرحت اختر نے پیش کیا۔ نظامت کے فرائض ڈاکٹر شاداب علیم اور شکریے کی رسم ڈاکٹر الکا وششٹھ نے انجام دی۔ میٹنگ کی نظامت کرتے ہوئے ڈاکٹر شاداب علیم نے کہا کہ شعبۂ اردو اور سرسید ایجوکیشنل سوسائٹی کے مشترکہ اہتمام میں ہر سال کی طرح امسال بھی سہ روزہ جشن سرسید کا انعقاد بڑے تزک و احتشام سے کرے گا۔ جس کے تحت مختلف پروگراموں کا انعقاد کیا جائے گا جیسے ریسرچ اسکالر سیمینار، سرسید لیکچر سیریز کے علاوہ سرسید نیشنل ایوارڈ بھی ادبی اور تعلیمی میدان میں نمایاں خدمات انجام دینے والوں کو پیش کیے جائیں گے۔ ساتھ ہی سرسید تحریری و تقریری مقابلے اور بیت بازی کا انعقاد بھی عمل میں آئے گا۔ معروف ادیب و ناقد پروفیسر اسلم جمشید پوری نے کہا کہ شعبۂ اردو بڑے اہتمام سے جشن سرسید کا انعقاد کرنے جا رہا ہے۔ جس میں مقامی اسکالرز کے ساتھ ساتھ دیگر کالجز اور یونیورسٹیز کے اسکالرز بھی حصہ لیں گے۔ سیمینار کے علاوہ میرٹھ، مظفر نگر، بلند شہر اور سہارنپور کے مختلف اسکول و کالجز میں سرسید کوئز اور سرسید لیکچر سیریز کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔ ساتھ ہی شعبۂ اردو، چودھری چرن سنگھ یونیورسٹی میں، سرسید تحریری مقابلہ اور مقابلۂ بیت بازی کا انعقاد بھی کیا جائے گا۔ جشن سرسید 2026ء کا آغاز 15/ اکتوبر بروز جمعرات کو سرسید لیکچر سیریز سے ہوگا۔ ہفت واری ادب نما کا آن لائن پروگرام بھی سرسید کی خدمات پر ہوگا۔ 16/ اکتوبر کو شعبۂ اردو میں ساڑھے دس بجے سے سیمینار اور دوپہر ڈھائی بجے سے سرسید تحریری مقابلہ کا انعقاد عمل میں آئے گا۔ 17/ اکتوبر کو 11/ بجے سے وی کمٹ سوسائٹی، میرٹھ کے زیر اہتمام مقابلۂ بیت بازی اور شام تین بجے سے جشن سرسید کا اختتامی اجلاس منعقد ہوگا۔ میٹنگ میں سرسید ایجوکیشنل سوسائٹی کے صدر ڈاکٹر ہاشم رضا زیدی، وی کمٹ سوسائٹی کے جنرل سیکریٹری اتل سکسینہ ڈاکٹر آصف علی، ڈاکٹر ارشاد سیانوی، فرزانہ بنت عاصم، سیدہ مریم الٰہی، فرحت اختر، محمد شمشاد اور دیگر حضرات موجود رہے۔

ڈاکٹر تبسم کی گرافک ایرا ہل یونیورسٹی کی وائس چانسلر مقرر ہونے پر حسن آرا ٹرسٹ کی جانب سے مبارکباد

امروہہ: تعلیمی دنیا کی ممتاز شخصیت پروفیسر (ڈاکٹر) تبسم نقوی میرٹھ نے دہرادون میں واقع معروف گرافک ایرا ہل یونیورسٹی کے نائب امیر (وائس چانسلر) کا عہدہ سنبھال لیا ہے۔ تعلیم و تحقیق کے شعبے میں ان کی اعلیٰ خدمات اور شاندار کارکردگی کے پیشِ نظر اس تقرری کا خیر مقدم کیا جا رہا ہے۔ اس کامیابی کے موقع پر نواب منزل امروہہ میں حسن آرا ٹرسٹ کے زیرِ اہتمام ایک تہنیتی جلسے کا انعقاد کیا گیا، جس میں ٹرسٹ کی جانب سے ڈاکٹر تبسم کو دلی مبارکباد اور نیک خواہشات پیش کی گئیں۔ واضح رہے کہ ڈاکٹر تبسم، حسن آرا ٹرسٹ کے بانیان میں شامل نواب سید انتقام علی خاں کی بھانجی ہیں اور حسن آرا ٹرسٹ کے سرپرست انجینئر شبیہ حیدر کی اہلیہ ہے۔ اس پروقار تقریب سے خطاب کرتے ہوئے حسن آرا ٹرسٹ کے نمائندے حیدر کمال نقوی نے کہا کہ ڈاکٹر تبسم کا گرافک ایرا ہل یونیورسٹی جیسی اعلیٰ تعلیمی درسگاہ کی وائس چانسلر بننا پوری قوم و ملت کے لیے انتہائی فخر اور مسرت کی بات ہے۔ تعلیم کے میدان میں ان کا سفر ہمیشہ سے لائقِ تقلید رہا ہے اور ہمیں پورا یقین ہے کہ ان کی قیادت میں یہ یونیورسٹی تعلیمی ترقی کی نئی بلندیوں کو چھوئے گی۔ اس موقع پر آشی کمال نے مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ جلد ہی ڈاکٹر تبسم کے اعزاز میں دہلی اور امروہہ میں ایک شاندار استقبالیہ تقریب کا بھی انعقاد کیا جائے گا۔ جس میں نئی نسل کو تعلیم کی اہمیت بتانے پر موصوفہ کا خصوصی خطبہ ہوگا۔ امروہہ میں منعقدہ اس جلسے میں تعلیمی و سماجی حلقوں سے تعلق رکھنے والی متعدد معروف شخصیات نے شرکت کی، جن میں ڈاکٹر محسن ولی نے برائے راست، سلیم امروہوی، نواب مراد علی خان، حیدر فراز اور ڈاکٹر ضیاء البدر، محبوب حسین زیدی، ماہر قانون اسلام عالمی وغیرہ خصوصیت کے ساتھ شامل رہے۔ تمام شرکاء نے ڈاکٹر تبسم کو مبارکباد دیتے ہوئے ان کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ قابل ذکر بات ہے کہ محترمہ نقوی نیشنل بورڈ آف ایکریڈیٹیشن اور آل انڈیا کونسل فار ٹیکنیکل ایجوکیشن کی ڈائریکٹر رہ چکی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی انہیں قومی ارزیابی و توثیق کونسل (نیک)، داخلی معیار کی ضمانت کا خلیہ (آئی کیو اے سی) اور نتائج پر مبنی تعلیمی نظام کا بھی وسیع تجربہ ہے۔ ڈاکٹر تبسم نقوی نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں کئی دہائیوں تک سول انجینئرنگ کی پروفیسر کے طور پر خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی رہنمائی میں متعدد ریسرچ اسکالرز نے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ ڈاکٹر نقوی کے 27 تحقیقی مقالے قومی اور بین الاقوامی ریسرچ جریدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے 31 تحقیقی مقالے قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں پیش کر کے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے۔

شیخ شرف الدین یحییٰ شاہ کا 913واں سالانہ عرسِ مبارک منعقد ہوا

سہارنپور۔ 23 ستمبر (احمد رضا) محلہ یحییٰ شاہ، پکا باغ، سہارنپور میں مرجعِ خلائق حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا 913واں سالانہ عرسِ مبارک نہایت عقیدت و احترام اور مذہبی جوش و خروش کے ساتھ منعقد ہوا۔ عرسِ مبارک کی تقریبات ہر سال 8 اور 9 ربیع الثانی کو منعقد کی جاتی ہیں۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ شاہ رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر بزرگ اور صاحبِ نسبت ولیِ کامل تھے۔ آپ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کا وصال 8 ربیع الاول 535 ہجری میں ہوا۔ آپ کا مزارِ مبارک محلہ یحییٰ شاہ، پکا باغ، سہارنپور میں واقع ہے، جو عرصۂ دراز سے اہلِ عقیدت کے لیے مرجعِ خلائق بنا ہوا ہے۔ عرس کی تقریبات کا آغاز 8 ربیع الثانی 1448ھ، مطابق 21 ستمبر 2026ء بروز پیر بعد نمازِ مغرب ختمِ شریف سے ہوا۔ ختمِ شریف کے بعد زائرین اور حاضرین کے لیے لنگر کا اہتمام کیا گیا۔ عرس کی دوسری اہم تقریب 9 ربیع الثانی 1448ھ، مطابق 22 ستمبر 2026ء بروز منگل صبح 11:30 بجے منعقد ہوئی، جس میں ختمِ شریف کا اہتمام کیا گیا۔ ختمِ شریف کے بعد درگاہ شریف کے زائرین اور حاضرین کے لیے لنگرِ عام کا انتظام کیا گیا۔ درگاہ شریف کے خادم جناب قربان صاحب نے خصوصی دعا کروائی، جس میں ملک و ملت کی سلامتی، امن و امان، خوشحالی اور تمام حاضرین و عقیدت مندوں کی جائز حاجات کے لیے دعا کی گئی۔ عرسِ مبارک کی تقریبات میں قاری سید اقرار حسین ماسٹر سید انور صابری ڈاکٹر رئیس کمال صوفی انیس عزیزی نوشاد صابری، سید حسین راجشاہی، سید سعود راجشاہی، درگاہِ رحمانیہ کے سجادہ نشین جناب شعیب رحمانی، حکیم سید منیر قادری، حافظ محمد احمد رضا قادری، دلدار حسین، درگاہ شاہ ابوالمعالیؒ کے خادم خاص سید مدد علی محمد ایوب محمد نقی سید ارشد صابری محمد متین سمیت جامعہ غوثیہ رضویہ کے طلبا اور شہر کے دیگر معززین و عقیدت مندوں نے شرکت کی اس دو روزہ عرس کے تمام پروگرام میں محمد رضوان صابری مرغے والوں کا تعاون بھی ناقابل فراموش رہا۔ اس موقع پر حاضرین نے حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عقیدت و محبت کے نذرانے پیش کیے۔ دونوں روز منعقد ہونے والی تقریبات میں عقیدت مندوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی اور روحانی و پُرسکون ماحول میں عرس کی تقریبات اختتام پذیر ہوئیں۔

شہری جمعیۃ علماء کانپور یکم تا 10 اکتوبر تک "تحفظ عقائد مہم" چلائے گی

کانپور: شہری جمعیۃ علماء کانپور کے زیر اہتمام قاضیٔ شہر کانپور الحاج حافظ و قاری عبد القدوس ہادی صدر مجلس تحفظ ختم نبوت کانپور و نائب صدر جمعیۃ علماء اتر پردیش کی سرپرستی میں یکم/ اکتوبر سے ۱۰/ اکتوبر تک "تحفظ عقائد مہم" چلائی جائے گی۔ اس مہم کا مقصد عوام بالخصوص نوجوان نسل میں عقائد اسلامیہ کی اہمیت، دینی شعور اور صحیح اسلامی فکر کو فروغ دینا اور موجودہ دور میں پیدا ہونے والے فکری و اعتقادی مسائل کے حوالے سے آگاہی فراہم کرنا ہے۔ مہم کے کنوینر مولانا ابوبکر ہادی قاسمی کنوینر اصلاح معاشرہ کمیٹی شہری جمعیۃ علماء کانپور نے بتایا کہ مہم کے دوران کانپور شہر اور اطراف کے مختلف علاقوں میں متعدد دینی، اصلاحی اور تربیتی پروگرام منعقد کئے جائیں گے، جن میں علماء کرام، ائمہ مساجد، دینی مدارس کے ذمہ داران، طلبہ اور عوام الناس کی شرکت ہوگی۔ ان پروگراموں میں عقائد اسلامیہ کی بنیادی تعلیمات، ایمان کی اہمیت، اسلامی تشخص، دینی ذمہ داریوں اور نئی نسل کی فکری و اعتقادی تربیت جیسے اہم موضوعات پر گفتگو کی جائے گی۔ منتظمین کے مطابق موجودہ دور میں مختلف ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ نوجوانوں تک متعدد فکری نظریات اور شبہات پہنچ رہے ہیں، اس لئے ضرورت ہے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں بنیادی اسلامی عقائد کی صحیح تفہیم عام کی جائے اور عوام کو مستند دینی رہنمائی فراہم کی جائے۔ اسی مقصد کے پیش نظر مہم کے دوران علماء و مشائخ کے بیانات، اصلاحی نشستیں، تربیتی مجالس اور عوامی بیداری کے پروگرام منعقد کئے جائیں گے۔ شہری جمعیۃ علماء کانپور نے ائمہ مساجد، مدارس کے ذمہ داران، دینی کارکنان اور عوام الناس سے اپیل کی ہے کہ وہ "تحفظ عقائد مہم" کو کامیاب بنانے میں اپنا تعاون پیش کریں اور زیادہ سے زیادہ افراد کو ان دینی و اصلاحی پروگراموں سے وابستہ کریں، تاکہ معاشرے میں دینی شعور بیدار ہو، نئی نسل اپنے اسلامی عقائد سے مضبوطی کے ساتھ وابستہ رہے۔

تین چوتھائی دین ہمارے معاملات پر منحصر ہے: مولانا عبداللہ ابن القمر الحسینی

دیوبند، 23/ اگست (ڈاکٹر فیروز خان) انسان کا معاملات میں اچھا ہونا اور خوش معاملہ ہونا دین کا بہت ہی اہم باب ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ دین کا جتنا اہم باب ہے ہم نے اتنا ہی اس کو اپنی زندگی سے خارج کر رکھا ہے ہم نے دین کو صرف چند عبادات مثلاً نماز روزہ حج زکوۃ عمرہ وظائف اور اوراد میں منحصر کر لیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار کل ہند رابطہ مساجد کے قومی جنرل سیکریٹری اور سہ ماہی رسالہ سرگزشت کے مدیر اعلی مولانا عبداللہ ابن القمر الحسینی نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ دین کے احکام کا ایک چوتھائی حصہ عبادات سے متعلق ہے اس کے برخلاف تین چوتھائی دین ہمارے معاملات پر منحصر ہے مگر لوگوں سے ہمارے معاملات بالکلیہ طور پر خراب اور گندے ہو چکے ہیں۔ واحد اسی وجہ سے آج ہم پریشانیوں میں مبتلہ ہیں۔ کیونکہ معاملات (لین دین، حرام حلال، جائز نہ جائز، وغیرہ وغیرہ) اچھے نہ ہونے کی بنیاد پر ہماری عبادات بھلے ہی ادا ہو جائیں مگر ان سے اثر جاتا رہے گا اور ہماری دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ مولانا عبداللہ ابن القمر الحسینی نے کہا کہ ہم اپنا اور اپنے معاشرہ کا احتساب کریں، اور جو خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں اور دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں ان کی اصلاح کریں۔ اصلاح معاشرہ صرف نکاح، طلاق، جہیز اور رسم و رواج ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ معاشرہ اور اس سے جڑے ہوئے سارے مسائل کا حل اصلاح معاشرہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم اسلامی سوسائٹی اسٹرکچر کو نافذ نہیں کریں گے تو معاشرہ برائیوں کی آماجگاہ بن جائے گا انہوں نے کہا کہ بیواؤں کی شادیوں کی فکر کرنا ہماری معاشرتی اور اخلاقی ذمہ داری ہے، طلاق کے بڑھتے ہوئے معاملات بتاتے ہیں کہ ہم نے معاشرہ میں اپنا ذمہ دارانہ کردار ادا کرنا چھوڑ دیا ہے، اگر ہم اپنا کردار ادا کرتے رہیں تو گھریلو معاملات تفریق تک شاید کم پہنچیں انہوں نے موجودہ دور میں لڑکے اور لڑکیوں میں پھیل رہے ارتداد پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ تعلیم اور اسلامی شعائر سے لاعلمی کی اسلام کی حقانیت کا دل میں جاگزیں نا ہونا جہاں ارتداد کی بنیادی وجہ ہے وہیں پروقت پر شادی نا کرنا بھی اس مسئلے کو جنم دینے والی وجوہات میں سے ایک ہے۔

رام مندر عطیات چوری معاملے میں 8 ملزمان کے خلاف عدالت میں چارج شیٹ داخل

ایودھیا: 23 ستمبر(پی این ایس) رام مندر عطیات چوری معاملے میں پولیس نے بدھ کی صبح تمام 8 ملزمان کے خلاف عدالت میں چارج شیٹ داخل کر دی ہے۔ پولیس کی جانب سے چارج شیٹ داخل کیے جانے کے بعد اب ملزمان کے 'ڈیفالٹ بیل' (ضمانت) حاصل کرنے کا امکان ختم ہو گیا ہے۔ دراصل اسپیشل کورٹ نے انوکلپ مشرا، کرونیش پانڈے اور لوکش مشرا کی ضمانت عرضی خارج کر دی تھی۔ عدالت نے پیر کو اویناش شکلا، رماشنکر مشرا اور منیش یادو کی بھی ضمانت عرضی خارج کر دی تھی۔ اس کے بعد باقی بچے 2 دیگر ملزمان رام شنکر یادو عرف ٹنو اور سبھاش چندر شریواستو کی ضمانت عرضی پر آج اسی عدالت میں سماعت ہونی ہے۔ واضح رہے کہ حالیہ دنوں میں رام مندر عطیات چوری کا معاملہ موضوع بحث رہا ہے۔ اس معاملے میں ملزمان بھیڑ کا فائدہ اٹھا کر بینک ملازمین اور مندر کے کچھ اسٹاف کی ملی بھگت سے عطیات کے صندوقوں سے پیسے چوری کرتے تھے۔ جون کے مہینے میں 'شری رام جنم بھومی تیرتھ چھیتر ٹرسٹ' کی درخواست پر اتر پردیش حکومت نے ایس آئی ٹی تشکیل دی تھی۔ اس کے بعد 8 نامزد ملزمان کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی۔ ایس آئی ٹی نے سپریم کورٹ کو اپنی اسٹیٹس رپورٹ میں بتایا ہے کہ کاؤنٹنگ روم کی سی سی ٹی وی فوٹیج میں چوری کے 105 واقعات سامنے آئے ہیں، جہاں غیر مجاز طریقے سے نقد رقم نکالی یا چھپائی گئی۔ شروع میں صرف 70 واقعات کا شبہ تھا۔ فوٹیج میں ملزمان نوٹوں کی گڈیاں جیبوں اور جوتوں میں چھپاتے ہوئے نظر آئے ہیں۔ تفتیشی ایجنسیوں نے اب تک ملزمان کے پاس سے تقریباً 79.85 لاکھ روپے نقد برآمد کیے ہیں۔ انہوں نے یہ رقم اپنے گھروں، بیت الخلاء اور بھوسے کے ڈھیروں میں چھپا کر رکھی تھی۔ قابل ذکر ہے کہ ایودھیا کی خصوصی عدالت نے معاملے کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے مرکزی ملزمان اویناش شکلا، منیش یادو، رماشنکر مشرا، انوکلپ مشرا، کرونیش پانڈے اور لوکش مشرا کی ضمانت کی درخواستیں خارج کر دی ہیں۔

بلرام پور، گنیش وسرجن کے دوران طالبہ کی اچانک موت، ڈی جے کی تیز آواز پر اٹھے سوال

بلرام پور: 23 ستمبر(پی این ایس) اتر پردیش کے بلرام پور میں گنیش وسرجن کے دوران ایک افسوسناک واقعہ پیش آیا، جس کے بعد شہر میں غم کا ماحول ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ ڈیوائن پبلک اسکول کی ایک طالبہ کی وسرجن پروگرام کے دوران اچانک طبیعت خراب ہو گئی۔ حالت بگڑنے کے بعد اسے طبی امداد دی گئی، لیکن بعد میں اس کی موت ہو گئی۔ واقعے کے بعد اہل خانہ اور مقامی لوگوں میں غم کے ساتھ کئی سوالات بھی اٹھ رہے ہیں۔ اہل خانہ کا دعویٰ ہے کہ گنیش وسرجن کے دوران تیز ڈی جے اور آس پاس کے شور کے درمیان طالبہ کی طبیعت خراب ہوئی تھی۔ تاہم، فی الحال اس بات کی تصدیق نہیں ہوئی ہے کہ طالبہ کی موت کا براہ راست تعلق تیز آواز یا ڈی جے سے تھا۔ موت کی اصل طبی وجہ میڈیکل جانچ، طبی رپورٹ اور انتظامی تحقیقات کے بعد ہی واضح ہو سکے گی۔

گنیش اتسو اور وسرجن جیسے مذہبی پروگرام لوگوں کی عقیدت اور اجتماعی شرکت سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ایسے پروگراموں میں بڑی تعداد میں عقیدت مند شریک ہوتے ہیں، جبکہ بھکتی موسیقی، ڈھول، نگاڑے اور ڈی جے بھی تقریبات کا حصہ ہوتے ہیں۔ تاہم اس واقعے کے بعد مذہبی پروگراموں کے دوران آواز کی شدت اور لوگوں کی حفاظت کو لے کر بحث تیز ہو گئی ہے۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ مذہبی جذبات کا احترام کرتے ہوئے پروگراموں میں مقررہ صوتی حدود کی پابندی کی جانی چاہیے۔ خاص طور پر بچوں، بزرگوں، حاملہ خواتین اور صحت سے متعلق مسائل کا سامنا کرنے والے افراد کے لیے بہت زیادہ تیز آواز پریشانی کا سبب بن سکتی ہے۔

واقعے کے بعد مقامی سطح پر معاملے کی غیر جانب دارانہ جانچ کا مطالبہ بھی کیا جا رہا ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ تحقیقات کے ذریعے یہ واضح کیا جانا چاہیے کہ طالبہ کی طبیعت اچانک کیوں خراب ہوئی اور اس کی موت کی اصل وجہ کیا تھی۔ ساتھ ہی، اگر تحقیقات میں کسی قسم کی قواعد کی خلاف ورزی سامنے آتی ہے تو ذمہ داری طے کر کے ضروری کارروائی کی جانی چاہیے۔ فی الحال طالبہ کی موت اور تیز ڈی جے کے درمیان براہ راست تعلق کی تصدیق نہیں ہوئی ہے۔ ایسے میں طبی اور انتظامی تحقیقات کی رپورٹ اہم ہوگی۔ تحقیقات کے نتائج سامنے آنے کے بعد ہی واقعے کی اصل وجہ اور ممکنہ لاپروائی کی صورت حال واضح ہو سکے گی۔

یہ واقعہ مذہبی تقریبات میں جوش و خروش کے ساتھ حساسیت اور ذمہ داری کی ضرورت کو بھی نمایاں کرتا ہے۔ عقیدت اور جشن کے ماحول میں اگر آواز کی مقررہ حد، بھیڑ کے انتظام اور صحت سے متعلق احتیاطی تدابیر کا خیال رکھا جائے تو ایسے پروگراموں کو مزید محفوظ بنایا جا سکتا ہے۔

پولیس نے کیا چوری کا خلاصہ

دیوبند، 23/اگست (ڈاکٹر فیروز خان) ناگل پولیس نے کسانوں کے ٹیوب ویلس سے بجلی کے سامان کی چوری کا خلاصہ کرتے ہوئے ایک نوجوان کو گرفتار کر کے اس کے قبضہ سے چوری کیا گیا بجلی کے آلات برآمد کر لئے۔ ناگل تھانہ انچارج انسپیکٹر رادھے شیام یادو نے بتایا کہ دیر رات پولیس نین سوب شیتلا کھیڑا روڈ پر گشت کر رہی تھی، اس دوران پولیس کو مخبر سے اطلاع ملی کہ ایک نوجوان ٹیوب ویلس پر چوری کرنے کی فراق میں ہے، خبر ملتے ہی موقع پر پہنچی پولیس نے فوری طور پر نوجوان کو حراست میں لے لیا، جسے کوتوالی لا کر پوچھ گچھ کی گئی تو اس کی شناخت آکی دیپ چندپور گاؤں کے رہنے والے پرشانت کے طور پر ہوئی۔ کوتوالی انچارج نے بتایا کہ ملزم نوجوان کے قبضہ سے بجلی چوری کرنے کا سامان اور چوری کیا گیا 5 کلو کاپر کا تار، کیبل، کٹ آؤٹ اور اسٹارٹر وغیرہ برآمد کئے گئے ہیں۔

آیوروید ایک صحت مند مستقبل کی مضبوط بنیاد ہے

آیوروید، یوگا اور ہندوستانی طبی نظاموں کو جدید تحقیق اور اختراع سے جوڑ کر عالمی سطح پر فروغ دینا چاہیے: کیشو پرساد موریہ

لکھنؤ، 23 ستمبر۔ اتر پردیش کے نائب وزیر اعلیٰ جناب کیشو پرساد موریہ نے کہا کہ ہندوستان کی قدیم طبی روایت اور آیوروید کی اہمیت آج مسلسل بڑھ رہی ہے۔ وزیر اعظم جناب نریندر مودی کی قابل قیادت میں، ہندوستان کی امیر آیورویدک علمی روایت عالمی سطح پر پہچان حاصل کر رہی ہے۔ آیوروید کو جدید صحت کی دیکھ بھال کے نظام کے ساتھ مربوط کرکے تحقیق، تعلیم اور اختراع کو فروغ دیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی طبی نظام، بشمول آیوروید، یوگا، ہومیوپیتھی، اور یونانی، ایک صحت مند ہندوستان اور ایک صحت منداتر پردیش کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ شری کیشو پرساد موریہ بدھ کو مرکزی ہال، اندرا گاندھی پرتشٹھان، گومتی نگر، لکھنؤ میں 11ویں آیوروید ڈے کے موقع پر منعقدہ تقریب سے بحیثیت مہمان خصوصی خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے آیوروید ڈے کے موقع پر سبھی کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ مسٹر موریہ نے کہا کہ دیہاتوں میں ایک مشہور کہاوت ہے کہ "پہلی خوشی ایک صحت مند جسم ہے، دوسری خوشی گھر میں سکون ہے"۔ صحت مند جسم زندگی میں حقیقی خوشحالی کی بنیاد ہے۔ آیوروید اور یوگا صحت مند طرز زندگی کو اپنانے اور صحت مند زندگی گزارنے میں اہم رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آیوروید پر لوگوں کا اعتماد مسلسل بڑھ رہا ہے اور اس عقیدے کو مزید مضبوط کرنے کے لیے تحقیق اور صداقت پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایلوپیتھی کے مخالف نہیں ہیں۔ طب کے ہر نظام کی اپنی افادیت ہے۔ جس چیز کی ضرورت ہے وہ آیوروید، ہومیوپیتھی، یونانی اور جدید طبی نظاموں کے درمیان بہتر ہم آہنگی اور علم کے تبادلے کی ہے تاکہ ہر نظام کے بارے میں مفید معلومات وسیع پیمانے پر دستیاب ہوں اور مریضوں کو صحت کی زیادہ موثر خدمات مل سکیں۔ نائب وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اتر پردیش میں ایک ضلع، ایک میڈیکل کالج کی پالیسی پر کام جاری ہے۔ اسی طرح ہر ضلع میں آیوروید کی تعلیم اور طبی سہولیات کو پھیلانے کی طرف آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ملک میں آیوروید کے شعبے میں اعلیٰ سطحی ادارے تیار کیے جا رہے ہیں، جس سے ہندوستانی نظام طب میں لوگوں کا اعتماد مزید مضبوط ہو رہا ہے۔ تقریب میں موجود پدم شری پروفیسر منورنجن ساہو، پدم شری پروفیسر چندر شیکھر سنگھ اور پدم شری پروفیسر کینکن ٹھکرال کو مبارکباد دیتے ہوئے مسٹر موریہ نے کہا کہ ایک ہی اسٹیج پر تین پدم شری معززین کی موجودگی فخر کی بات ہے۔ انہوں نے آیوروید کے میدان میں ان کے تعاون کی ستائش کی اور مبارکباد اور نیک خواہشات پیش کیں۔ مسٹر موریہ نے کہا کہ اب پوری دنیا ہندوستان میں روایتی طور پر دستیاب باجرا اور دیگر غذائیت سے بھرپور کھانوں کی اہمیت کو تسلیم کر رہی ہے۔ جو کبھی عام خوراک سمجھی جاتی تھی اب عالمی سطح پر 'شری انا' اور باجرے کی شکل میں صحت بخش غذا کے طور پر زیر بحث ہے۔ انہوں نے کہا کہ صحت مند زندگی کے لیے اپنے روایتی طرز زندگی، کھانے پینے کی عادات اور قدرتی وسائل سے متعلق علمی روایات کو سمجھنا اور اپنانا ضروری ہے۔ نائب وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ہندوستان کی ثقافت "سب خوش اور صحت مند ہو" کے جذبے پر مبنی ہے۔ ہماری طبی روایت کا مقصد نہ صرف ہندوستان کے لوگوں کو صحت کی دیکھ بھال فراہم کرنا ہے بلکہ انسانیت کی خدمت بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی طبی نظام کے علم اور تجربے سے دنیا کی وسیع آبادی کو فائدہ پہنچانے کی بے پناہ صلاحیت موجود ہے۔ اس موقع پر نائب وزیر اعلیٰ اور آیوش کے وزیر مملکت نے پدم شری ایوارڈ یافتہ افراد کو شال، یادگاری نشانات اور توصیفی اسناد سے نوازا۔ یوگا پروگرام، مقابلے، ضلعی اور معالج ایوارڈز، اور آیوش حوالہ جات بھی پیش کیے گئے۔ اس موقع پر مسٹر موریہ نے آیوش کلینیکل اسٹیبلشمنٹ رجسٹریشن پورٹل کا آغاز کیا۔ ریاستی وزیر (آزادانہ چارج) شری دیا شنکر مشرا دیالو نے اس موقع پر کہا کہ آیوروید ڈے کے موقع پر ہم سب کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم صحت مند طرز زندگی کا پیغام ہر خاندان تک پہنچائیں گے، بچوں اور نوجوانوں کو صحت کے بارے میں آگاہ کریں گے اور محفوظ، معیاری اور سائنسی ثبوت پر مبنی صحت خدمات کو مضبوط بنانے میں اپنا حصہ ڈالیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس سال یوم آیوروید کی تھیم، "ایک صحت مند مستقبل کے لیے آیوروید"، ہمیں اس بات پر غور کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے کہ ہم اپنی قدیم طبی روایات، جدید

11ویں آیوروید ڈے کے موقع پر 1090 چوراہے سے جنیشور مشرا پارک تک بائیک ریلی نکالی گئی

آیوروید ہندوستان کی بھرپور اور قدیم طبی روایت کا ایک اہم حصہ ہے: برجیش پاٹھک

لکھنؤ: 23 ستمبر۔ آج 11ویں آیوروید ڈے کے موقع پر لکھنؤ کے 1090 چوراہے سے صحت مند مستقبل کے لیے آیوروید" کے موضوع پر ایک بائیک ریلی کا انعقاد کیا گیا۔ ریاست کے نائب وزیر اعلیٰ برجیش پاٹھک نے بائک ریلی کو جھنڈی دکھا کر روانہ کیا۔ یہ ریلی 1090 چوراہے سے شروع ہوئی اور جنیشور مشرا پارک تک گئی۔ اس موقع پر ڈاکٹر دیا شنکر مشرا، ریاستی وزیر برائے آیوش (آزادانہ چارج) کے ساتھ محکمہ کے افسران اور دیگر معززین موجود تھے۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے نائب وزیر اعلیٰ جناب برجیش پاٹھک نے آیوروید کی اہمیت اور آج کے دور میں اس کی مطابقت کے بارے میں بات کی۔ ڈاکٹر دیا شنکر مشرا دیالوؔ نے پروگرام کی اہمیت اور روزمرہ کی زندگی میں آیوروید کے کردار پر روشنی ڈالی۔ نائب وزیر اعلیٰ جناب برجیش پاٹھک نے کہا کہ آیوروید ہندوستان کی بھرپور اور قدیم طبی روایت کا ایک اہم حصہ ہے اور صحت منداور بیماری سے پاک زندگی کی بنیاد ہے۔ آیوروید ہمارے طرز زندگی کا لازمی جزو ہے اور اس کی اہمیت آج کے دور میں بھی اتنی ہی متعلقہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کے تیز رفتار طرز زندگی میں لوگ اکثر فوری آرام کے لیے ادویات کا سہارا لیتے ہیں۔ لہٰذا، صحت سے متعلق بیداری بڑھانے اور ہندوستانی طبی نظام کی افادیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ آیوروید کی قبولیت صرف ہندوستان تک محدود نہیں ہے بلکہ دنیا کے کئی ممالک میں بھی اس میں دلچسپی بڑھی ہے۔ مسٹر پاٹھک نے کہا کہ ہمارے کچن میں استعمال ہونے والے بہت سے روایتی مصالحے اور کھانے بھی روایتی ہندوستانی نظام صحت سے جڑے ہوئے ہیں۔ لہٰذا، ہر ایک کو اپنے خاندان اور اپنے آس پاس کے لوگوں سے شروع کرکے عوام میں آیوروید کو پھیلانا شروع کرنا چاہئے۔ انہوں نے سبھی پر زور دیا کہ وہ آیوروید کو عوام میں پھیلا کر ایک صحت مند اور مضبوط ہندوستان کے وژن کو پورا کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس موقع پر آیوش کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) ڈاکٹر دیا شنکر مشرا 'دیالوؔ' نے کہا کہ آیوروید صرف علاج کا ایک نظام نہیں ہے، بلکہ صحت مند زندگی گزارنے کا ایک جامع طریقہ ہے۔

اوورلوڈ والے علاقوں میں ٹرانسفارمرز کو فوری اپ گریڈ کیا جائے

اے کے شرما نے سمبھاو پورٹل پر شکایات سنیں اور عہدیداروں کو بروقت حل کو یقینی بنانے کی ہدایت دی

لکھنؤ: 23 ستمبر۔ شہری ترقیات اور توانائی کے وزیر جناب اے کے۔ شرما نے آج سمبھاو (شکایات ریزولوشن پورٹل) کے ذریعے عوامی سماعت کی اور مختلف اضلاع سے موصول ہونے والی شکایات کو سنا۔ سمبھاو پورٹل، وزیر جناب اے کے شرما کی ہدایت پر بنایا گیا ہے۔ شکایات کے بروقت، شفاف اور موثر حل کو یقینی بنانے کے لیے ڈیزائن کیا گیا ایک پورٹل ہے۔ یہ پورٹل اب جاری منصوبوں کی نگرانی کے قابل بنائے گا۔ عوامی سماعت کے دوران، وزیر جناب شرما نے متعلقہ افسران کو متعدد معاملات میں موقع پر ضروری کارروائی کرنے کی ہدایت دی، جبکہ سنگین اور زیر التوا معاملات میں غلطی کرنے والے اہلکاروں کے خلاف تحقیقات اور کارروائی کی بھی ہدایت دی۔ شکایت کنندگان نے کئی شکایات کے حل کے لیے وزیر جناب اے کے شرما سے اظہار تشکر کیا۔ محکمہ توانائی سے متعلق شکایات کی سماعت کے دوران غازی پور کے جناب رام پرتاپ سنگھ نے تخمینہ رقم کی ادائیگی کے باوجود کام شروع نہ ہونے کا مسئلہ اٹھایا۔ وزیر توانائی جناب اے کے شرما نے معاملے کو سنجیدگی سے لیا اور پوروانچل ودیوت وترن نگم کے ایم ڈی کو معاملے کی جانچ کرنے اور ضروری کارروائی کرنے کی ہدایت دی۔ انہوں نے کہا کہ تخمینہ رقم کی ادائیگی کے باوجود کام شروع نہ کرنا سنگین غفلت ہے۔ اس طرح کی سستی سے محکمہ کی شبیہ خراب ہوتی ہے اور عوام میں غلط پیغام جاتا ہے۔ وزیر جناب اے کے شرما نے گونڈہ کے جناب سکھ دیو سنگھ کی طرف سے کنٹراکٹ ورکرس کی غیر ضروری برطرفی کے بارے میں شکایت کا بھی سنجیدگی سے نوٹس لیا۔ انہوں نے ایم ڈی کو ہدایت کی کہ وہ معاملے کی تحقیقات کریں اور قواعد کے مطابق مناسب کارروائی کو یقینی بنائیں۔ دریں اثنا، فیروز آباد میں، ایک کنٹریکٹ ورکر کے خاندان نے وزیر جناب اے کے شرما کا، ورکر کی موت کے بعد متاثرہ خاندان کو معاوضہ ادا کرنے پر اظہار تشکر کیا۔ محکمہ شہری ترقی سے متعلق شکایات کی سماعت کے دوران شاہجہاں پور کے انکت بھارتیہ کا ٹیکس ادا کرنے کے باوجود اپنے ریکارڈ کو اپ ڈیٹ نہ کرنے کا معاملہ سامنے آیا۔ متعلقہ عہدیداروں سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے وزیر جناب اے کے۔ شرما نے سوال کیا کہ ایسی شکایات کو وزارتی سطح تک کیوں پہنچنا پڑا۔ انہوں نے عہدیداروں سے سوال کیا کہ اس طرح کے معاملات کو نچلی سطح پر حل کیوں نہیں کیا گیا۔ انہوں نے واضح طور پر خبردار کیا کہ اگر دوبارہ ایسی شکایات سامنے آئیں تو متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ ۔ انہوں نے عہدیداروں کو ہدایت دی کہ شکایات کا ازالہ محض کاغذی کارروائی تک محدود نہیں رہنا چاہئے بلکہ شکایت کنندہ کو حقیقی راحت ملنی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی نیت صاف ہے کہ عوامی مسائل کو نچلی سطح پر ہی موثر طریقے سے حل کیا جائے اور کسی شہری کو اپنے چھوٹے چھوٹے مسائل کے لیے اعلیٰ سطح پر نہ آنا پڑے۔ سماعت کے دوران ڈی جی ویجیلنس جناب رام کرشنا سوارنکر، پرنسپل سکریٹری توانائی جناب رنویر پرساد، پرنسپل سکریٹری شہری ترقیات جناب پی گرو پرساد، سکریٹری انوج کمار جھا، اسپیشل سکریٹری جناب پراوین لکشیاکر، جناب مہیندر بہادر سنگھ، ایم ڈی جناب میورا مہیشوری، جناب نتیش کمار اور دیگر سینئر افسران موجود تھے۔

اگر ہمیں مینڈیٹ نہیں ملتا تو ہمیں اس کی توہین کرنے کا کوئی حق نہیں: بی جے پی

لکھنؤ، 23 ستمبر (یو این آئی) سماج وادی پارٹی (ایس پی) کے صدر اکھلیش یادو کے 2027 کے انتخابات سے متعلق بیان اور حکومت اور آئینی اداروں پر سوال اٹھانے کے بعد بی جے پی لیڈروں نے ایس پی پر سخت حملہ کیا۔ یوگی حکومت میں کابینہ کے وزیر منوج پانڈے نے اکھلیش یادو کے بیان پر ردعمل دیتے ہوئے کہا کہ جمہوریت میں کوئی حتمی یا نئے انتخابات نہیں ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت میں عوام کے مینڈیٹ کا احترام ہونا چاہیے اور جو لوگ مینڈیٹ حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں انہیں اس کی بے عزتی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ منوج پانڈے نے ایس پی کے دور حکومت میں نوکریوں، طلباء پر کریک ڈاؤن، فسادات اور امن وامان کے مسائل کو اٹھاتے ہوئے کہا کہ اتر پردیش کے لوگوں نے یہ سب دیکھ لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کسان، غریب، نوجوان، پسماندہ اور آگے کے طبقات ایک ایسی ریاست چاہتے ہیں جہاں کھیتی باڑی، کاروبار اور روزی روٹی امن وسلامتی کے ساتھ چل سکے۔ جمہوریت میں انتقامی سیاست کی کوئی جگہ نہیں۔ وزیر کپل دیو اگروال نے الیکشن کمیشن کے اکھلیش یادو کے سوال کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ سماج وادی پارٹی (ایس پی) کو آئینی اداروں میں اعتماد کی کمی ہے۔ انہوں نے کہا کہ الیکشن کے بعد الیکشن ہارنے کے بعد ایس پی الیکشن کمیشن، پولیس کے نظام اور آئین پر سوال اٹھاتے ہیں۔ پی ڈی اے کے معاملے پر انہوں نے کہا کہ افسران کا انتخاب ذات کی بنیاد پر نہیں میرٹ اور قابلیت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سماج وادی پارٹی (ایس پی) کو ایودھیا کا سنگین مسئلہ ہے۔ انہوں نے رام مندر اور کارسیوکوں کا حوالہ دیتے ہوئے ایس پی کو نشانہ بنایا۔

ایودھیا میں 2650101 دیئے روشن کرنے کا ہدف

وزیر سیاحت اور ثقافت نے دیپ اتسو پروگرام کو شاندار انداز میں منعقد کرنے کی ہدایات دیں

لکھنؤ، 23 ستمبر (یو این آئی) ایودھیا میں 2026 کے دیپ اتسو کو اس سال مزید شاندار اور اختراعی بنانے کی تیاریاں جاری ہیں۔ تقریباً 30 لاکھ لیمپ روشن کیے جائیں گے، جب کہ 100,2 ڈرون شوز، تھری ڈی پروجیکشن، لیزر شوز اور میوزیکل گرین فائر ورکس اہم پرکشش مقامات ہوں گے۔ دیپ اتسو کی تیاریوں میں عام لوگوں اور نوجوانوں کی شرکت کو یقینی بنانے کے لیے MyGov UP کے ذریعے تجاویز بھی طلب کی جائیں گی۔ سیاحت اور ثقافت کے وزیر جیویر سنگھ نے بدھ کو ایڈیشنل چیف سکریٹری برائے سیاحت، ثقافت اور خیراتی امور امرت ابھیجت کے ساتھ روشنیوں کے تہوار کی تیاریوں کا جائزہ لیا۔ انہوں نے عہدیداروں کو ہدایت دی کہ وہ اس تقریب میں نوجوانوں کو فعال طور پر شامل کریں اور انہیں ریاست کی ثقافتی روایات کا علمبردار بنائیں۔ اجلاس میں ثقافتی پروگراموں، عقیدت مندوں اور سیاحوں کے لیے سہولیات، شہر کی سجاوٹ، سیکورٹی اور ٹریفک کے انتظامات کا جائزہ لیا گیا۔ میٹنگ میں ایودھیا کی گلیوں اور دریائے سریو کے کناروں کو رامائن پر مبنی سجاوٹ سے سجانے اور ملکی اور بین الاقوامی سامعین کی شرکت بڑھانے کے منصوبوں پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ مقامی لوگوں اور سیاحوں کو اس کا دوبارہ مشاہدہ کرنے کا موقع فراہم کرنے کے لیے دیپ اتسو کے ساتھ ساتھ جام گھاٹ پر ڈرون شو منعقد کرنے کی تجویز ہے، جو دو دن بعد ہوگا۔ تقریب کی بین الاقوامی رسائی کو بڑھانے کے لیے، مختلف ممالک سے سیاحت اور ثقافت کے وزراء یا ان کے نمائندوں کو مدعو کرنے کا منصوبہ ہے۔ مزید برآں، ہندوستانی تارکین وطن کو 30 سے زیادہ ممالک میں ہندوستانی سفارت خانوں اور سفیروں کے ذریعے روشنیوں کے تہوار میں مدعو کیا جائے گا۔ وزیر نے ہدایت دی کہ ایودھیا کے نمایاں مقامات پر سمت بورڈ لگائے جائیں تاکہ عقیدت مندوں اور سیاحوں کو آنے جانے میں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ دیپ اتسو کے دن صبح 4 بجے سے بھجن نشر کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ ایڈیشنل چیف سکریٹری امرت ابھیجت نے ہدایت دی کہ سیلفی پوائنٹس بنائے جائیں تاکہ پیدل چلنے والوں کی ٹریفک متاثر نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ رامائن کے مختلف ابواب پر مبنی سڑک کے کنارے تنصیبات کو کہانی کے بارے میں آسان زبان میں معلومات فراہم کرنی چاہئیں تاکہ بچے بھی اسے آسانی سے سمجھ سکیں۔ میٹنگ میں دھرم پتھ پر 10 داخلی دروازے بنانے کی تجویز پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ ایودھیا جانے والے بڑے راستوں پر تین مزید رامائن دروازے بنانے کا منصوبہ ہے، بشمول سلطان پور اور رائے بریلی کے راستے۔ دریائے سریو میں پشپک ویمانا کی مستقل تنصیب کی بھی تجویز دی گئی ہے۔ روشنیوں کے تہوار کے دوران، منصوبوں میں 100,2 سے زیادہ راہبوں کی طرف سے اجتماعی سریو آرتی، 240 سے زیادہ مندروں اور خانقاہوں میں چراغوں کی روشنی اور صنعت اور تجارتی تنظیموں کے تعاون سے 25 بڑے چوراہوں کو سجانا شامل ہے۔ محکمہ ثقافت ہندوستان اور بیرون ملک سے رام لیلا ٹولیوں کی پرفارمنس، روایتی لوک رقص، اور ساکیت کالج سے رام کتھا پارک تک جھانکوں کا ایک جلوس ترتیب دینے کی تیاری کر رہا ہے۔

کانگریس کا الیکشن کمیشن پر سنگین الزامات، تحقیقات کا مطالبہ

عہدیداروں کے اختلافات کو جمہوریت کے لیے تشویشناک قرار دیا

لکھنؤ۔ ریاستی کانگریس کے صدر اجے رائے نے کہا کہ بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) اور الیکشن کمیشن کی ملی بھگت سے جمہوریت کے قتل کے الزامات کی ایک بار پھر تصدیق ہوگئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ الیکشن کمیشن کے دو انتخابی کمشنروں نے ایک انگریزی روزنامے میں انکشاف کیا ہے کہ گزشتہ 10 ماہ کے دوران کمیشن کے فیصلوں پر 14 اعتراضات تحریری طور پر درج کرائے گئے۔ کانگریس اور قائد حزب اختلاف راہل گاندھی کافی عرصے سے یہ کہتے رہے ہیں کہ حکومت نے نظام پر قبضہ کرلیا ہے، جس کا اب انکشاف ہوگیا ہے۔ انہوں نے 2024 کے گزشتہ لوک سبھا انتخابات میں مکمل ہونے والے وارانسی انتخاب کے پورے نتائج کی تحقیقات کرانے کا مطالبہ کیا۔ مسٹر رائے نے کہا کہ الیکشن کمیشن ایک آزاد اور آئینی ادارہ ہے، لیکن جس طرح چیف الیکشن کمشنر نے الیکشن کمیشن کے دیگر انتخابی کمشنروں کو نظرانداز کرتے ہوئے حکومت کے دباؤ میں جمہوریت کا گلا گھونٹنے کا کام کیا، وہ انتہائی افسوسناک اور آئین کے منافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ نے باقاعدہ یہ اصول طے کیا ہے کہ الیکشن کمیشن فیصلے اکثریت کی بنیاد پر کرے گا، لیکن کسی ایک فرد کا فیصلہ قابل قبول نہیں ہوگا۔ چیف الیکشن کمشنر اگرچہ پہلے نمبر پر ہوتے ہیں، لیکن تینوں ارکان کے اختیارات یکساں ہیں۔ یا تو تینوں ارکان کسی فیصلے پر متفق ہوں یا پھر اکثریت کی رائے کو تسلیم کیا جائے۔ لیکن مکمل طور پر آمرانہ انداز میں فیصلے کیے گئے، جو جمہوریت کے لیے تباہ کن ہیں۔ کانگریس ابتدا ہی سے الیکشن کمیشن کی غیر جانب داری پر سوال اٹھاتی رہی ہے، خواہ وہ فرضی ووٹروں کے نام شامل کرنے کا معاملہ ہو، جائز ووٹروں کے نام حذف کرنے کا معاملہ ہو، فارم-6 میں غیر قانونی تبدیلیاں ہوں یا نئے ووٹروں کے نام شامل کرنے سے متعلق فارم کا معاملہ ہو۔ کانگریس ان معاملات پر مسلسل اپنا احتجاج درج کراتی رہی ہے۔ اس کے باوجود ان اعتراضات کو نظرانداز کرتے ہوئے فیصلے کیے گئے، جو ثابت کرتا ہے کہ کس طرح بی جے پی نے الیکشن کمیشن کے ذریعے ووٹ چوری اور دیگر طریقوں سے جمہوریت کا قتل کرنے کی کوشش کی۔ کانگریس کے سینئر رہنما اور راجیہ سبھا میں نائب قائد حزب اختلاف پرمود تیواری نے کہا کہ رام مندر میں چڑھاوے اور چندے کی چوری کے بعد مودی حکومت کی جانب سے آئین اور جمہوریت کے قتل اور ووٹ چوری کا معاملہ رنگے ہاتھوں پکڑا گیا ہے۔ اس مرتبہ گواہ کوئی اور نہیں بلکہ خود دو انتخابی کمشنر سکھبیر سنگھ سندھو اور وویک جوشی ہیں۔ مسٹر تیواری نے پارلیمنٹ کا خصوصی اجلاس بلانے اور چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کو اس میں طلب کرکے ان کی جواب دہی طے کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے جمہوریت کو مبینہ طور پر ناپاک کرنے کے معاملے میں انہیں معطل کرکے ان کے خلاف آئین کے مطابق کارروائی کرنے اور مقدمہ درج کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔ مسٹر تیواری نے کہا کہ بی جے پی حکومت کو اکثریت دلانے کے لیے 10 ماہ میں 14 مرتبہ ایسے فیصلے کیے گئے، جن میں ان دونوں کمشنروں کی رائے مختلف تھی۔ ان فیصلوں سے واضح ہوجاتا ہے کہ ان تمام فیصلوں میں چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار نے بی جے پی کی مدد کی۔ انہوں نے کہا کہ اس سے ہریانہ، مہاراشٹر، مغربی بنگال اور آسام میں بی جے پی کی انتخابی جیت میں ہونے والی ووٹ چوری پکڑی گئی ہے۔ ہریانہ، مہاراشٹر، مغربی بنگال اور آسام کی جتنی آبادی اس بھیانک ووٹ چوری سے متاثر ہوئی، وہ دنیا کے کئی ممالک کی آبادی سے بھی زیادہ ہے۔ ایک بمقابلہ دو کی اکثریت سے واضح ہوگیا ہے کہ ان فیصلوں میں چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار نے غیر آئینی طریقے سے بی جے پی کی مدد کی اور اسی وجہ سے ان ریاستوں میں انتخابی نتائج تبدیل ہوگئے۔

پرمود تیواری نے چیف الیکشن کمشنر پر سنگین الزامات عائد کرتے ہوئے خصوصی اجلاس کا مطالبہ کیا

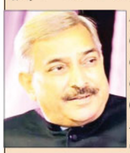

لکھنؤ، 23 ستمبر (یو این آئی) راجیہ سبھا میں اپوزیشن کے ڈپٹی لیڈر پرمود تیواری نے چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار پر سنگین الزامات عائد کرتے ہوئے کہا کہ الیکشن کمیشن کے فیصلوں سے ووٹ چوری" کے واقعات سامنے آئے ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ الیکشن کمشنر سکھبیر سنگھ سندھو اور وویک جوشی کے اختلافی فیصلے بھی صورتحال کو واضح کرتے ہیں۔ بدھ کو یہاں جاری ایک بیان میں مسٹر تیواری نے کہا کہ گزشتہ 10 مہینوں میں 14 ایسے فیصلے لیے گئے جن میں دونوں الیکشن کمشنروں میں اختلاف تھا۔ ان کے مطابق ان فیصلوں میں چیف الیکشن کمشنر کا کردار بھارتیہ جنتا پارٹی کے حق میں تھا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ اس نے 120 ملین سے زیادہ ووٹروں کے حق رائے دہی پر سوالیہ نشان لگا دیا ہے اور ہریانہ، مہاراشٹر، مغربی بنگال اور آسام میں انتخابی نتائج کو متاثر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ جمہوریت اور آئین کے لیے سنگین معاملہ ہے اور اس سے ملک کا امیج متاثر ہوا ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ چیف الیکشن کمشنر نے غیر آئینی طور پر ان فیصلوں میں بی جے پی کی مدد کی، جو ایک بمقابلہ دو" اکثریت سے کیے گئے تھے، اس طرح متعلقہ ریاستوں میں انتخابی نتائج کو تبدیل کیا گیا تھا۔ مسٹر تیواری نے مطالبہ کیا کہ چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے اور سپریم کورٹ کی نگرانی میں تحقیقات کرائی جائے تاکہ پورے معاملے کی سچائی ملک کے سامنے آسکے۔ انہوں نے عوام سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ جمہوری اور غیر متشدد طریقے سے بی جے پی حکومت کے خلاف آواز بلند کریں۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں منصفانہ انتخابات کرائے جائیں اور مینڈیٹ کے مطابق حکومت بنائی جائے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ موجودہ حالات آزادی پسندوں اور آئین کے بانیوں کے اصولوں کی توہین ہیں۔ مسٹر تیواری نے پارلیمنٹ کے خصوصی اجلاس کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ چیف الیکشن کمشنر کو ایوان میں طلب کرکے ان کا جوابدہ ہونا چاہئے۔ انہوں نے چیف الیکشن کمشنر کی معطلی، ان کے خلاف آئینی کارروائی اور مقدمہ درج کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔

ووٹ صرف ایک حق ہی نہیں بلکہ ایک اہم جمہوری ذمہ داری بھی ہے: پروفیسر اجے تنیجا

لینگویج یونیورسٹی میں 'میرا ووٹ، میرا حق' کے پیغام کے ساتھ ووٹر بیداری ریلی کا انعقاد

لکھنؤ، 23 ستمبر 2026: خواجہ معین الدین چشتی لینگویج یونیورسٹی میں طلبہ کو حق رائے دہی کی اہمیت اور جمہوری نظام میں ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کے مقصد سے 'میرا ووٹ، میرا حق' کے پیغام کے ساتھ ووٹر بیداری ریلی کا انعقاد کیا گیا۔ ریلی کا آغاز یونیورسٹی کے نیتاجی سبھاش چندر بوس بوائز ہاسٹل سے ہوا اور طلبہ نے کیمپس کی مختلف عمارتوں سے گزرتے ہوئے ٹھینکیو گیٹ تک مارچ کیا، جہاں ریلی اختتام پذیر ہوئی۔ ریلی میں بڑی تعداد میں طلبہ نے جوش وخروش کے ساتھ شرکت کی۔ طلبہ نے ہاتھوں میں بینرز اور پوسٹرز اٹھا رکھے تھے اور مختلف نعروں کے ذریعے ووٹ کی اہمیت اور حق رائے دہی کے استعمال کے تئیں بیداری پیدا کی۔ طلبہ نے اس بات کا پیغام دیا کہ صحت مند جمہوریت کی بقا، مضبوط جمہوری نظام اور مساوی معاشرے کی تعمیر کے لیے ہر اہل شہری کا اپنے حق رائے دہی کا استعمال کرنا نہایت ضروری ہے۔ ریلی کے آغاز کے موقع پر وائس چانسلر پروفیسر اجے تنیجا نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے حق رائے دہی کی اہمیت اور جمہوری نظام میں نوجوانوں کے کردار پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ ووٹ صرف ایک حق ہی نہیں بلکہ ایک اہم جمہوری ذمہ داری بھی ہے۔ جمہوریت کی مضبوطی کے لیے ضروری ہے کہ ہر اہل شہری اپنے ووٹ کی طاقت کو سمجھے اور بغیر کسی لالچ یا دباؤ کے اپنے حقِ رائے دہی کا ذمہ داری اور دانش مندی کے ساتھ استعمال کرے۔ انہوں نے کہا کہ نوجوان ملک کا مستقبل ہونے کے ساتھ ساتھ جمہوری نظام کے اہم شراکت دار بھی ہیں۔ ان کی بیداری اور فعال شرکت ہی ایک مضبوط، باشعور اور ذمہ دار معاشرے کی بنیاد رکھ سکتی ہے۔ طلبہ کو چاہیے کہ وہ خود بھی ووٹنگ کے عمل سے وابستہ ہوں اور اپنے آس پاس کے لوگوں کو بھی ووٹر رجسٹریشن اور حق رائے دہی کے استعمال کے لیے ترغیب دیں۔ وائس چانسلر نے کہا کہ یونیورسٹی کا مقصد طلبہ کو محض تعلیمی اعتبار سے ہی نہیں بلکہ ایک ذمہ دار اور باشعور شہری کی حیثیت سے بھی تیار کرنا ہے۔

بہار، بنگال، دہلی اور مہاراشٹر کے انتخابات منسوخ کیے جائیں: سنجے سنگھ

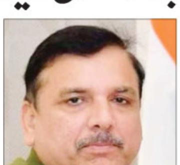

لکھنؤ، 23 ستمبر (یو این آئی) عام آدمی پارٹی (عآپ) کے اتر پردیش انچارج اور راجیہ سبھا کے رکن پارلیمنٹ سنجے سنگھ نے انتخابی کمیشن کے طریقۂ کار، فارم-6 میں کی گئی غیر قانونی تبدیلیوں اور ملک کی امن وقانون کی صورتحال کو لے کر مرکز کی مودی حکومت پر سخت حملہ کیا ہے۔ بدھ کے روز سوشل میڈیا کے ذریعے بیان جاری کرتے ہوئے رکن پارلیمنٹ سنجے سنگھ نے کہا کہ ملک میں جمہوریت پوری طرح خطرے میں ہے۔ انتخابی کمیشن کے اندر دو الیکشن کمشنروں نے 14 مرتبہ اختلاف درج کراتے ہوئے فارم-6 میں تبدیلی اور ووٹوں کو شامل کرنے اور حذف کرنے کے مرکزی نظام کو غیر قانونی قرار دیا، لیکن اس کے باوجود چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار آمرانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے یکطرفہ فیصلے کر رہے ہیں۔ مسٹر سنگھ نے کہا کہ انتخابی کمیشن کی جانب سے ووٹوں کو حذف کرنے اور شامل کرنے کے لیے جو نیا مرکزی طریقہ نافذ کیا گیا ہے، اس پر خود دو الیکشن کمشنروں نے 14 مرتبہ تحریری مخالفت درج کرائی ہے۔ انہوں نے واضح طور پر کہا تھا کہ یہ طریقہ غلط ہے اور ریاستوں کے مقامی افسران، ایس ڈی ایم وغیرہ سے اختیارات چھین کر من مانی طریقے سے نام حذف کرنا مکمل طور پر غیر آئینی ہے۔ جب کمیشن کے اندر ہی دو کمشنر اسے غلط قرار دے رہے ہیں تو گیانیش کمار کس کے اشارے پر یہ من مانی کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فارم-6 کے ضوابط کو جان بوجھ کر اتنا پیچیدہ بنا دیا گیا ہے کہ عام شہری اسے مکمل ہی نہ کر سکے۔ بنگال میں 60 لاکھ نام حذف کر دیے گئے، 27 لاکھ نام زیر التوا رکھے گئے اور بعد میں حلف نامہ دے کر تسلیم کیا گیا کہ 93 فی صد نام بالکل درست تھے۔ انہوں نے سوال کیا کہ جن لاکھوں اہل شہریوں کو ووٹ دینے کے حق سے محروم کیا گیا، اس جرم کے لیے جیل کون جائے گا۔ آپ لیڈر نے کہا کہ دہلی میں سابق نائب وزیر اعظم لال کرشن اڈوانی، سابق فوجی سربراہ، وزیر خارجہ، خارجہ سکریٹری، تین مرتبہ کے وزیر اعلیٰ اروند کیجریوال اور ان کے اہل خانہ، منیش سسودیا اور کپل سبل تک کے نام حذف کر دیے گئے۔ یہاں تک کہ الیکشن کمشنر سندھو کا نام بھی فہرست سے غائب کر دیا گیا۔ جب ملک کے اعلیٰ عہدوں پر رہنے والے لوگوں کے ساتھ ایسا ہوسکتا ہے تو عام عوام کے حق رائے دہی کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ آپ رکن پارلیمنٹ نے دوٹوک مطالبہ کیا کہ جب تک گیانیش کمار عہدے پر ہیں، ملک میں کبھی منصفانہ انتخابات نہیں ہو سکتے، اس لیے انہیں فوری طور پر گرفتار کرکے جیل میں ڈالا جانا چاہیے۔